خوش گموئی و خوش الحانی علمی و عقلی دلائل و براہین پر مبنی اہم موضوعات پہ مفصّل جامع کتاب

افکارِ کاظمی

رشحاتِ فکر جگر گوشہ غزالیِ زماں رازیِ دوراں مفکرِ اسلام

علامہ سیّد حامد سعید کاظمی شاہ

وفاقی وزیر مذہبی امور حکومتِ پاکستان

مرتبہ

طارق جاوید سعیدی

خوش گوئی و خوش الحانی علمی و عقلی دلائل و براہین پر مبنی اہم موضوعات پہ مفصل جامع کتاب

افکارِ کاظمی

شعلہ بیانِ ملک جگر گوشہ غزالی زماں رازی دوراں مفکر اسلام

علامہ سید حامد سعید کاظمی شاہ

وفاقی وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان

ناشر

نام کتاب .... افکارِ کاظمی

خطبات .... علامہ سید حامد سعید کاظمی شاہ

مرتب کردہ .... حافظ طارق جاوید سعیدی

زیر نگرانی .... سردار محمد اکرم بٹر سعیدی

کمپوزنگ .... محمد عابد عطاری

سن اشاعت .... رمضان المبارک یکم ستمبر 2010

تعداد صفحات 310

تعداد کتب 1100

قیمت امپورٹڈ پیپر 400

ناشر

ملنے کا پتہ

مکتبہ مہریہ کاظمیہ — ملتان شریف

مکتبہ فیضان سنت — ملتان شریف

قادری رضوی کتب خانہ — گنج بخش روڈ لاہور

ضیاء القرآن پبلی کیشنز — گنج بخش روڈ لاہور

صراط مستقیم پبلی کیشنز — دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ نبویہ — گنج بخش روڈ لاہور

فرید بک سٹال — اردو بازار لاہور

سٹاکسٹ

اِدارہ احمد سعید کنز العلوم پاکستان

0300-8166082
0300-4478030
0306-4190454

مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری

رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

غزالی زماں رازیٔ دوراں امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ علمی صلاحیتوں سے نوازا تھا معاملہ فہمی، نکتہ سنجی، فصاحت و بلاغت، فہم قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ تقویٰ و پرہیز گاری آپ کا وصف خاص تھا۔

اس لیئے آپؒ کی تحریر وتقریر میں یہ سب باتیں نمایاں ہوتی تھیں۔ دنیائے تدریس میں بھی آپ ایک مثالی شخصیت کے مالک تھے اسلامی سیاست اور اتحاد ملت کیلئے بھی آپ کے ذہن رساء نے وہ کام کیا کہ اہل سنت و جماعت کی تمام بڑی جماعتوں جمیعت علماء پاکستان، جماعت اہل سنت پاکستان اور تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کی تشکیل میں آپ کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔

حضرت غزالی زماں رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت میں جمع ان صفات عالیہ سے آپ کے قابل قدر صاحبزادگان زیدہ مجدہم کو وافر حصہ ملا تدریس، تقریر، تصنیف، دعوت وارشاد سیاست ملی غرضیکہ ان تمام شعبوں میں آپ کی اولاد امجاد کو وافر حصہ ملا ہے۔ ادیب اہل سنت صاحبزادہ والا تبار علامہ سید حامد سعید کاظمی زیدہ مجدہ حضرت غزالی زماں رحمتہ اللہ علیہ کی خطابت وسیاست کے خصوصی امین ہیں۔ خطاب کا بنیادی مقصد ابلاغ ہے اور جب کسی خطیب کی گفتگو اردو ادب کا شاہکار ہو دلائل و براہین سے مرصع ہو علمی، ادبی اور فنی نکات پر مشتمل ہو نیز امثال ذریعہ تفہیم ہوں تو سامعین کے قلوب و اذہان پر اس کی گہری چھاپ ہوتی ہے۔ علامہ صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی زیدہ مجدہ کا انداز بیاں منفرد افہام وابلاغ لیئے مثالوں کا انداز جداگانہ اور اردو ادب جس میں آپ نے ماسٹر کیا اور نمایاں پوزیشن حاصل کی کے حوالے سے جملوں کی ترتیب، الفاظ کی بندش وغیرہ آپ کی تقریر کا طرہ امتیاز ہیں۔ آپ جب کسی بات کو سامعین کے ذہن میں راسخ کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کے لیئے نہایت مؤثر انداز اختیار کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی ہدایت، آپ ﷺ کا ہر پیغام امن وسکون اور آپ کی طبیعت مبارکہ میں اخلاق عالیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک عمدہ مثال سے واضح کرتے ہیں تو سامعین متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

مثال۔ جب دنیا کفر وشرک میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اور ابھی توحید کا پیغام ان لوگوں تک نہیں پہنچا تھا۔ ان حالات کے اندر آپ ﷺ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت عبداللہؓ رکھا گیا۔ (یعنی اللہ کا بندہ)

اور جب قتل وغارت گری کا بازار گرم تھا اس وقت آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رکھا گیا (یعنی امن دینے والی)

اور آپ ﷺ کی رضاعی ماں کا اسم گرامی حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رکھا گیا جس کا معنی بردباری اور حوصلہ مندی ہے گویا آپ نے بتایا کہ نبی آخر زماں ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جن شخصیات کے ہاں پیدا فرمایا اور پروان

چڑھایا ان کو بھی ان عالی صفات ناموں سے مزین کیا گیا حالانکہ وہ زمانہ کفر و شرک تھا۔اس طرح آپ نے واضح کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کس قدر اپنے رب کی بندگی کی اور کائنات انسانیت کو امن عطا کیا اور حلم و بردباری کا درس دیا اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں جو قارئین خود پڑھیں گے اور فائدہ اٹھائیں گے۔اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ صاحبزادہ کے علم وفکر اور زور بیان میں مزید برکتیں اور اضافہ فرمائے اور آپ کو اپنے حفظ وامان کے سائے تلے رکھے آمین۔

برادرم حافظ محمد طارق جاوید سعیدی زیدہ مجدہ خوش قسمت ہیں اور ہم سب ان کے مشکور بھی ہیں کہ انہوں نے یہ قیمتی افکار کتابی شکل میں ہماری رہنمائی کیلئے پیش کیئے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)

22-07-2010

عرض مرتب

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جب ملت کی علمی اور دینی کشتی جہالت کے تھپیڑوں کی نذر ہونے لگتی ہے تو اسے صاحب مراد سے ہمکنار کرنے کیلئے کوئی دیدہ ور غزالیٔ زماں بن کر آتا ہے جب قوم کی سیاسی فطری کھیتی اجڑنے لگتی ہے تو اس کو زرخیزی کے زیور سے آراستہ کرنے کیلئے کوئی رہنما رازیٔ دوراں بن کر آتا ہے جب علمی گتھیاں سلجھانے کی بجائے ظاہر بین لوگ دین اسلام کی من مانی تاویلیں کرنے لگتے ہیں۔تو علم کی دنیا میں کوئی فقیہہ وقت بن کر جلوہ گر ہوتا ہے اور جب اصلاح قلب کی بجائے زر پرستی کا دور دورہ ہوتا ہے تو کوئی مصلح ملت کا مرشد برحق اور شریعت وطریقت کا حسین امتزاج علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ کی شکل و صورت اختیار کرتا ہے۔

غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں امام اہل سنت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ نے 1913 میں امروہہ ضلع مراد آباد بھارت میں ایک علمی گھرانے میں آنکھ کھولی اور 5 جون 1986 کو ملتان میں آخرت کی طرف رخت سفر باندھا آپ کی زندگی کا یہ 73 سال پر محیط زمانہ تحصیل علم، تدریس علوم دینیہ، تصنیف وتالیف تحقیق وتردید اصلاح عوام امت اجماعیت کیلئے جدوجہد اور تحفظ دین متین کیلئے بھرپور سلمہ گزرہ آپ نے اس علاقے مستحر میں علم کی روشنی اور

تقویٰ کے نور سے کائنات عرض کو بقعۂ نور بنا دیا۔ قوم کو علوم وفنون کی دنیا میں چمکنے والے ستاروں جیسے شاگرد دیئے، دلائل و براہین سے بھر پور کتب کا ذخیرہ دیا، قرآن مجید کا شستہ اور ادب و احترام کے رنگ میں رنگا ہوا ترجمہ دیا، سیاست ملی کو صراط مستقیم پر گامزن کیا، مدارس کو تنظیم المدارس کا اجتماعی پلیٹ فارم دیا، عوام اہل سنت کو غیر سیاسی تنظیم جماعت اہل سنت دی، سیاست کے میدان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کی آواز بلند کرنے کیلئے جمیعت علماء پاکستان دی، حضرت غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ زہد وتقویٰ شفقت وراحت کا عظیم مجسمہ تھے چہرہ نہایت روشن لباس بہت اجلا اور گفتگو جیسا کہ موتی بکھر رہے ہوں۔ آپ نے جہاں ملت اسلامیہ کو دیگر بے شمار علمی دینی تحائف سے نوازا وہاں علم وعمل اور ادب واخلاق میں اپنا عکس جمیل اولاد امجاد چھوڑی جو مسلمانان عالم کیلئے عظیم نعمت خداوندی ہے۔

آپ کے صاحبزادگان میں مفکر اسلام علامہ سید حامد سعید کاظمی صاحب زیدہ مجدہ کا اسم گرامی نہایت نمایاں ہے۔ آپ میدان تقریر کے شاہسوار اور میدان تحریر میں جوہر یگانہ ہیں۔ آپ کا انداز خطابت خوش گلوئی خوش الحانی خوش آوازی اور دلائل وبراہین پر مشتمل سامعین کے دلوں کو موہ لیتا ہے۔ گفتگو میں شائستگی اور چستگی اور بیان میں مٹھاس آپ کا طرۂ امتیاز ہے آپ کی تقاریر نہ صرف ملک پاکستان میں بلکہ بیرون ملک میں دنیا کے کونے کونے میں بڑی

دلچسپی اور بڑے شوق کے ساتھ سنی جاتی ہیں اور میڈیا ملک پاکستان اور دنیا بھر کے اندر آپ کی تقاریر کو آپ کے علمی خطبات کو عوام الناس تک پہنچا رہا ہے۔ اور اس طرح دین کا وہ درس جو رسول ﷺ نے دیا اور آپ کے والد ماجد حضرت غزالیٔ زماںؒ نے جس مشن کیلئے اپنی ساری زندگی وقف کر دی مفکر اسلام صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی شاہ اس کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور میڈیا کے ذریعے اسے دنیا کے کونے کونے میں پہنچا رہے ہیں۔ ارباب فکر ودانش اہل محبت اہل علم وادب کی شدید آرزو تھی کہ سیدی ومرشدی علامہ سید حامد سعید کاظمی شاہ دامت برکاتہم العالیہ کی تقاریر کو تحریری صورت میں منظر عام پہ لایا جائے۔ احباب کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے جیسے ہی میں نے اس سفر کا آغاز کیا احباب نے میرے ساتھ مکمل تعاون کیا۔

تعاون کردہ حضرات میں میرے استاد محترم الحاج حافظ محمد اکبر صاحب مہتمم جامعہ صدیقیہ انوار مدینہ رجسٹرڈ کاہنہ نو لاہور۔ صاحبزادہ سید غوث الحسن شاہ سر نعمت علی پرنسپل یونیورسل سکول (چونگی امر سدھو لاہور)۔ سردار محمد اکرم بٹر اداہ نوید سحر لاہور۔ محمد الیاس فریدی۔ ماسٹر عبد الجبار۔ حافظ امانت علی سعیدی۔ مولانا محمد اشرف علی سعیدی شامل ہیں۔

نگران میں سردار محمد اکرم بٹر نمایاں ہیں جنہوں نے اس کتاب کے آغاز سے لے کر اختتام تک اپنی زیر نگرانی ہر طرح سے میرا ساتھ دیا پروف ریڈنگ سمیت تمام معاملات میں بھر پور تعاون کیا۔

میں سردار محمد اکرم بٹر سمیت سبھی احباب کا شکر گزار ہوں جو بندۂ ناچیز کی خوش بختی کا وسیلہ بنے۔ ہم نے نہایت احترام سے احتیاط کا دامن تھامتے ہوئے سیّدی ومرشدی کے قیمتی افکار کو قلمبند کیا ہے۔ خوشگوئی وخوش الحانی دلائل و براہین پر مشتمل قیمتی افکار کا پہلا مجموعہ افکارِ کاظمی کے نام سے نذر قارئین کر رہے ہیں۔ اور اہل ذوق ومحبت سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ افکارِ کاظمی کی بھر پور پذیرائی کرتے ہوئے ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں گے افکارِ کاظمی کا دوسرا حصہ جلد ہی منظرِ عام پہ آ جائے گا۔ ہم اپنی کوشش میں کہاں تک کامیاب ہو سکے ہیں۔ یہ فیصلہ ہمارے معزز قارئین ہی کر سکتے ہیں۔ ہم آپ کی آراء وتجاویز کے منتظر رہیں گے۔

حافظ طارق جاوید سعیدی ادارہ احمد سعید کنز العلوم پاکستان
چونگی امر سدھو لاہور: 0300-8166082

فہرست مضامین

نعت شریف

از قلم: امام اہلسنت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ

جلوہ والضحیٰ دیکھتے رہ گئے

حُسن بدر الدجیٰ دیکھتے رہ گئے

روئے روشن پہ زلف سیاہ دیکھ کر

ہم ضحیٰ اور سجیٰ دیکھتے رہ گئے

عرش پہ پہنچے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو روح الامیں

سدرۃ المنتہیٰ دیکھتے رہ گئے

حُسن اقراء تو دیکھا تھا جبرائیل نے

ہم تو غار حرا دیکھتے رہ گئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر 1

مِیلَادُالنَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتو كل عليه و نعوذ با الله من شر ور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادى له ونشهدان لااله الاالله وحده لاشريك لـه و نشهد ان سيدنا ونبينا وحبيبنا و كريمنا و رؤفنا ورحيمنا و مولنا وملجنا وما ونا محمدًاعبده ورسوله امابعد فاعوذ با الله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم قل ان صلاتى ونسكى ومحياى ومماتى لله رب العالمين صدق الله مولانا العلى العظيم وصدق رسوله النبى الكريم الامين ونحن على ذالك لمن الشاهد ين والشا كرين والحمدلله رب العلمين۔

جان محفل زینت محفل علماء ومشائخ ثناخوانان حضرات مہمانان گرامی اور مکرم ومعزز حاضرین محفل اس خوبصورت محفل میلاد میں جو ایک روایت اور تسلسل کے ساتھ جاری ہے مجھے بھی وعظ وخطاب کا موقع میسر آیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا سبب شاید یہ ہے کہ محفل نعت چونکہ ذوق اور تسکین کا سامان ہوتی ہے اس میں اگر مگر سوال جواب اور چون وچراں کی گنجائش نہیں ہوتی سب ماننے والے ہوتے ہیں بارگاہ رسالت ﷺ میں عقیدتوں محبتوں کا خراج پیش کیا جاتا ہے۔ جس طرح بات کہی جاتی ہے اسی طرح قبول کر لی جاتی ہے لیکن آج کل ذہنوں میں جالے اتنے ہو گئے ہیں کہ سچ اور جھوٹ میں صحیح اور غلط میں التباس ہو گیا ہے تمیز اور پہچان مشکل ہو گئی ہے بہر حال بات نظم کی ہو یا نثر کی ہو کسی نہ کسی بہانے سے بارگاہ رسالت ﷺ میں عقیدتوں اور محبتوں کا خراج پیش کرنا ہوتا ہے۔

جناب محترم ذکر ہے اس شاہ شمشاد کداں کا۔ خسرو شیریں دہناں کا۔ جان عاشقاں کا۔ روح دلبراں کا۔ جس کے لیئے یہ بساط ہستی بچھائی گئی ہے اور نگارخانہ قدرت سجایا گیا ہے۔

حضرات محترم میں نہیں کہتا خود زبان رسالت ﷺ پہ رب کائنات نے ارشاد فرمایا **لولاک لما**

خلقت الدنیا۔ لولاک لما خلقت الافلاک۔ لولاک لما اظہرت الربوبیۃ اے محبوب ﷺ اگر تو نہ ہوتا یہ ارض وسماء نہ ہوتے۔ یہ شمس وقمر نہ ہوتے۔ یہ دشت و جبل نہ ہوتے۔ یہ کوہ دمن نہ ہوتے۔ یہ برگ وشجر نہ ہوتے۔ یہ قطرہ اور دریا نہ ہوتے۔ یہ ذرہ اور صحرا نہ ہوتے۔ یہ مظاہر کائنات نہ ہوتے۔ یہ مناظر فطرت نہ ہوتے۔ اے محبوب ﷺ یہ تمام نگار خانہ قدرت تیرے حسن مستور کو منکشف کرنے کے لیے سجایا گیا ہے۔ گویا رب کائنات یہ فرماتا ہے کہ اے محبوب ﷺ جو مزہ تیرا رب ہونے میں ہے وہ کسی اور کا رب ہونے میں کہاں ہے میں اگر تیرا رب نہ ہوتا تو اس کائنات میں کسی کا رب نہ ہوتا۔

ناموں کی کہکشاں

حضرات محترم رب کائنات نے اپنے محبوب ﷺ کی جلوہ نمائی کیلئے اس کائنات آب وگل اور جہان رنگ وبو میں تشریف آوری کے لیئے یہاں ماحول پیدا فرمایا ہے میں ایک مختلف زاویے سے بات کرنے کا عادی ہوں ممکن ہے آپ کے کانوں کو یہ بات ذرا اجنبی لگے اور پیرایا اظہار شاید آپ کے ذوق کے معیار سے ذرا ہٹا ہوا ہو لیکن ہٹا ہوا ہو سکتا ہے انشاء اللہ العزیز گرا ہوا نہیں ہو سکتا۔

جناب محترم آپ جانتے ہیں کہ جس زمانے میں میرے آقا حضور ﷺ دنیا میں جلوہ گر ہوئے وہ وقت وہ تھا جب ہر طرف کفر اور شرک کی تاریکیاں مسلط تھیں توحید اور ایمان کا پتا نہیں ملتا تھا جب لوگ بھٹکے ہوئے تھے گم گشتہ منزل تھے اپنے ہاتھوں کے تیراشیدہ اصنام کو اپنے معبود اور خدا سمجھ کے ان کے سامنے سجدہ ریز ہوتے تھے شرف انسانیت سے محروم ہو چکے تھے جھوٹے خداؤں کی پرستش میں مبتلاء تھے یارو ذرا سوچو تو سہی ایسے ماحول میں جب کہ لوگ جھوٹے خداؤں سے محبت کی پینگیں بڑھا رہے تھے اور ان سے بندگی کا رشتہ جوڑ رہے تھے ایسے میں میرے نبی ﷺ کے والد محترم کا نام ہے عبداللہ (اللہ کا بندہ) ان کی عبدیت کی نسبت اس وقت بھی اللہ سے تھی کسی بت سے نہیں تھی اور ظاہر ہے ان کا نام تو اس وقت رکھا گیا ہوگا جس وقت ان کی ولادت ہوئی ہوگی جب ان کی

پیدائش ہوئی ہوگی اگر صرف اس بات کو ذہن میں رکھیں تو پتا چلتا ہے کہ جس کا نام رکھا جا رہا ہے اور جس نے یہ نام رکھا ہے اس کا عقیدہ کیا ہوگا افکار کیا ہونگے نظریات کیا ہونگے کیا وہ اس ماحول میں بھی ایمان کے حوالے سے منفرد اور ممتاز نہیں ہونگے بے شک ہونگے۔

حضرات محترم آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ وقت وہ تھا جب قتل وغارت گری لوگوں کا شیوہ تھی خون بہانا بہادری کی علامت اور ضمانت تھی اگر کوئی امن وسکون کی بات کرتا تو یہ بزدلی کی علامت ہوتی تھی اگر کوئی سکون کی بات کرتا تحمل و برداشت کی بات کرتا تو اس علامت کو لوگ بے ہمت اور کم حوصلہ ہونے کی دلیل بنا دیتے تھے یہ خون بہانا نسل در نسل خونریزی کا سلسلہ جاری رکھنا یہ ان کیلئے سبب افتخار تھا اور باعث امتیاز تھا یارو آپ نے کبھی سوچا جہاں پر خونریزی لوگوں کا شیوہ تھی وہاں میرے نبی ﷺ کی والدہ ماجدہ کا نام ہے آمنہؓ (امن والی)

یارو جہاں پر لوگ بات بات پہ آپے سے باہر ہو جاتے تھے چھوٹی چھوٹی بات پر وہ خونریزی کا طوفان برپا کر دیتے تھے حوصلہ اور تحمل کا نام ونشان نہیں تھا ایسے ماحول میں میرے نبی ﷺ کی دائی اماں کا نام ہے حلیمہؓ (حلم والی) اگر صرف ناموں کی اس کہکشاں کی طرف توجہ ہو تو اندازہ ہوتا ہے کہ رب کائنات میرے نبی ﷺ کی جلوہ نمائی کیلئے ماحول پیدا فرما رہا ہے۔

یہ میرا زور بیاں نہیں

حضرات محترم سرکار دو عالم ﷺ کو اللہ نے ہمارے لیئے سبب عزت بنا دیا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کائنات میں جس کو عزت ملتی ہے میرے نبی ﷺ کے صدقے سے ملتی ہے ممکن ہے کہ یہ بات آپ میرا زور بیان سمجھ رہے ہوں جوش خطابت تصور کر رہے ہوں یہ محض انداز بیان کی ایک روانی آپ کے خیال میں ہو یہ خیال وگمان کا ہذیان نہیں یہ وہ حقیقت ہے جس کی قرآن وحدیث سے تصدیق اور تائید ہوتی ہے قرآن کو ایک مختلف زاویے سے سمجھنے کی ضرورت ہے میں ایک دو مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

تم بہترین امت ہو

حضرات محترم رب کائنات قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے **کنتم خیر امة** تم سب سے بہترین امت ہو اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نمازی بڑے اچھے ہو بڑے خشوع وخضوع سے نماز پڑھتے ہو بڑی شاندار دیدہ زیب مساجد تعمیر کرتے ہو اللہ نے یہ نہیں فرمایا تم روزے دار بڑے اچھے ہو سحری اور افطاری کا بڑا اہتمام کرتے ہو روزہ بڑے اہتمام سے رکھتے ہو یہ نہیں فرمایا تم حاجی بڑے اچھے ہو زر کثیر خرچ کر کے حج کرنے جاتے ہو تم اگر عالی شان مکان میں رہنے کے عادی ہو تو جا کے خیموں کا شہر اور ویرانے آباد کرتے ہو تم اگر تاج وتخت کے وارث ہو تو ننگے سر اور ننگے پاؤں نکل کھڑے ہوتے ہو تم اگر اچھا لباس پہننے کے عادی ہو تو دو چادریں کفن کی صورت میں لپیٹ کر نکل کھڑے ہوتے ہو تم اگر عقل مند مشہور ہو تمہاری فہم وفراست کی قصیدہ گوئی ہوتی ہے تو اب دیوانگی کا لبادہ اوڑھ لیتے ہو اور **لبیک اللھم لبیک** کی صدائیں لگاتے پھرتے ہو یہ سب کچھ رب کائنات نے نہیں فرمایا اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ تم مجاہد بڑے اچھے ہو جہاد کے ذریعے تم نے ساری دنیا کو نتھ ڈال کے رکھی ہوئی ہے اللہ تعالی نے گویا یہ فرمایا **کنتم خیر امة** تم امت بہترین ہو امت تو نبی علیہ السلام کی ہوتی ہے ناں تم سب سے بہترین اس لیئے ہو کہ میرے محبوب ﷺ کی امت ہو۔

قرآن کا انداز بیان

یہ تو قرآن سمجھنے کا ایک انداز ہے ناں رب کائنات فرماتا ہے

ینساء النبی لستن کاحد من النساء

اے میرے محبوب ﷺ کی پاک بیویو دنیا کی کوئی عورت تم جیسی نہیں ہوسکتی دنیا کی تمام عورتیں تمہاری ہمسر نہیں ہوسکتیں اگر کوئی شخص بارگاہ الوہیت میں سوال کرنے کی جسارت کرے کہ مولا تو فرماتا ہے کہ دنیا کی کوئی عورت میرے محبوب ﷺ کی بیویوں جیسی نہیں ہوسکتی مولا کچھ ہمیں پتہ چل جائے کس بات میں ان جیسی نہیں ہوسکتی۔

مولا کیا شکل وصورت میں نہیں ہوسکتی۔ کیا حسن وجمال میں نہیں ہوسکتی۔ کیا سیرت وکردار میں نہیں ہوسکتی۔ کیا عادات اطوار میں نہیں ہوسکتی۔ کیا زہد وتقویٰ میں نہیں ہوسکتی۔ کیا حسب ونسب میں نہیں ہوسکتی۔ کیا امور خانہ داری میں نہیں ہوسکتی۔ کیا کشیدہ کاری میں نہیں ہوسکتی۔ کیا سلیقہ شعاری میں نہیں ہوسکتی۔ مولا کس چیز میں نہیں ہوسکتی۔

ارے قرآن کا انداز بیان جواب دے رہا ہے **ینسا النبی** اے میرے محبوب ﷺ کی بیویو دنیا کی کوئی عورت تم جیسی کیسے ہوسکتی ہے تم تو میرے محبوب ﷺ کی بیویاںؓ ہو ارے جو عورت میرے آقا ﷺ کے نکاح میں آجائے دنیا کی کوئی عورت اس عورت جیسی نہیں ہوسکتی تو دنیا کا کوئی مرد میرے نبی ﷺ کے جیسا کیسے ہوسکتا ہے۔

سب سے بہتر زمانہ

کائنات میں کسی کو عزت ملتی ہے تو میرے آقا ﷺ کے دامن سے ملتی ہے ارے زبان رسالت ﷺ سے اظہار ہوتا ہے **خیر القرون قرنی** سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے اگر کوئی تاریخ کا طالب علم تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کرے اور پھر بارگاہ رسالت ﷺ میں سوال کرنے کی جسارت کرے آقا جب ہم اپنے وطن کی تاریخ کھنگالتے ہیں ہم کہتے ہیں فلاں دور اچھا تھا اس میں غربت نہیں تھی بے روزگاری نہیں تھی مہنگائی نہیں تھی امن عامہ کا مسئلہ نہیں تھا آقا ﷺ آپ فرماتے ہیں سب سے اچھا زمانہ میرا زمانہ ہے اب جو زمانہ آپ ﷺ سے موسوم اور منسوب ہے یارسول اللہ ﷺ اس وقت تو مسلمانوں کی حالت بڑی خستہ حال تھی بڑی پتلی تھی یارسول اللہ ﷺ اس وقت آپ نے بھی تو شکم مبارک پہ پتھر باندھے تھے ناں۔ کھجور کی چٹائی پہ آپ نے بھی تو استراحت فرمائی تھی ناں۔ پیوند لگے کپڑے آپ ﷺ نے بھی تو زیب تن کیئے تھے ناں۔ یارسول اللہ ﷺ اپنی نعلین پاک کو مرمت آپ خود بھی تو کرتے تھے ناں۔ یارسول اللہ ﷺ یہ فقر وفاقہ کشی آپ ﷺ نے بھی تو اختیار کی تھی ناں۔ یارسول اللہ ﷺ روکھی سوکھی آپ نے بھی کھائی تھی

ناں۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ ساری کیفیات آپ کے سامنے ہیں مسلمانوں کی چھوٹی سی ریاست مدینہ منورہ تھی یا زیادہ سے زیادہ مکے پر قبضہ ہوا تھا۔ ابھی دنیا میں مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا۔ ابھی مسلمانوں کے پاس وہ عظیم الشان عسکری قوت اور لاؤ لشکر تو نہیں تھا۔ ابھی مسلمانوں کو وہ عظیم الشان سلطنت اور حکومت تو میسر نہیں آئی تھی۔ ابھی مسلمانوں کے پاس وہ درہم و دینار نہیں تھے مال و منال نہیں تھا۔ شان و شوکت نہیں تھی۔ کروفر نہیں تھا۔ طمطراق نہیں تھا۔ آن بان نہیں تھی۔ یہ سب کچھ نہیں تھا۔ سب کچھ تو بعد میں ملا ہے اور یا رسول اللہ ﷺ آپ فرماتے ہیں سب سے اچھا زمانہ میرا زمانہ ہے اگر کوئی تاریخ کا طالب علم یوں سوال کرنے کی جسارت کرے تو میرے آقا ﷺ جواب عطا فرمائیں گے اے میرے غلاموں تم کیا سمجھتے ہو عزت و عظمت وہ کیا مال و ملال سے ملتی ہے کیا درہم و دینار سے ملتی ہے کیا شان و شوکت سے ملتی ہے کیا لاؤ لشکر میں ہے کیا شان و شوکت میں ہے کیا عسکری قوت میں ہے ارے نہیں عزت و عظمت تو مجھ سے نسبت کی وجہ سے ہے میرا زمانہ سب سے بہتر اور اچھا زمانہ اس لیئے ہے کہ وہ میرا زمانہ ہے جس کو بھی عزت ملتی ہے وہ میرے آقا ﷺ کے دامن سے ملتی ہے۔

حضرات محترم یہاں پہ آپ اگر محفل نعت کے سحر سے آزاد ہو گئے ہوں تو ایک ایسی بات کرنا چاہتا ہوں جس کے لیئے مجھے جاگتے ذہن چاہییں روشن آنکھیں چاہیین آپ کی توجہ چاہیے آپ کے رویے کا گداز چاہیے تو ایسے میں میں کچھ بات کرنے کی جسارت کروں۔

انسان اشرف المخلوقات ہے کچھ دوست کہتے ہیں ہمیں بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی نورانیت کا ذکر نہ کرو وہ اس لیے کہ اگر نبی پاک ﷺ کو نور کہو گے تو ان کو عظمت و شان سے محروم کر دو گے کہ اشرف المخلوقات تو انسان ہے اس لیئے ان کو انسان کہو ان کو بشر کہو تا کہ اشرف المخلوق ہونے کی فضیلت ان کو میسر آئے۔

حضرات مکرم میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے تمام مخلوقات سے افضل ہے اعلیٰ ہے۔ انسان کو یہ فضیلت اور عزت کیوں میسر آئی۔ بعض علماء نے قرآن سے استدلال کیا

قرآن پڑھا بتایا اور سنایا **واذ قال ربك للملٰئكة انى جاعل فى الارض خليفة** اے محبوب ﷺ یاد ہے ناں وہ وقت جب آپ ﷺ کے رب عز و جل نے فرشتوں سے فرمایا تھا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں ویسے یہاں پر کتنے نکات پوشیدہ ہیں اور علماء کرام قرآن کے اسرار و معنی کے یہاں دریا بہا کے رکھ دیں لیکن میں تو اپنی حیثیت اور بساط کے مطابق ہی گفتگو کر پاؤں گا۔ صرف ایک نقطہ عرض کرتا ہوں رب کائنات کس وقت کی بات کر رہا ہے ابھی حضرت آدمؑ کو خلافت کا تاج پہنایا نہیں گیا ابھی فرشتوں سے مشاورت ہو رہی ہے ابھی نسلِ انسانی نہیں چلی ابھی نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری نہیں ہوا اس وقت کی بات رب کائنات عز و جل فرما رہا ہے **واذ قال ربك** اے محبوب ﷺ ابھی آدمؑ کو خلافت تو نہیں ملی تھی رب تو میں اس وقت بھی تیرا تھا ناں۔ ارے محبوب ﷺ تو نہ ہوتا میں کائنات میں کسی کا رب نہ ہوتا اے محبوب ﷺ اگر ہوائیں چلتی ہیں تو تیرے لیے پھول کھلتے ہیں تو تیرے لیئے غنچے چٹکتے ہیں تو تیرے لیئے کلیاں مسکراتی ہیں تو تیرے لیئے پرندے چہچہاتے ہیں تو تیرے لیئے اگر شاخیں ثمر بار ہوتیں ہیں تو تیرے لیئے اگر سیپ کی کوکھ میں گوہر آب دار ہے تو تیرے لیئے اگر قم قم کی صدائیں ہیں تو تیرے لیئے اور بلبل کی نوائیں ہیں تو تیرے لیئے اور ہر گل کی ادائیں ہیں تو تیرے لیئے اور غرور شعور آدمیت ہے تو تیرے لیئے سب کچھ تیرے لیئے اور تو میرے لیئے۔ اچھا سلسلہ کلام کو آگے بڑھانے سے پہلے میں آپ کو ذرا یہ بتا دوں منتظمین نے مجھے کہا ہے کہ آپ کم از کم گھنٹہ سوا گھنٹہ تو ضرور لیں اور باقی سامعین کے ظرف اور حوصلے پر چھوڑ دیں چلیئے گھنٹہ سوا گھنٹہ تو آپ کو مجھے بھگتنا ہے اس کے بعد پھر آپ کا رویہ بتائے گا کہ مجھے کیا کرنا ہے۔

رب کائنات قرآن مجید میں فرماتا ہے **واذ قال ربك للملٰئكة انى جاعل فى الارض خليفة**

اے محبوب ﷺ ابھی آدم علیہ السلام کو خلافت نہیں ملی تھی رب تو میں اس وقت بھی تیرا تھاں ناں تو تجھے یاد ہے تیرے رب نے فرشتوں سے کیا فرمایا تھا کہ میں زمین پہ خلیفہ بنانے والا ہوں فرشتوں

نے کیا عرض کی تھی۔

قالو اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفك الدمآ ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك

فرشتوں نے عرض کی مولا تو اس انسان کو زمین پہ خلیفہ بنائے گا جو زمین پہ فساد کرے گا خون بہائے گا جب کہ ہم تیری حمد و تسبیح کرتے ہیں تیری کبریائی تیری حمد بیان کرتے ہیں رب کائنات نے فرمایا **قال انی اعلم مالا تعلمون** رب کائنات نے گویا یہ فرمایا جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے **وعلم آدم الاسمآء کلھا** پھر اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کے نام سکھا دیئے حضرت آدم علیہ السلام کو **ثم عرضھم علی الملکته** پھر ان کو پیش کیا فرشتوں کے سامنے **فقال انبئونی باسمآء ھٰولاء ان کنتم صٰدقین** رب کائنات نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو مجھے ان سب چیزوں کے نام بتاؤ فرشتوں نے کیا عرض کی **قالو سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا** انہوں نے عرض کی مولا پاک ہے تو ہم تو ان چیزوں کے نام نہیں جانتے سوائے ان کے جو تو نے ہمیں سکھائے ہیں **انک انت العلیم الحکیم** علیم و حکیم تو تیری ذات ہے جب فرشتوں نے معذرت کی پھر آدمؑ کو حکم ہوا **فلما انبھم باسمآئھم** اے آدمؑ ذرا تم ان چیزوں کے نام بتاؤ ناں تو حضرت آدمؑ نے فر فر سب چیزوں کے نام بتا دیئے تو پھر حکم ہوا فرشتوں کو اب آدمؑ کو سجدہ کرو تو علماء نے دلیل دی کہ فضیلت انسان کا سبب شرف آدمیت کا سبب اصل میں علم ہے یہ علم کی وجہ سے ہے علم کا مظاہرہ ہوا تو انسان کو یہ عزت ملی اگر یہ بات مان لی جائے کہ انسان کو یہ فضیلت علم کی وجہ سے ملی تو اس پر بھی چند ایک بہت بھاری اعتراضات ہوتے ہیں۔

پہلا اعتراض

فرض کیجئے آپ کسی سکول میں ٹیچر ہیں معاف کیجئے مجھے انگریزی زبان بولنے کا زیادہ شوق نہیں فرض کیجئے اگر میں یہ کہتا کہ آپ کسی سکول میں استاد ہیں تو آپ کہیں گے بڑے استاد ہیں تو اس لیئے میں

نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا فرض کیجئے آپ سکول ٹیچر (Teacher) ہیں بچوں کو پڑھاتے ہیں اور کلاس کے اندر کچھ بچے آپ کے رشتہ داروں کے ہیں آپ کے گھر کے بچے ہیں ان پر تو آپ پوری طرح توجہ دیتے ہیں محنت کرتے ہیں ان کو تسلی کے ساتھ محنت کرواتے ہیں۔ لیکن جو کلاس میں دوسرے بچے ہیں ان پر توجہ نہیں دیتے انہیں محنت نہیں کرواتے انہیں لفٹ نہیں کراتے انہیں علم نہیں دیتے ظاہر ہے جن بچوں کو آپ نے محنت کروائی ہے جب امتحان ہوگا تو وہ اچھے نمبروں سے کامیاب ہو جائیں گے اور جن بچوں کو علم نہیں پہنچا ان کو نہیں پڑھایا نہیں سکھایا انہیں محنت نہیں کروائی وہ فیل ہو جائیں گے ناکام ہو جائیں گے نمبر تھوڑے آئیں گے لیکن یہ ناکامی ان بچوں کے کمتر ہونے کی دلیل نہیں ہے ہوسکتا ہے ان بچوں میں کوئی جوہر قابل بھی ہو جیسے کہتے ہیں ۔ ذرا نم ہو یہ مٹی تو بڑی زرخیز ہے ساقی۔ ممکن ہے ان بچوں پر محنت کی جائے تو وہ ملک و قوم کا نام روشن کریں کون بدتر ہے کون بہتر ہے کون اعلیٰ ہے کون ادنیٰ ہے کون لائق ہے کون نالائق ہے یہ پتہ تو اس وقت چلے گا جب سب بچوں پر برابر محنت کی جائے استاد جو ہے وہ سب بچوں کو یکساں پڑھائے پھر امتحان ہوں پھر جس کے نمبر زیادہ ہونگے وہ اعلیٰ ہوگا وہ بہتر ہوگا اور جس کے نمبر کم ہوں وہ ادنیٰ ہوگا کمتر ہوگا بدتر ہوگا بات تو ٹھیک ہے تمام چیزوں کے نام اللہ نے کس کو سکھائے حضرت آدمؑ کو۔ فرشتوں کو تو سکھائے ہی نہیں اور فرشتے بھی یہی پیٹ رہے ہیں کہ مولا ہم کوئی نالائق شاگرد نہیں ہیں محنت سے جی چرانے والے نہیں ہیں مولا جو کچھ تو نے ہمیں سکھایا ہے ہمیں آتا ہے وہ ہم سے پوچھ لے **الا ما علمتنا** ان چیزوں کے نام تو نہیں آتے لیکن جو کچھ تو نے سکھایا ہے وہ ہمیں آتا ہے لیکن مولا آؤٹ آف کورس (Out of Course) سوال آجائیں تو ہم کیا کریں۔

دوسرا اعتراض

حضرات محترم دوسرا اعتراض **ان کنتم صادقین** اگر تم سچے ہو اب فرشتے تو تمام چیزوں کے نام نہیں بتا سکے تو قرآن گواہی دے رہا ہے فرشتے سچے نہیں تھے حالانکہ فرشتوں نے جو کچھ کہا تھا وہ

سچ ہی تو تھا کہ مولا انسان دنیا میں فساد کرے گا خون بہائے گا ہم تیری حمد و تسبیح کرتے ہیں لیکن کیسے پتہ چلا کہ وہ سچے نہیں تھے۔

اچھا کچھ علماء فرماتے ہیں کہ بات دراصل یہ ہے فرشتوں کے کہنے کی مراد یہ تھی کہ مولا انسان خون بہائے گا اسے خلیفہ نہیں بننا چاہئے ہم حمد و تسبیح کرتے ہیں ہمیں خلیفہ ہونا چاہیے اس بات میں سچے نہیں تھے اگر یہ بات ہو تو میں دست بستہ عرض کروں گا اگر کوئی شخص کوئی بات کرے اور دلیل سے کرے تو اس کی بات کو رد کرنے کیلئے دلیل سے جواب دینا چاہیے ناں دلیل تو ہونی چاہیے ویسے تھپڑ مار کر کوئی چپ کرا دے اور بات ہے اصولاً تو یہی ہونا چاہیے کہ کوئی بات کرے دلیل سے تو اس کا جواب دلیل سے ملنا چاہیے تو فرشتوں نے اگر کہا مولا جو فساد کرے، خون بہائے اسے تیرا خلیفہ نہیں ہونا چاہیے جو حمد و تسبیح کرے خلافت کا تاج اسی کے سر پہ ہونا چاہیے یہ بات اصولاً صحیح ہے یا نہیں ہے بات تو صحیح ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس دلیل کا جواب تو دیا نہیں۔

تیسرا اعتراض

آپ میں سے کوئی دوست کھڑا ہو اور کہے کہ کاظمی صاحب میں بڑا ذہین ہوں بڑا سمجھ دار ہوں بڑا عقل مند ہوں میں کہوں اچھا آپ بڑے ذہین ہیں چلئے دیکھتے ہیں ذرا نکلیں سڑک پر ذرا دوڑ لگا کے دکھائیں ناں پتہ چلے آپ کتنے ذہین ہیں آپ کہیں گے جناب میں کہتا ہوں میں ذہین ہوں آپ کہتے ہیں دوڑ کر دکھاؤ دوڑنے کا ذہانت سے کیا تعلق ہے بھئی آپ نے میری ذہانت کو سوجھ بوجھ کو پرکھنا ہے تو کوئی سوال کیجئے کوئی آئی کیو لیول (IQ Level) میرا چیک کیجئے ٹیسٹ کیجئے تب پتہ چلے گا میں کہاں کھڑا ہوں آپ کہتے ہیں تیز دوڑ کے دکھاؤ تیز دوڑنے کا ذہانت سے تعلق کیا ہے بات صحیح ہے یا غلط ہے فرشتے کہتے ہیں مولا انسان زمین پر خون بہائے گا فساد کرے گا ہم تیری حمد و تسبیح کرتے ہیں اللہ فرماتا ہے اگر تم سچے ہو تو مجھے کائنات کی سب چیزوں کے نام بتاؤ بھئی کائنات کی ان چیزوں کے نام کا فرشتوں کی بات سے تعلق کیا تھا معاف کیجئے یہ میں نے الجھنیں تو خاصی

پیدا کر لیں لیکن وقت پر سلجھاؤں گا کیونکہ ابھی سلجھایا تو گفتگو کا تسلسل جاری نہیں رکھ سکوں گا۔

چوتھا اعتراض

بحرحال ایک اعتراض اور بھی ہوتا ہے وہ کیا ہے محض علم کی وجہ سے فضیلت ہوتی تو کیا خیال ہے شیطان کا علم زیادہ ہے یا آپ کا شیطان کو کوئی معمولی چیز مت سمجھئے وہ فرشتوں کا بھی پروفیسر (Professor) رہا ہے علم کے حوالے سے اس کا بڑا ڈنکا پیٹا ہے ہمیں تو اللہ نے ایمان کے صدقے میں عزت دی ہے اور وہ کافر ہے ملعون ہے مردود ہے اگر صرف علم کی وجہ سے فضیلت ہوتی تو شیطان کا مرتبہ ہم سے بلند ہوتا۔

ایک اور بات میں عرض کرتا ہوں آپ کہتے ہیں کہ دراصل فضیلت آدمؑ کی بنیاد علم ہے میں دست بستہ عرض کروں گا اس سارے قصے میں تو اللہ حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ہی نہیں کرتا یہ بات کانوں کو اجنبی تو لگے گی لیکن ذرا بات سنتے چلیئے۔

حضرات محترم دیکھیے جب فرشتوں نے کہا مولا انسان فساد کرے گا خون بہائے گا انسان فساد کی جڑ ہے ہم تیری حمد و تسبیح کرتے ہیں اللہ نے کیا فرمایا تھا **قال انی اعلم مالا تعلمون** جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے اللہ نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ جو آدمؑ جانتے ہیں وہ تم نہیں جانتے فرمایا جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے اچھا جب تمام چیزوں کے نام حضرت آدم علیہ السلام نے بتا دیئے تو کم از کم اب تو اللہ تعالیٰ فرما دیتا کہ دیکھو بھئی آدمؑ پڑھا لکھا ہے یہ ڈگری ہولڈر (Degree Holder) ہے ماشاءاللہ اب تو ہمارے ملک کے اندر اسمبلی تک پہنچنے کیلئے ڈگری کی ضرورت ہوتی ہے تو خلافت کا تاج پہننے کیلئے بھی تو کوئی نہ کوئی ڈگری چاہیے ناں

حضرات محترم رب کائنات نے کیا فرمایا تمام چیزوں کے نام بتائے حضرت آدم علیہ السلام نے اور اللہ نے کیا فرمایا **قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السمٰوٰت والارض واعلم ماتبدون وما کنتم تکتمون** کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ زمین و آسمان کا

غیب تو میں جانتا ہوں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم دکھاتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو سب چیزوں کے نام بتائے حضرت آدم علیہ السلام نے اور اللہ فرماتا ہے علم میرا زیادہ ہے حضرات مکرم اس تمام واقعہ سے پتا چلتا ہے کہ اس واقع میں رب کائنات دراصل اپنے علم کا ذکر کر رہا ہے حضرت آدم علیہ السلام کے علم کا ذکر نہیں کر رہا ارے جس کا ذکر ہی نہیں ہے تم اسے فضیلت کا سبب بناتے ہو سوال اپنی جگہ برقرار رہا کہ انسان اشرف المخلوقات کیوں ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ دراصل بات یہ ہے کہ انسان وہ ہے جس کو فرشتوں نے سجدہ کیا اب جو مسجود ملائکہ ہو جس کو فرشتے سجدہ کریں اسے تو ساری مخلوق سے اعلیٰ افضل ہونا ہی چاہیے تھا۔ میں عرض کروں گا کہ اگر یہ بات مان لی جائے تو یہاں پر بھی چند ایک اعتراضات ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے سجدہ عظمت کی وجہ سے ہوتا ہے اگر سجدہ عظمت کی وجہ سے ہوتا تو پہلے ہم مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے سجدہ کرتے تھے اور آج اگر سجدہ کریں مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے تو کیا جائز ہے؟ نہیں تو۔ کیا مسجد اقصیٰ کی عظمت میں کوئی کمی آ گئی ہے؟ عظمت میں کمی نہیں آئی لیکن اب سجدہ کرنا جائز نہیں۔ اس طرح یہ بھی سوچئے رب کائنات کی عظمت میں تو کبھی کمی نہیں ہو سکتی لیکن جب سورج نکلتا ہو یا غروب ہوتا ہو یا زوال کا وقت ہو اس وقت اللہ کو سجدہ کرنے کی اجازت ہے؟ نہیں تو۔ اگر سجدہ عظمت کی وجہ سے ہوتا رب کائنات کی عظمت تو ہر وقت پائی جاتی ہے پھر سجدے کی بھی ہر وقت اجازت ہوتی لیکن سجدے کی اجازت ہر وقت نہیں ہے پتا یہ چلا کہ سجدے کی علت عظمت نہیں ہے۔

اچھا اگر کوئی سوچ کہ نہیں جی دراصل سجدہ کرنے کے بعد عظمت بڑھ جاتی ہے میں عرض کروں گا اس کا بھی جواب قرآن مجید میں موجود ہے سیدنا یعقوب علیہ السلام نے سجدہ کیا حضرت یوسف علیہ السلام کو لیکن علماء سے پوچھئے مرتبہ کس کا زیادہ ہے مرتبہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بلند ہے حالانکہ سجدہ بھی حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کیا جب یہ تمام حقائق ہمارے سامنے موجود ہیں تو پھر یہ کہنا کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اس لئے فرشتوں نے سجدہ کیا۔

تو سوال اپنی جگہ برقرار رہا کہ انسان اشرف المخلوقات کیوں ہے کچھ علماء نے فرمایا کہ دراصل بات یہ

ہے کہ انسان کے اندر خیر بھی ہے شر بھی ہے انسان جب خیر کے راستے پہ چلے صراط مستقیم کو اختیار کرے نیکی اور بھلائی کو اپنائے تو اسے شر سے برسرِ پیکار ہونا پڑتا ہے شر کی قوتوں سے لڑنا پڑتا ہے انسان، شیطان سے اپنے نفس سے برسرِ پیکار ہوتا ہے لڑتا ہے محنت کرتا ہے محنت مشقت کر کے اس جہاد وقتال کے نتیجے میں پھر کہیں جا کے اس کو صراط مستقیم ملتا ہے تو جب اتنی محنت اور مشقت کرتا ہے تو پھر تو اسے یہ عزت وعظمت ملنی ہی چاہیے۔

آپ دیکھیں اگر کوئی شخص آنکھوں سے معذور پیدا ہوا ہو وہ آپ سے کہے میں نے آج تک کسی کو بری نظر سے نہیں دیکھا تو آپ ہنسیں گے بھائی تو تو دیکھ ہی نہیں سکتا اچھی یا بری کا کیا سوال ہے ٹھیک ہے ناں تو فرشتوں کے اندر تو شر کی قوت ہے ہی نہیں انسان میں خیر بھی ہے اور شر بھی ہے جب انسان نیکی کے راستے پہ چلے گا اس کو ورغلایا جائے گا بہکایا جائے گا دلوں میں وسوسے پیدا کیئے جائیں گے اور جب یہ نیکی کے راستے پر استقامت سے چلے گا شیطان سے لڑے گا اپنے نفس سے لڑے گا تو ظاہر ہے اس محنت ومشقت کے نتیجے میں اسے یہ فضیلت وعظمت ملنی چاہیے میں عرض کروں گا کہ یہ بات سننے میں بڑی اچھی لگی ہے لیکن اس میں بھی ایک مشکل ہے اب زیادہ تفصیل میں نہیں جاتا آسان سی ایک دلیل دے دیتا ہوں یہ بتایئے ایک رات آپ عبادت کریں ایک رات کی عبادت کرنا زیادہ مشکل ہے یا ایک ہزار مہینے عبادت کرنا زیادہ مشکل ہے ظاہر ہے ایک ہزار مہینے آدمی مسلسل عبادت کرتا رہے وہ تو بڑا مشکل کام ہے ایک رات کی عبادت کا تو اس سے کوئی کمپیریزن (Comperison) نہیں ہے کوئی موازنہ نہیں ہے کوئی تقابل نہیں ہے اب محنت تو ہزار مہینوں میں زیادہ ہے لیکن قرآن مجید کہتا ہے **لیلۃ القدر خیر من الف شہر** قدر کی ایک رات دہ ہزار مہینوں سے زیادہ افضل ہے اگر فضیلت کا انحصار محنت ومشقت پہ ہوتا تو **لیلۃ القدر** کو یہ فضیلت کبھی نہ ملتی تو ایسی صورت میں سوال اپنی جگہ برقرار رہا کہ انسان اشرف المخلوقات کیوں ہے۔

حضرات مکرم میں اس بحث کو طول دینے کی بجائے اسے نقطہ انجام تک پہنچاتا ہوں بات دراصل یہ

ہے کہ رب کائنات چونکہ جانتا تھا اس نے اپنے محبوب ﷺ کو اس دنیا میں ایک انسان کے روپ میں بھیجنا تھا ایک بشر کی صورت میں بھیجنا تھا کیونکہ بشریت اور انسانیت کا تعلق حقیقت محمدی ﷺ سے جڑنا تھا اس لیئے رب کائنات نے اپنے محبوب ﷺ سے نسبت کے صدقے میں ساری بنی نوع انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا ارے انسان کو جو عظمت ملی ہے وہ تو میرے نبی ﷺ کے صدقے سے ملی ہے اگر میرے آقا ﷺ کسی اور مخلوق کی صورت میں دنیا میں جلوہ فگن ہوتے تو اللہ اس مخلوق کو اشرف المخلوقات قرار دے دیتا لیکن نہیں یارو میرے نبی ﷺ نے انسان کی شکل و صورت میں آنا تھا بشر کے روپ میں آنا تھا اس لیئے یہ انسان کو عظمت ملی یہ عزت ملی ارے تم کہتے ہو نبی پاک ﷺ کو انسان کہو بشر کہو تا کہ نبی پاک ﷺ کو اشرف المخلوقات ہونے کی عزت ملے ارے انسان کو عزت میرے نبی کریم ﷺ کی نسبت کی وجہ سے میسر آئی ہے۔

حضرات محترم جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی اس پر چند باتیں اور اس سے پہلے کہ آپ کے صبر کا پیمانہ چھلکے اور ہم نگاہوں نگاہوں میں معذرت کی رسم ادا کریں اور خوش دلی سے ایک دوسرے سے رخصت ہوں رب کائنات گویا یہ فرماتا ہے۔**قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین**

اے محبوب ﷺ فرما دیجئے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت یہ سب کچھ کس کے لیئے ہے **لله رب العالمین** سب اللہ کے لیئے ہے جو رب ہے تمام جہانوں کا جب میں نے یہ آیت پڑھی معنی اور مفہوم تک کچھ ذہن پہنچا تو ذہن میں ایک خلش پیدا ہوائی علماء سے سنا کہ رب کائنات قرآن مجید میں بطور خاص جب کوئی بات اپنے محبوب ﷺ سے کہلواتا ہے اے محبوب ﷺ کہہ دیجئے تو اس کے اندر کوئی نقطہ پوشیدہ ہوتا ہے اس کے اندر علم و حکمت کا کوئی خاص درس موجود ہوتا ہے جبکہ یہاں پر تو بڑی سیدھی سی بات ہے کہ اے محبوب ﷺ کہہ دیجئے میری نماز قربانی زندگی موت جینا مرنا سب اللہ کیلئے ہے جو رب ہے تمام جہانوں کا اس کے اندر تو بظاہر نقطہ سنجی اور عرق ریزی کی زیادہ گنجائش نظر نہیں آتی جب میں نے اس پہ غور کیا تو مجھے اس مسئلے کی کنجی ملی **لله**

رب العالمین حضرات محترم میں نے ابھی بارہا مرتبہ حدیث قدسی کا ذکر کیا اے محبوب ﷺ اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ کرتا۔ ذرا اسی تسلسل کو لے کے آگے چلتے ہیں جناب والا اب ذرا سوچیئے اگر کوئی چاہنے والا ہو عاشق ہو محبت کا دم بھرنے والا ہو اور اپنے محبوب سے الفت و چاہت کا اظہار کرے اور اعلان کرے مثلاً کہے محبوب میں آسمان سے تیری خاطر ستارے توڑ لاؤں۔ ہر ناممکن کو ممکن کر دکھاؤں۔ تجھے پانے کیلئے اگر مجھے تاج و تخت چھوڑنا پڑے تو چھوڑ دوں۔ اور تیری خلوت کا امین بننے کیلئے اگر رشتہ داروں سے منہ موڑنا پڑے تو ان سے منہ موڑ لوں۔ میں دنیا کو ترک کر دوں صرف تجھے پانے کیلئے۔ جب کوئی چاہنے والا اس طرح اظہار محبت کرے اعلان محبت کرے تو کیا خیال ہے اس کی یہ خواہش ہو گی کہ محبوب بھی جواباً دو لفظ کہہ دے جس سے اس کے جذبات کی تسکین ہو جائے اور اسے پتا چل جائے کہ وہ بھینس کے آگے بین نہیں بجا رہا۔ کسی پتھر کے آگے نہیں گڑگڑا رہا۔ بلکہ کسی انسان سے جیتے جاگتے شخص سے جس کے اندر جذبات ہیں۔ اور محبت کی پذیرائی کی صلاحیت ہے۔ جس سے وہ اظہار محبت کر رہا ہے محبت تو ظاہر ہے اپنی پذیرائی چاہتی ہے ناں۔

عاشق بھی چاہتا ہے محبت کرنے والا بھی چاہتا ہے کہ جب وہ کہے کہ اے محبوب میں تیری خاطر ساری دنیا کو چھوڑ سکتا ہوں۔ ترک کر سکتا ہوں۔ منہ موڑ سکتا ہوں۔ تو اس کی بھی خواہش ہو گی محبوب بھی کہے کہ اے چاہنے والے اگر تو میرے لیے سب کچھ چھوڑ سکتا ہے تو میرے یاقوتی ہونٹوں پر بھی نام تو تیرا مچلتا ہے ناں۔ پھر میری آنکھوں میں بھی جگنو تو تیری وجہ سے جھلملاتے ہیں ناں۔ پھر میرے گالوں پر بھی شفق تو تیرے تصور سے پھوٹتی ہے ناں۔ پھر میرے الفاظ کی مہک بھی تیرے لیئے ہے۔ پھر میرے قرب کی آنچ بھی تیرے لیئے ہے۔ تیرے جمال کی رخشندگی بھی تیرے لیئے ہے۔ اور حسن کی تابندگی بھی تیرے لیئے ہے۔ ارے جب چاہنے والا اس طرح اعلان محبت کرے دوسری طرف سے بھی وہ جواب کی توقع تو رکھتا ہے ناں۔ جب رب کائنات فرماتا ہے اے محبوب ﷺ یہ تمام کائنات بنائی تیرے لیئے ہے۔ تو پھر محبوب ﷺ کو کہنا ہے پھر میرا سب کچھ بھی تو تیرے لیئے

ہے۔ بات تو ٹھیک ہے سمجھ میں آتی ہے لیکن یہاں پر پھر ایک خلش ایک سوال ہے وہ کیا ہے جب آپ اظہار محبت کریں اور آپ اس امید میں ہوں کہ اب آپ کے محبوب کی آواز آپ کے کانوں میں رس گھولے گی آپ کا محبوب آپ کے جذبات کی پذیرائی کرے گا تو ظاہر ہے جو کچھ کہنا ہے محبوب کو خود کہنا چاہیے ناں۔ لیکن اگر کوئی اسے پٹی پڑھا رہا ہو کوئی سبق سکھا رہا ہو یا آپ کو کہنا پڑے کہ اے محبوب اب میرے اظہار محبت کے جواب میں تو یہ کہہ دے تو یہ تو عجیب سی بات لگتی ہے ناں۔

تو اگر اللہ کی طرف سے اس اعلان کے بعد کہ مولا یہ تمام کائنات تو نے بنائی میرے لیئے ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ کو یہ رب کے اس فرمان کے جواب میں کہنا تھا مولا میرا سب کچھ بھی تو تیرے لیئے ہے۔ تو ظاہر ہے اگر نبی پاک ﷺ اپنی طرف سے کہتے مولا میرا سب کچھ تیرے لیئے ہے تو یہ بتائیں جو کچھ بھی پیش کرتے وہ کس کی عطا ہوتی ظاہر ہے اللہ کی عطا ہوتی۔

ان پہ جو وارا انہی کی دین تھی
ہم پشیماں ہیں کہ وارا کچھ نہیں

بھئی ظاہر ہے جیسے شاعر نے کہا کہ

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہ وہ بات ہے ناں کہ اگر کوئی خدا کی راہ میں جان قربان کر کے سمجھے بڑی قربانی دی ہے بھئی کیا تیر مارا ہے اس نے جان دی تھی واپس اس کی خدمت میں پیش کر دی کون سی بڑی قربانی دی ہے تو حضرات محترم اگر میرے آقا ﷺ کہتے مولا اگر تو نے یہ تمام جہان میرے لیئے بنایا ہے تو مولا میرا سب کچھ بھی تو تیرے لیئے ہے یہ جینا مرنا تیرے لیئے یہ زندگی موت تیرے لیئے یہ عبادت و ریاضت تیرے لیئے تو ممکن ہے کوئی ہرزہ سرا کوئی یاوا گو کہہ دیتا ارے جو کچھ بھی پیش کیا اپنا کیا تھا جو کچھ بھی دیا اسی کا دیا ہوا تو تھا۔

تو اللہ نے گویا یہ فرمایا اے محبوب ﷺ اگر تو خود کہے گا کوئی اعتراض کر سکتا ہے اس لیئے تو خود نہ کہہ

میرے کہنے پہ کہہ دے تا کہ کسی کو انگشت نمائی کا موقع نہ ملے۔

اور اس بات کو ایک اور زاویے سے بھی سمجھ سکتے ہیں کہ یارو ویسے تو اس محفل میں بھی کھڑا ہو کے کوئی شخص کہہ دے کہ میرا جینا مرنا میری زندگی موت میری آل اولاد میری زمیں جائیداد میرا سب کچھ اللہ کے لیئے ہے۔ کہنے میں کیا جاتا ہے کوئی بھی کہہ دے لیکن دیکھنا پڑے گا کہ اس نے تو کہہ دیا پتا نہیں اس نے قبول کیا ہے یا نہیں قیامت کے دن کتنے لوگ ہونگے جن کی عبادت و ریاضت تک روزہ نماز تک ان کے منہ پر مار دیا جائے گا مقبول نہیں ہوگا مردود ہوگا اگر میرے آقا ﷺ خود کہتے مولا میری زندگی موت جینا مرنا سب تیرے لیئے ہے تو ممکن ہے کوئی پوچھتا کہ جناب آپ نے تو کہہ دیا اس نے پتا نہیں قبول کیا یا نہیں کیا تو رب کائنات نے فرمایا محبوب ﷺ خود نہ کہہ جس نے قبول کرنا ہے اس کے کہنے پر کہہ دے تا کہ مردود و مقبول کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔

حضرات مکرم آخر میں نعت کے چند اشعار محفل نعت کی مناسبت سے مماثلت سے منیر نیازی کا ایک بند ہے

کہ روگ دل میں اس قدر تھا اس جہانِ حُسن کا
اور باب روشن اس قدر تھا اس بیانِ حُسن کا

یہ حوصلہ دل میں نہ تھا تو بات کہتا کس طرح
یہ میرا منصب نہ تھا تو نعت کہتا کس طرح

یارو اسی طرح ملتان کے ایک شاعر کا شعر ہے

طیبہ میں سدا صبح مسلسل کا سماں ہے
جس شہر میں سورج ہے وہاں رات کہاں ہے

ایک مشکل سوال کا جواب

کاظمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ یہ بتائیں اللہ تعالیٰ نے دنیا اچھائی کیلئے بنائی یا برائی کیلئے بنائی ممکن ہے آپ کہیں گے کہ اچھائی کیلئے بنائی ہے۔ ذرا اپنے گردوپیش نظر ڈالیئے آس پاس دیکھئے دنیا کا جائزہ لیجئے اور بتایئے کہ اچھائی زیادہ ہے یا برائی زیادہ ہے اس دنیا میں برائی زیادہ ہے اچھائی کم ہے کافر زیادہ ہیں اور مؤمن کم ہیں اور مؤمنوں میں بھی دیکھو تو متقی پرہیزگار و پارسا کم ہیں خطا کار گنہگار زیادہ ہیں پتا چلا دنیا میں اچھائی کم اور برائی زیادہ ہے دنیا تو بنائی اللہ نے اچھائی کیلئے اچھائی کم ہوگئی برائی زیادہ ہوگئی تو دنیا بنانے کا مقصد تو پورا نہ ہوا اور اگر کوئی چیز اپنے مقصد تخلیق کو پورا نہ کرے جس مقصد کیلئے وہ چیز بنائی گئی ہے اگر وہ پورا نہ کرے تو الزام آتا ہے بنانے والے پر قلم بنایا تھا لکھنے کیلئے قلم نہیں لکھتا تو قلم کا کیا قصور ہے قصور ہوگا تو بنانے والے کا ہوگا جس نے کوئی ایسا نقص چھوڑ دیا ایسی خامی چھوڑ دی کہ اب وہ قلم نہیں لکھتا کپڑا بُنا تھا ستر پوشی کیلئے اگر کپڑا اتنا باریک ہو کہ اس سے بدن نہ چھپے تو کپڑے کا قصور کیا ہے قصور ہوگا تو بُننے والے کا ہوگا تو جب کوئی چیز اپنے مقصد تخلیق کو پورا نہ کرے تو الزام آتا ہے بنانے والے پر دنیا تو بنائی اللہ نے بنائی اچھائی کیلئے اچھائی کم ہوگئی برائی زیادہ ہوگئی تو مقصد تخلیق کائنات تو پھر پورا نہ ہوا؟

جواب حضرات مکرم سوال تو بڑا مشکل ہے میں عرض کروں گا ظاہر ہے اللہ نے یہ دنیا اچھائی کیلئے بنائی ہے رب کائنات تو کوئی کام برائی کیلئے کرتا بھی نہیں بلکہ برائی کو اس کی ذات سے نسبت دینا بھی جائز نہیں دیکھیں آپ بے شک لاہور جیسے شہر میں رہتے ہیں لیکن اتنے بے خبر تو نہیں ہونگے کہ آج کل گندم کی کٹائی کا موسم ہے اچھا لاہور کے حوالے سے یہ اس قسم کی باتیں زیادہ سامنے نہیں آتیں کراچی کے بارے میں ذرا بات مشکل ہوجاتی ہے ایک دفعہ ہمارے کچھ عزیز کراچی سے آئے اوران کے بچے کہنے لگے انکل (Uncle) ہم نے کماد کے شوگر کین (Sugercane) کے کھیت دیکھنے ہیں میں نے کہا کیوں بیٹے اس میں کیا خصوصیت ہے کہنے لگے دراصل ہم دیکھنا چاہتے ہیں

کہ یہاں کے لوگ کھیتوں میں کتنی چینی ڈالتے ہیں گنوں کو میٹھا کرنے کیلئے تو اب یہ باتیں کراچی کے حوالے سے ہیں لیکن یہاں لاہور کے رہنے والے تو الحمد للہ آپ سب جانتے ہیں کہ ہم گندم اگاتے ہیں کھیت لہلہاتے ہیں فصل پکتی ہے پھر فصل کو کاٹتے ہیں اسے تھریشر میں ڈالتے ہیں اور تھریشر بھی عجیب سمجھدار قسم کی مشین ہے وہ پہچانتی ہے کہ یہ بھوسہ ہے یہ دانے ہیں دانے علیحدہ نکال دیتی ہے بھوسہ علیحدہ نکال دیتی ہے ایک طرف دانوں کا ڈھیر ہوتا ہے دوسری طرف بھوسے کا ڈھیر ہوتا ہے کچھ اندازہ ہے آپ کو کہ کون سا ڈھیر بڑا ہے ظاہر ہے بھوسے کا ڈھیر بڑا ہوتا ہے یار و گندم تو اگائی تھی دانوں کیلئے اب دانے تھوڑے ہوگئے بھوسہ زیادہ ہوگیا تو آئندہ پھر گندم تو نہیں اگانی چاہیے آپ لاہور شہر سے گئے کسی دیہات میں مہمان بنے رات کو وہاں ٹھہرے آپ کے دیہاتی دوست نے سوچا کہ شہر سے مہمان آیا ہے تو صبح ناشتے میں تازہ مکھن پیش نہ کریں تو مزہ تو نہیں آئے گا اس نے رات کو دہی جمایا کہ صبح ناشتے میں مہمان کو مکھن پیش کرنا ہے صبح ہوئی دہی کو بلویا دھی کو رڑکا مکھن نکل آیا مکھن تو تھوڑا سا نکلا اور لسی سے ساری چاٹی بھر گئی دہی جمایا تھا مکھن کے لیئے مکھن تھوڑا نکلا لسی زیادہ ہوگئی تو پھر آئندہ دہی بھی نہیں جمانا چاہیے لیکن لوگ بھی بڑے ضدی ہیں روز دہی جما لیتے ہیں ہر سال گندم اگا لیتے ہیں نہیں بھائی بات ضد کی نہیں ہے بات دراصل یہ ہے کہ کبھی کبھار مقصد کو مقدار کے ذریعے نہیں ناپتے بلکہ معیار کے ذریعے ناپتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ چیز کتنی ہے۔ یہ دیکھتے ہیں چیز کیسی ہے حضرات محترم اگرچہ گندم کا ڈھیر چھوٹا ہے لیکن اگر کھانے کے لائق ہے پیٹ بھرا جا سکتا ہے غذائی ضرورت پوری کرتا ہے تو مقصد پورا ہوگیا لیکن اگر وہ بھوسے سے دگنا ڈھیر ہو مگر گھن لگا ہو کھانے کے لائق نہ ہو گلا سڑا ہوا ہو تو مقصد پورا نہیں ہوا اگرچہ مکھن تھوڑا ہے لیکن خوش ذائقہ ہے لذیذ ہے مزیدار ہے مہمان کے سامنے رکھا جا سکتا ہے تو مقصد پورا ہوگیا اگر مکھن بہت ہو مگر بدبودار ہو زبان پہ رکھنے کے لائق نہ ہو مقصد پورا نہیں ہوا کبھی کبھار مقصد کو مقدار کے ذریعے نہیں ناپتے بلکہ معیار کے ذریعے ناپتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ چیز کتنی ہے یہ دیکھتے ہیں کہ چیز کیسی ہے۔ رب کائنات نے گویا یہ فرمایا اے میرے محبوب ﷺ یہ دنیا میں نے اپنے لیئے تو نہیں بنائی۔

اگر ندیوں کی گنگناہٹ ہے تو تیرے لیئے۔اگر جھرنوں کا ترنم ہے تو تیرے لیئے۔اگر دریاؤں میں روانی ہے تو تیرے لیئے۔اگر سمندروں میں تلاطم ہے تو تیرے لیئے۔اگر یہ فلک بوس پہاڑ ہیں تو تیرے لیئے۔آسمان پر کہکشاں کی محفل سجی ہے تو تیرے لیئے۔اور فرش زمین پر سبزہ بچھا ہے تو تیرے لیئے۔یہ تمام کائنات تیرے لیئے۔اور تو میرے لیئے۔اب کوئی میرے نام کا کلمہ پڑھے نہ پڑھے میری بارگاہ میں جھکے نہ جھکے مجھے سجدہ کرے نا کرے جب تو نے میری بارگاہ میں ایک سجدہ کر دیا کائنات بنانے کا مقصد پورا ہو گیا وہ اس لیئے کہ کبھی کبھار مقصد کو مقدار کے ذریعے نہیں ناپتے معیار کے ذریعے ناپتے ہیں۔

اے محبوب ﷺ یہ تمام انسانیت کے سجدے ایک طرف یہ تمام فرشتوں کی حمد و تسبیح ایک طرف یہ تمام مخلوقات کی عبادت و ریاضت ایک طرف اور تیرا ایک سجدہ ایک طرف۔یہ تمام کائنات مل کر تیرے ایک سجدے کے معیار کو نہیں پہنچ سکتی۔اس لیئے کہ جب تیرا حسین سراپا میری بارگاہ میں ایک دفعہ جھک گیا تو کائنات بنانے کا مقصد پورا ہو گیا۔

(واخر دعونا ان الحمد لله رب العالمین)

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتو كل عليه و نعوذ با الله من شر ور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادی له ونشهدان لااله الاالله وحده لاشريك لـه و نشهد ان سيدنا ونبينا وحبيبنا و كريمنا و رؤفنا ورحيمنا و مولنا وملجٰنا وما وٰنا محمدًا عبده ورسوله امابعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم لقد من الله على المومنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسم يتلوء ا عليهم ايته ويز كيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوء ا من قبل لفی ضلل مبين صدق الله مولانا العلى العظيم وصدق رسوله النبی الكريم الامين ونحن على ذالك لمن الشاهد ين والشا كرين والحمدلله رب العلمين۔

واجب التعظیم لائق صد تحریم علماء و مشائخ ثناء خوانان مصطفیٰ ﷺ اور مکرم و معزز حاضرین محفل۔ اللہ کے فضل و کرم سے سابقہ روشن اور تابناک روایت اور دستور کے مطابق اس مرتبہ بھی رحیم یار خان کی سرزمین پر رنگ و نور کا سیلاب ہے اور اس نورانی محفل میں آقا کریم ﷺ کے دیوانے مستانے اپنی عقیدتوں اور محبتوں کے اظہار کیلئے دیوانہ وار حاضر ہیں بستر کو چھوڑ کر نیند آرام سے منہ موڑ کر اپنی ضرورتوں سے ناطہ توڑ کر وہ یہاں خوبصورت محفل سجائے بیٹھے ہیں اور اس محفل پر یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ اور میں بات شروع کروں اپنے والد گرامی علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس فرمان کے حوالے سے بار ہا آپ کے سامنے بات کہی ہو گی لیکن ذہن کے دریچے کھولنے کیلئے تفہیم کیلئے بات سمجھنے کیلئے غزالیٔ عصر کے ارشادات ہمارے لیئے چراغ راہ ثابت ہوتے ہیں میرے والد گرامی " فرماتے ہیں کہ آپ اگر کوئی فصل اگائیں اگر آپ کوئی کھیتی اپنے نفع کیلئے اگانا چاہیں تو آپ اس کی دیکھ بھال کریں گے اسے پانی دیں گے کھاد

ڈالیں گے اب آپ پانی دے رہے ہیں اس فصل کو جو آپ نے کاٹنی ہے آبیاری اس کھیتی کیلئے جس
سے آپ نے نفع اٹھانا ہے لیکن کچھ جڑی بوٹیاں کچھ گھاس پھوس اس کھیت کے اندر فصل کے درمیان
اگی ہوئی ہوتیں ہیں آپ پانی ان جڑی بوٹیوں کو نہیں دینا چاہتے آپ آبیاری صرف اس فصل کی کرنا
چاہتے ہیں جو آپ نے اگائی ہے لیکن چونکہ وہ جڑی بوٹیاں اس فصل کے ساتھ اگی ہوئی ہیں انہیں
بھی پانی مل جاتا ہے تو اللہ کی رحمتیں نازل تو اس کے محبوبوں پر ہوتی ہیں لیکن ہم جیسے جب جڑی
بوٹیوں کی طرح ان کے ساتھ لگے رہتے ہیں تو ہمیں بھی اس کی رحمتوں سے حصہ مل جاتا ہے حضرات
محترم یہ ماہ مقدس یہ ماہ ربیع الاول شریف میرے آقا کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کا جشن
مسلمانان عالم چہار دانگ عالم میں عقیدتوں محبتوں کا خراج پیش کر رہے ہیں مجھے بہت لمبی چوڑی
باتیں نہیں کرنی آپ کے صبر و حوصلے کا زیادہ امتحان نہیں لینا چاہتا الحمدللہ یہ محافل میلاد مصطفیٰ ﷺ
روز سج رہی ہیں الفت و محبت کے زمزمے بہہ رہے ہیں تو یقینی طور پر آپ کو اتنی ہمت رکھنی چاہیے
کہ روز ان محفلوں کی رونق آپ بڑھا سکیں اس لیئے بات کو زیادہ طول دینے اور کھینچنے کا کوئی فائدہ
نہیں ہے مختصر سے وقت میں چند گذارشات وقف ساعت کر کے میں اپنی گفتگو کی بساط کو لپیٹ دوں
گا اور ویسے بھی کہنے والے کہتے ہیں کہ بسیار خوری اور بسیار گوئی زیادہ کھانا اور زیادہ بولنا بسیار خوری
اور بسیار گوئی یہ بچوں کا شیوہ ہے اب میرا خیال ہے میں ذرا بڑا ہو گیا ہوں اس لیئے اگر تھوڑا سا
بولوں تو بھی کام چل جائے گا۔

قتل و غارت گری شیوۂ انسانیت تھی

یارو آپ جانتے ہیں جس علاقے میں جس ماحول میں میرے آقا کریم ﷺ تشریف لائے وہاں
بت پرستی تھی شرک تھا آدمی اپنے ہاتھوں کے تراشیدہ اصنام کے سامنے سجدہ ریز ہوتا تھا اس کو اپنے
انسان ہونے کا شرف اور عظمت کا لحاظ نہیں رہا تھا اور وہ دیگر مخلوق کو اپنا معبود سمجھتا تھا اور ان کے
سامنے جھکتا تھا لیکن کبھی آپ نے غور کیا جہاں کفر تھا جہاں شرک تھا جہاں توحید اور ایمان کی بظاہر

کوئی رمق دکھائی نہیں دیتی تھی ایسے ماحول میں میرے نبی کریم ﷺ کے والد ماجد کا نام ہے
عبداللہ (اللہ کا بندہ) کسی بت سے بندگی کا رشتہ نہیں جوڑا کسی جھوٹے کی بندگی کا اقرار نہیں کیا اگر
بندگی کا رشتہ جوڑا ہے تو اللہ سے جوڑا ہے اور ظاہر ہے ان کا نام تو اس وقت رکھا گیا ہو گا جب ان کی
پیدائش ہوئی ہو گی۔ تو نام رکھنے والے کا عقیدہ کیا ہو گا افکار کیا ہوں گے نظریات کیاں ہونگے اور
جس کا نام رکھا گیا ان سے متعلق بھی سوچیں کہ رب کائنات نے اس کفر و شرک کے ماحول میں ان
کے ایمان کی کس طرح حفاظت فرمائی ہو گی۔
اسی طرح وہ زمانہ وہ تھا کہ جہاں پر لوگ قتل و غارت گری کو باعث فخر سمجھتے تھے کوئی امن و سکون کی
بات کرتا تو یہ اس کے بزدل ہونے کی علامت ہوتی تھی کم حوصلہ ہونے کی دلیل ہوتی تھی بے ہمت
ہونے کا جواز ہوتا تھا کہ دیکھو یہ امن کی بات کرتا ہے سکون کی بات کرتا ہے اسے تلوار اٹھاتے ہوئے
ڈر لگتا ہے یہ میدان کارزار کا شخص نہیں یہ مرد میدان نہیں رہا لوگ اس کے بارے میں یہ تصور کرتے
تھے نسل در نسل دشمنیاں چلتی تھیں خون بہتا تھا قتل و غارت گری ہوتی تھی ایسے ماحول میں میرے نبی
کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ کا نام ہے آ
اور یارو جس ماحول میں لوگوں میں تحمل اور برداشت نام کو نہیں ذرا ذرا سی بات پر آپے سے باہر ہو
جاتے تھے اور یہ باعث فخر سمجھتے تھے بات کو تحمل سے برداشت کرنا سہنا یہ ان کیلئے ذلت و رسوائی کی
علامت تھا وہ خوار ہونے کی ضمانت تھا اور ذرا سی بات پر چمک جانا اکھڑ جانا یہ ان کیلئے وجہ افتخار اور
سبب امتیاز ہوا کرتا تھا لیکن ایسے ماحول میں جہاں لوگوں میں تحمل اور برداشت نام کو نہیں ایسے میں
میرے نبی کریم ﷺ کی دائی اماں کا نام ہے حلیمہؓ (حلم والی برداشت والی) یہ جو ناموں کی
کہکشاں ہے یہ ہمیں بتا رہی ہے کہ رب کائنات اس نگار خانہ قدرت میں اس کائنات آب و گل میں
اس جہان رنگ و بو میں اپنے محبوب ﷺ کی جلوہ نمائی کیلئے ماحول پیدا فرما رہا ہے۔

جو آقا ﷺ کے نور میں دیکھے

یار و میرے نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ جب نبی کریم ﷺ کی ولادت کا ذکر کرتی ہیں جیسے ہوتا ہے ناں عورتیں بتاتی ہیں جب میرا فلاں بچہ پیدا ہونے والا تھا تو یہ واقعہ ہوا تھا ان کو سن یاد نہیں رہتے سال یاد نہیں رہتے کون سا زمانہ تھا وہ بھٹو کی حکومت تھی یا ایوب خاں کی ، وہ ضیاء الحق کا دور تھا یا جونیجو کا یہ یاد نہیں انہیں بس یاد ہوتا ہے تو صرف یہ کہ میرا فلاں بچہ جب پیدا ہونے والا تھا اس وقت یہ کام ہوا تھا خواتین کا یہ ماہ و سال ناپنے کا یہ اپنا ایک انداز ہے یہ اپنا پیمانہ ہے ان کا ایک طریقہ ہے بہر حال وہ بچوں کی زچگی کے حوالے سے واقعات کو یاد کرتی ہیں پاکستان کو بھی یاد کرتی ہیں تو یوں کہتی ہیں کہ میرا فلاں بچہ ہونے والا تھا پھر پاکستان بنا یہ نہیں کہتیں جب پاکستان بننے والا تھا تو میرا فلاں بچہ پیدا ہوا تھا نہیں بلکہ یوں کہتی ہیں جب بچہ پیدا ہونے والا تھا پھر پاکستان بنا تھا یہ عورتوں کا اپنا ایک مزاج ہے اپنا ایک طریقہ ہے۔

میرے آقا کریم ﷺ جب اپنی ماں کے پیٹ میں ہیں شکم مادر میں ہیں اس وقت کے جو تجربات سیدہ آمنہؓ ملاحظہ فرماتی ہیں وہ تو اپنی جگہ پر لیکن جب نبی کریم ﷺ کی ولادت کا ذکر کرتی ہیں تو کن الفاظ میں اور کس انداز سے کرتی ہیں فرماتی ہیں **خرج منی نور** مجھے نہیں پتہ زچگی کی تکلیف کیا ہوتی ہے مجھے نہیں پتہ اس عالم کا درد کیا ہوتا ہے مجھے نہیں پتہ کہ اس وقت کیا کیفیات ہوتی ہیں وہ فرماتی ہیں کہ مجھ سے تو بس نور ہی نور ظاہر ہوا اور ہو سکتا ہے تمہیں مغالطہ ہو تمہیں دھوکہ ہو کہ نور کا یہاں مفہوم کیا ہے یہاں مطلب کیا ہے اس سے مراد کیا ہے اگلا جملہ تائید کر رہا ہے تصدیق کر رہا ہے وہ فرما رہی ہیں نور بھی ایسا ظاہر ہوا کہ جس میں شام کے محلات روشن ہو گئے اچھا یہ بھی عجیب بات ہے حضرت آمنہؓ ہیں کہاں پر مکے میں ہیں' میرے نبی کریم ﷺ کی ولادت مکے میں ہوئی ہے اور ظاہر ہے ولادت ہو رہی ہے صبح صادق کے وقت صبح صادق کے وقت تو اتنی روشنی نہیں ہوتی چلیئے روشنی ہو نہ ہو وہ ایک علیحدہ بات ہے لیکن اصل چیز یہ ہے کہ میرے نبی کریم ﷺ کی والدہ اپنے کمرے میں ہونگی اس کمرے کی دیواریں ہونگی اور ظاہر ہے زچگی کا وقت ہے دروازے بھی بند ہونگے پھر مکان کے در و دیوار ہونگے پھر مکہ شہر ہے آس پاس آبادی بھی ہے پھر آپ کو پتہ ہے کہ

مکہ پہاڑوں میں گھیرا ہوا شہر ہے آج کل تو چلیئے وہاں آبادی بہت بڑھ گئی ہے پہاڑوں کے اوپر بھی آبادی ہو گئی ہے لیکن آج بھی ہم جانتے ہیں کہ مکے کے آس پاس تو پہاڑ ہیں ناں اور پھر شام کا فاصلہ ہزاروں میل کا ہے سیدہ آمنہؓ فرماتی ہیں مجھ سے نور ہی نور ظاہر ہوا اور نور بھی ایسا کہ جس میں شام کے محلات روشن ہو گئے بھئی چلیئے اگر صبح صادق کا وقت تھا اس وقت ایسی خیرہ کن روشنی ظاہر ہوئی چکا چوند ہوئی ایسی آنکھوں کو چندھیا دینے والی روشنی ہوئی کہ اس کے سامنے سورج ماند پڑ جائے چلیئے یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے، لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ تو اپنے حجرے میں ہیں اپنے کمرے میں ہیں اپنے گھر میں ہیں مکہ شہر میں ہیں اگر شام تک کی مسافت کا فاصلہ کرو تو چلو یہ بھی مانا آسمان پر چمکنے والے چاند سورج یہ تو لاکھوں کروڑوں میل کی مسافت پر ہیں یہ بھی تو نظر آ جاتے ہیں بے شک آ جاتے ہیں لیکن آخر راستے میں دیواریں ہیں پہاڑ ہیں درخت ہیں یہ دوریاں ہیں یہ مسافتیں ہیں یہ تمام حجابات ہیں یہ تمام نظر کو روکنے والی چیزیں ہیں تو ایسے میں سیدہ آمنہؓ شام کے محلات کو کیسے دیکھ سکتی ہیں یہ سوچنے کی بات ہے ناں آدمی کے ذہن میں قدرتی طور پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے یہ سوال پیدا ہوتا ہے یہاں خیال اور گمان آتا ہے پتہ نہیں یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں ہے اور اگر ہے تو اس کا مفہوم کیسے ہے یہ بات پلے نہیں پڑی سیدہ آمنہؓ ہیں مکے میں اپنے حجرے میں اپنے کمرے میں اور ہزاروں میل کے فاصلے پر اگر شام کے محلات اس نور کی روشنی سے اگر چمک بھی گئے تھے روشن ہو بھی گئے تھے تو سیدہ آمنہؓ کو پتہ کیسے چلا ارے وہ تو اپنے کمرے میں ہیں آس پاس مکانات ہیں دیواریں ہیں پہاڑ ہیں تو ان کے پار دیکھنا بھلا کیسے ممکن ہے حضرات محترم یہ ہے زاویہ نظر کی بات یہ ہے سوچ کے انداز کی بات ، اس حدیث کا مفہوم یہ نکلا مطلب یہ نکلا کہ ہمیں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اے لوگو سیدہ آمنہؓ اپنے حجرے میں ہیں اپنے کمرے میں ہیں اور میرے نبی کریم ﷺ کے نور میں دیکھ رہی ہیں تو گویا جو میرے نبی کریم ﷺ کے نور میں دیکھے تو یہ در و دیوار یہ پہاڑ یہ شجر یہ حجر یہ دوریاں یہ مسافتیں اس کی نگاہ کے سامنے پردہ نہیں بن سکتیں اس کی نظر کے سامنے رکاوٹ نہیں بن سکتیں اگر کوئی میرے نبی کریم ﷺ کے نور میں دیکھے ارے اس کی نگاہ کا عالم یہ ہے تو

میرے نبی کریم ﷺ تو خود نور علی نور ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ کا عالم کیا ہوگا۔

علامتی زبان

حضرات مکرم سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی دیکھیئے عام طور پر جب میلاد کی محافل ہوتیں ہیں تو لوگ بتاتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ کی صبح صادق کے وقت ولادت باسعادت ہوئی اچھا یہاں پر مجھے وہ اباجی قبلہ کی بات یاد پڑتی ہے فرماتے ہیں صبح صادق کا وقت کیوں رب کائنات نے منتخب فرمایا اس میں حکمت دراصل یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت اگر دن میں ہوتی تو سرکار دو عالم کی ولادت کے شرف اور فضیلت سے رات محروم رہ جاتی اور اگر رات میں ولادت ہوتی تو دن محروم رہ جاتا اور پھر دن اور رات کو ایک دوسرے پر ترجیح دینے کی ایک صورت بن جاتی اگر دن میں ولادت ہوتی تو رات کو عبادت کرنے والے رات بھر جاگ کر اپنے رب کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرنے والے سجدہ ریز رہنے والے پھر ان کو طعنہ دیا جاتا کہ یہ تو رات کو عبادت کرتے ہیں حالانکہ دن میں میرے نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی ہے فضیلت تو دن کو حاصل ہے اگر رات کو میرے آقا ﷺ کی ولادت ہوئی ہوتی تو وہ لوگ جو اپنے کاروبار زندگی سے اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر کام کاج چھوڑ کے روزی کے ذرائع میں سے وقت نکال کے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہیں عبادت کرتے ہیں ریاضت کرتے ہیں دن بھر روزہ رکھتے ہیں ان کو کوئی کہہ سکتا تھا بھائی یہ تمہاری دن بھر کی عبادت بھلا کس کام کی میرے آقا کریم ﷺ کی ولادت تو ہوئی ہے رات میں رات کی کیا بات ہے رات کی فضیلت کا اپنا مقام ہے اس کی فضیلت کچھ اور ہے اور پھر دن کو بھی شکایت ہو سکتی تھی رات کو بھی گلہ ہو سکتا تھا رب کی بارگاہ میں عرض کر سکتے تھے مولا ہمارا قصور کیا ہے ہمیں اس شرف سے محروم رکھا ہے تو رب کائنات نے صبح صادق کے وقت اپنے محبوب ﷺ کو اس جہان آب وگل میں بھیجا کہ جہاں پر رات اور دن کا ملاپ ہو رہا ہے رات جانے لگی ہے دن آنے لگا ہے رات بھی ہے اور دن بھی ہے اندھیرا بھی ہے اور اجالا بھی ہے یہ ملی جلی کیفیت ہے تاکہ دونوں کو

حصہ مل جائے اور اگر کسی کے ذہن میں یہ خیال ہو گمان ہو سوال ہو کہ رات تو مغرب کے وقت بھی ہوتی ہے اس وقت بھی دن اور رات اکٹھے ہو رہے ہوتے ہیں اس وقت بھی اندھیرا اور اجالا وہ گڈمڈ ہو چکا ہوتا ہے تو یہ دن اور رات کو فضیلت دینے کی بات تھی تو یہ مغرب کے وقت بھی ہو سکتا تھا ارے نہیں میرے آقا ﷺ کی ولادت کیلئے رب کائنات نے صبح صادق کا وقت اس لیئے انتخاب فرمایا کہ یہ ایک علامتی زبان ہے ایک سمبولک لینگوئج (Symbolic Language) ہے یہاں پہ ایک سبق دیا جارہا ہے یہ بتایا جارہا ہے کہ اے لوگو یہ وقت وہ ہے جب اندھیرا جارہا ہے اور اجالا آرہا ہے رات جارہی ہے اور دن آرہا ہے تاریکیاں جارہی ہیں اور روشنی پھیل رہی ہے تو میرے آقا ﷺ کی ولادت یہ علامتی زبان میں بھی اگر سمجھا جائے جیسے میں عرض کرتا ہوں کہ جب میرے آقا ﷺ نے پہلی بار اعلان نبوت فرمایا صفاء کے پہاڑ پر جلوہ فگن ہیں لوگوں کو بلاتے ہیں عرب کے دستور کے مطابق پکارتے ہیں جمع کرتے ہیں وہ پکارنے اور جمع کرنے کا مفہوم وہ بھی میں سمجھاتا چلوں دیکھیئے آج آپ نے اگر اپنی کوئی بات پبلیسائز (Publisize) کرنی ہو پروپیگیٹ (Propogate) کرنی ہو لوگوں تک پہچانی ہو اور آپ چاہتے ہوں کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس بات سے واقف ہوں تو ہزار طریقے ہیں آپ جائیے ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ایڈ دیجئے اشتہار دیجئے اخبارات میں پوسٹر چھپوائیے ہینڈ بیج (Hand Badge) بنوائیے بلکہ انٹرنیٹ اس سے بھی ماشاءاللہ اب تشہیر ہوتی ہے پبلسٹی ہوتی ہے آپ یہاں پاکستان میں ہیں تو اگر چاہیں تو رکشے پہ لاؤڈ سپیکر لگا کے گھما دیجئے لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ آپ کیا میسج کنوے کرنا چاہتے ہیں لیکن اس زمانے میں تو یہ سب چیزیں نہیں تھیں اس وقت اگر کسی شخص کو اپنی بات عوام تک پہچانی ہوتی تھی تو وہ کیا کرے تو اس کا طریقہ یہ تھا وہ کسی اونچی جگہ پر کھڑا ہو کر لوگوں کو آواز دے جب وہ آواز دے گا جو بھی سنے گا وہ سمجھ جائے گا کہ اس نے کوئی اہم بات کرنی ہے جو لوگوں تک پہچانا چاہتا ہے اب سننے والا خود جانے سے پہلے وہ باقی لوگوں کو بتائے گا چلو بھائی وہ بلا رہا ہے پتہ نہیں کیا اہم بات ہے وہ کچھ کہنا چاہتا ہے چلو اور دیکھتے دیکھتے لوگ جمع ہو جاتے تھے پرانا زمانہ تھا آبادی بھی بہت کم تھی اور

چند لمحات میں یا چند گھڑیوں میں لوگ اکٹھے ہو جاتے تھے اور بات ان تک پہنچ جاتی تھی تو عرب دستور کے مطابق اس زمانے کے دستور کے مطابق میرے آقا ﷺ بھی صفاء کے پہاڑ پر جلوہ فگن ہیں اور لوگوں کو بلاتے ہیں اور جب لوگ جمع ہوتے ہیں تو میرے آقا ﷺ پوچھتے ہیں کہ اے لوگو بتاؤ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ پہاڑ کی دوسری طرف ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے کیا میری بات مانو گے سب نے کہا بے شک مانیں گے آپ ﷺ تو صادق ہیں آپ ﷺ تو سچے ہیں کِذب بیانی آپ ﷺ کا شیوہ نہیں ہے جھوٹ کو آپ ﷺ کے ہونٹوں سے نسبت نہیں آپ ﷺ تو جب بھی کہتے ہیں سچ ہی کہتے ہیں ناں، تو اس لیئے ہم ضرور مانیں گے جو آپ کہیں گے پھر میرے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ جو پتھر اور لکڑی کے بت ہیں جن کی تم پوجا کرتے ہو یہ تمہارے خدا نہیں ہیں اللہ ایک ہے وہ وحدہ لاشریک ہے اور میں اس کا بھیجا ہوا رسول ﷺ ہوں یار و یہاں پر بھی ایک علامتی زبان ہے جیسے میرے آقا ﷺ کی ولادت ایک علامتی انداز سے ہو رہی ہے صبح صادق کے وقت میں ہو رہی ہے کہ اے لوگو اب اندھیرا جا رہا ہے اور اجالا آ رہا ہے رات جا رہی ہے اور دن آ رہا ہے تاریکیاں چھٹ رہی ہیں اور روشنیاں پھیل رہی ہیں اور یہی علامتی زبان یہاں پر بھی پائی جاتی ہے وہ کیسے میرے آقا ﷺ گویا یہ فرما رہے ہیں کہ اے لوگو تم تو پستیوں میں رہتے ہو ناں تم تو نیچے بستے ہو تمہیں تو نہیں پتہ کہ دوسری طرف کیا ہے لیکن جو بلندیوں پہ ہوتا ہے وہ تو دونوں طرف دیکھتا ہے ناں جو نیچے ہے اسے نہیں پتہ کہ پہاڑ کی دوسری طرف کیا ہے دیوار کے دوسری طرف کیا ہے لیکن اگر کوئی پہاڑ پر ہے یا دیوار پر ہے اگر بلندی پر ہے وہ تو دونوں طرف دیکھتا ہے ناں ارے اعلان نبوت کے وقت میرے نبی ﷺ علامتی زبان میں دنیا کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ اے لوگوں یاد رکھو نبیؑ اس بلندی پر ہوتا ہے کہ ادھر بھی دیکھتا ہے ادھر بھی دیکھتا ہے ادھر والوں کو ادھر کی خبر دیتا ہے ادھر والوں کو ادھر کی خبر دیتا ہے اور دونوں اس پر اعتبار کرتے ہیں کیوں کہ وہ صادق ہوتا ہے۔

میلاد مصطفیٰ ﷺ واہتمام خدا

حضرات مکرم میرے آقا ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی لیکن اگر اس طرح ولادت کا ذکر ہو میلاد کا ذکر ہو کہ میرے آقا ﷺ کی ولادت ہوئی بارہ ربیع الاول شریف کو پیر کا دن تھا صبح صادق کا وقت تھا مکے شہر میں میرے آقا ﷺ نے جلوہ نمائی فرمائی اور سیدہ آمنہؓ طیبہ طاہرہ کے بطن مبارک سے آپ ﷺ کی ولادت ہوئی یہ تمام باتیں حق ہیں سچ ہیں درست ہیں اور یہ کہنا باعث ثواب بھی ہے لیکن میں عرض کروں گا کہ یہ باتیں بتانے سے اور یہ باتیں کہنے سے دراصل میلاد بیان نہیں ہوتا اس لیئے کہ اس میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو میرے نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہو۔

بھئی صبح صادق کے وقت اور بھی تو بہت سے بچے پیدا ہوتے ہیں ناں تو اسی طرح پیر کے دن اگر بچوں کی ولادت آپ شمار کریں تو شمار بھی نہیں کر سکتے کتنے بچے پیدا ہوئے ہوں گے سوموار کو پیر کے دن اسی طرح اگر آپ مکہ شہر میں تو مکہ شہر میں بھی ماشاءاللہ وہ بچوں کی ولادت کا مستقل سلسلہ جاری ہے۔

میں عرض کروں گا بے شک یہ تمام باتیں حق ہیں سچ ہیں درست ہیں اور ان میں حکمتیں بھی پوشیدہ ہیں لیکن جیسے میں نے بتایا کہ میرے آقا ﷺ کی والدہ ماجدہ کے نام میں ہمارے لیئے کیا سبب پوشیدہ ہے لیکن آمنہؓ نام کی اور بھی تو بہت سی عورتیں ہیں ان کے گھر بھی بچے پیدا ہوتے ہیں تو یہ کوئی ایسی خصوصیت تو نہیں ہے اسی طرح مکہ شہر میں بچے بہت سے پیدا ہوتے ہیں یہ بھی کوئی کمال نہیں ہے صبح صادق کے وقت بھی بچے بہت سے پیدا ہوتے ہیں یہ بھی کوئی انفرادیت نہیں ہے اسی طرح پیر کے دن بچے بہت سے پیدا ہوتے ہیں یہ بھی کوئی انفرادیت نہیں ہے بارہ ربیع الاول شریف کو بھی بہت سے بچے پیدا ہوتے ہیں یہ تمام باتیں ایسے ہیں جس میں بے شمار بچے ان تمام اوصاف اور خصوصیات میں شریک ہو سکتے ہیں اس لیئے یہ باتیں بیان کرنے سے میلاد بیان کرنے کا حق ادا نہیں ہوتا میلاد بیان کرنا ہو تو یوں کہو کہ بارہ ربیع الاول شریف کو پیر کے دن صبح صادق کے وقت مکہ

شہر میں سیدہ آمنہؓ کے بطن مبارک سے اس بچے نے جنم لیا جس کی ولادت سے کعبہ کے اندر جو تین سو ساٹھ بت تھے جن کی پوجا ہوتی تھی وہ اوندھے منہ گر پڑے تھے۔ اس بچے کی ولادت ہوئی کہ ان کے پیدا ہوتے ہی وہ قیصر وکسریٰ کے محلات کے چودہ کنگرے گر پڑے تھے۔ یہ بتاؤ کہ اس ہستی کی ولادت باسعادت ہوئی کہ جن کی ولادت باسعادت کے ساتھ آتش کدۂ فارس اچانک بجھ گیا۔ اب یہ لفظ ترکیب مشکل ہو جاتے ہیں لوگوں کو سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے اب اس کی جب تک ڈیٹیل (Detail) بیان نہ کی جائے اس وقت تک لوگوں کو بات سمجھ میں نہیں آتی۔ بات سمجھانے بیٹھیں تو تقریر کا لطف جاتا رہتا ہے بہر حال آپ جانتے ہیں کہ کچھ لوگ مجوسی ہوتے ہیں جو آگ کی پوجا کرتے ہیں ایران کے اندر قدیمی جو ان کا مذہب تھا وہ آگ کی پوجا تھا وہاں مجوسی تھے تو وہاں پر ایک آتش کدہ تھا جو ہزار سال سے روشن تھا ہزار سال سے مسلسل اس کی پوجا کرنے والوں نے اس کی آگ بجھنے نہیں دی تھی موسم کیسا ہوتا۔ وہ بارش ہوتی وہ آندھی ہوتی وہ طوفان ہوتا وہ سردی ہوتی یا گرمی ہوتی بہار ہوتی یا خزاں ہوتی جو کچھ بھی ہوتا وہ آتش کدۂ فارس اس میں ہمیشہ آگ جلتی رہتی تھی کیونکہ آگ کے پجاری ہر وقت آگ جلانے کا اور اس کے جلتے رہنے کا اہتمام کرتے تھے لیکن جب میرے آقا ﷺ کی ولادت ہوئی تو آتش کدہ فارس بجھ گیا وہ جو ہزاروں سال سے آگ روشن تھی وہ ختم ہوگئی میرے سرکار ﷺ کا میلاد اس طرح بیان کرو کہ وہ ہستی آئی ہے جن کے آنے سے تبدیلیاں رونپذیر ہو رہی ہیں۔ یہ انقلاب نظر آ رہا ہے۔ ارے دنیا محو حیرت ہے۔ یہ دنیا کے اندر کیا تبدیلی آئی ہے کہ اس طرح یہ ماحول بدلا ہوا دکھائی دیتا ہے اور میرے رب نے فرشتوں کو حکم دیا اے فرشتو آج کی رات کسی کی روح قبض نہیں کرنی۔ آج کی رات کسی پر موت کا قانون طاری نہیں ہوگا۔ آج کی رات ہر وہ گھر جہاں بچے کی ولادت کی توقع ہے ہر گھر میں بیٹے پیدا ہونگے۔ کسی گھر میں بیٹی نہیں ہوگی۔ مولا کیوں نہیں ہوگی بیٹیوں کا کیا قصور ہے رب کائنات نے گویا یہ فرمایا فرشتو بے شک بیٹیاں میری رحمت ہیں۔ بیٹیاں میری نعمت ہیں۔ بیٹیاں میری رحمت ہیں۔ رحمت کا نشان ہیں۔ لیکن ماحول ایسا ہے جہاں پر بھی بیٹی پیدا ہوگی وہاں رونا پیٹنا ہوگا۔ صف ماتم ہوگی۔ لوگ

افسردہ ہونگے۔ غمگین ہونگے۔ رنجیدہ ہونگے۔ آہ وفغاں ہوگی۔ آہ زاری ہوگی۔ اور میری غیرت گوارہ نہیں کرتی کہ میرا محبوب ﷺ دنیا میں تشریف فرما ہو رہا ہو اس رات کہیں ماتم ہو۔ رونا پیٹنا ہو۔ آہ وزاری ہو۔ افسردگی ہو۔ ارے نہیں نہیں فرشتو آج کی رات میرا محبوب ﷺ تشریف فرما ہو رہا ہے آج کی رات کسی کی روح بھی نہیں قبض کرنی۔ آج کی رات کسی پر موت کا قانون بھی طاری نہیں ہوگا۔ آج کی رات کسی گھر میں موت واقع نہیں ہوگی۔ آج کی رات ہر طرف خوشیوں کے شادیانے مسرتوں کے زمزمے ہونگے۔ ہر طرف فرحت وانبساط کی کیفیت ہوگی۔ آج کی رات سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں ہر گھر میں بیٹے پیدا ہونگے۔ یہ میرے آقا ﷺ کے میلاد کا اہتمام میرے مولا نے فرمایا۔ بعض اوقات لوگ ہم پہ اعتراض کرتے ہیں یہ اہل سنت یہ سنی یہ لنگر شیرینی بانٹتے ہیں میں عرض کروں گا بھئی ہماری اوقات تو یہی ہے ہم تو شیرینی بانٹ سکتے ہیں لیکن وہ ذات اللہ رب العزت جو بیٹے بانٹ سکتا ہے۔ اس نے بیٹے بانٹے یہ تو اپنی اپنی ہمت کی بات ہے۔

جلوس کا اہتمام

یار و میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی اس کی روشنی میں اپنی گفتگو کو آگے بڑھاؤں اور اس سے پہلے کہ نیند آپ کی آنکھوں میں ڈیرے ڈال دے اور تھکاوٹ آپ کے ایثار محبت کو شل کر دے اور بستر کی لذت دامن گیر ہوا اور آپ اس محفل رنگ ونور سے رخصت ہونے کے بہانے ڈھونڈنے لگیں مجھے خود آپ سے رخصت طلب کر لینی چاہیے اور ویسے بھی انشاء اللہ العزیز کل صبح بارہ ربیع الاول شریف ہے جلوس کا ایک اپنا سماں ہوگا ہم سب کو اپنی توانائیاں بچا کر رکھنی چاہیں صبح میرے آقا ﷺ کی ولادت کا جشن ہوگا اور میں عرض کروں کہ یہ جو ہم میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جلوس نکالتے ہیں صرف اپنی غلامی کے اظہار کیلئے نہیں، غلامی کے اظہار کیلئے تو کوئی اور راستہ بھی اختیار کیا جا سکتا ہے یہ جلوس دراصل اس لیئے نکالتے ہیں میلاد النبی ﷺ کے جشن کے مخالفوں پر

ہیبت طاری کرنے کیلئے رعب اور دبدبہ قائم کرنے کیلئے جلوس میں جتنے دیوانے ہوں گے مستانے ہونگے آقا کریم ﷺ کے غلام جس قدر زیادہ ہونگے اسی قدر مخالفوں پر رعب اور دبدبہ زیادہ طاری ہوگا اس لیئے انشاءاللہ العزیز جلوس میں ہم سب نے شامل ہونا ہے یارو جلوس کے حوالے سے بات چلی ہے تو ایک شوشہ چھوڑتا چلوں وہ لوگ جو میلادالنبی ﷺ کے جشن کے جلوس کے مخالف ہیں یارو ذرا موقع ملے تو ان سے پوچھنا کل بارہ ربیع الاول شریف ہے پاکستان کا ایک شہر ہے ڈیرہ اسماعیل خان اگر کسی نے دیکھا نہیں تو کوئی بات نہیں نام تو سب نے سنا ہے ناں اگر ڈیرہ اسماعیل خان جانے کا اتفاق ہو تو بارہ ربیع الاول شریف کے دن وہاں جا کر ملاحظہ فرمائیں وہ لوگ جو میلاد النبی ﷺ کے جشن کے خلاف جلوس کے خلاف دلیلیں دیتے ہیں بحث مباحثے کرتے ہیں جو میلاد النبی ﷺ کو شرک اور بدعت سے تعبیر کرتے ہیں ان کے سربراہ ان کے پیشوا مولانا فضل الرحمان صاحب ڈیرہ اسماعیل خان میں میلادالنبی ﷺ کے جلوس کی قیادت فرماتے ہیں سمجھ نہیں آتی کہ یہ کام ڈیرہ اسماعیل خان میں تو جائز ہے باقی آس پاس جائز نہیں آخر ایسا وہاں کیوں کرتے ہیں کیا وجہ ہوسکتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ وہاں میلادالنبی ﷺ کے جلوس کی صدارت کرتے ہیں اور آس پاس میلادالنبی ﷺ کے جشن کو جلوس کو شرک اور بدعت سے تعبیر کرتے ہیں مسئلہ کیا ہے۔

یارو دراصل بات یہ ہے سن 70 سے لے کر آج تک ڈیرہ اسماعیل خان میں پہلے مولانا مفتی محمود صاحب اور ان کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمان صاحب الیکشن لڑتے آرہے ہیں ہم سنیوں کی تمام تر کوتاہیوں کے باوجود تمام تر نالائقیوں کے باوجود ہمارے احتجاج کے باوجود آج تک ڈیرہ اسماعیل خان کے اندر اور پاکستان کے ہر علاقے میں یارسول اللہ ﷺ کہنے والوں کی اکثریت ہے میلادالنبی ﷺ کا جشن منانے والوں کی اکثریت ہے اور چونکہ انہوں نے ووٹ حاصل کرنے ہوتے ہیں اور انہیں معلوم ہے یہ میلادالنبی ﷺ کا جشن منانے والے ہیں دیوانے ہیں شیدائی ہیں یارسول اللہ ﷺ کہنے والے ہیں اگر ہم نے یہاں پہ فتویٰ دے دیا میلادالنبی

ﷺ کا جشن منانا جائز نہیں، جلوس نکالنا جائز نہیں تو ووٹ کیسے ملیں گے یہ تو سارے یارسول اللہ ﷺ کہنے والے ہیں۔

یارو جو اعتراض کرنے والے ہیں ان سے پوچھتا ہوں میلادالنبی ﷺ کا جشن جلوس ووٹ لینے کیلئے جائز ہے اور آقا ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ناجائز ہے یار لوگ جو کہتے ہیں وہ سمجھتے نہیں رب کائنات سمجھ عطا فرمائے

احسان عظیم

یارو رب کائنات نے فرمایا میں نے مؤمنین پر احسان فرمایا کہ ان میں اپنا عظمتوں والا رسول ﷺ بھیجا عام آدمی حیران پریشان کہ مولا تو نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ **وما ارسلنك الا رحمة للعالمين** مولا تو نے اپنے محبوب ﷺ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے وہ زمین وآسمان ہوں وہ ارض وسماء ہوں وہ شمس وقمر ہوں وہ جمادات نباتات ہوں وہ حیوانات ہوں وہ انسان ہوں مولا تیرا محبوب ﷺ تو تمام جہانوں کیلئے رحمت بن کے آیا ہے اب وہ رحمت تمام جہانوں کیلئے ہیں لیکن مولا احسان صرف مؤمنوں پہ چڑھایا ہے مولا یہ بات تو کچھ سمجھ نہیں آئی جب تیرا محبوب ﷺ تمام جہانوں کیلئے تمام کائنات کیلئے رحمت ہے تو پھر احسان بھی تو تمام کائنات پر ہونا چاہیے تھا آخر یہ احسان صرف ہم مومنوں پہ کیوں جتایا ہے۔ یارو دراصل بات یہ ہے کہ اس بات کو ایک مثال کے ذریعے سمجھئے فرض کیجئے آپ استاد ہیں کسی ادارے میں کسی مدرسے میں کسی مکتب میں سکول میں پڑھاتے ہیں تو طالب علم تو ہر طرح کے ہوتے ہیں کچھ وہ ہوتے ہیں جو محنتی ہوتے ہیں استاد سے فیض اور علم حاصل کرتے ہیں اور اس علم کے سہارے زندگی کے میدان میں کامیابیوں کے میدان سر کرتے ہیں ترقی کے زینے طے کرتے ہیں اور کچھ وہ بھی ہوتے ہیں جو محنت سے جی چرانے والے ہوتے ہیں جو ایک کان سے سنتے ہیں اور دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں وہ کورے کے کورے رہتے ہیں کچھ توجہ نہیں دیتے استاد تھک ہار جائے لیکن وہ کچھ سیکھ نہیں پاتے اب

استاد کا احسان تو سب پر ہے کہ وہ پڑھا رہا ہے وہ محنت کروا رہا ہے عرق ریزی کر رہا ہے ان کو تعلیم دے رہا ہے لیکن اگر استاد احسان جتائے گا تو صرف ان پر جن بچوں نے جن طالب علموں نے ان سے فیض پایا اور علم حاصل کر کے ترقی کی منازل طے کیں اور اگر کبھی وہ دوسرے طالب علموں کو بھی کہیں کہ میرا تم پر احسان ہے تو ممکن ہے۔ وہ منہ پھٹ کہہ دیں کہ استاد صاحب ماسٹر صاحب پتہ نہیں آپ کس طرح پڑھاتے تھے ہمارے تو پلے کچھ نہیں پڑتا تھا دیکھئے اس وقت بھی کورے تھے آج بھی کورے ہیں اس وقت بھی جاہل تھے اور آج بھی جاہل ہیں یہ آپ کی تعلیم ہمارا تو کچھ نہیں سنوار سکی ہم تو ویسے کے ویسے ہی رہ گئے نہ جانے آپ کا انداز تدریس کیسا تھا تو یارو کہنے کا مطلب یہ ہے یہ احسان تو سب پر ہے لیکن جتایا ان پر ہے جنہوں نے فیض پایا ہے جنہوں نے فائدہ اٹھایا ہے جنہوں نے علم حاصل کیا ہے رب کائنات کا احسان تو تمام کائنات پر ہے اس نے عظمتوں والا رسول بھیجا ہے بلکہ کائنات کا وجود اپنے محبوب ﷺ کے صدقے میں عطا فرمایا ہے **لولاک لما اظہرت ربوبیۃ** لیکن جب جتانے کی باری آئی تو احسان جتایا ان پر جنہوں نے اس نعمت سے فیض اٹھایا ہے ان کی غلامی اختیار کی ہے ان کا دامن پکڑا ہے ان کے نقش قدم کو اختیار کیا ہے اور ان کی چھاؤں میں امان اور پناہ طلب کی ہے۔

وآخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين

دھنک	صفحہ نمبر

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتو كل عليه و نعوذ با الله من شر ور انفسنا ومن سيأت اعمالنا من يهده الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادى له ونشهدان لااله الاالله وحده لاشريك له و نشهد ان سيدنا ونبينا وحبيبنا و كريمنا و رؤفنا ورحيمنا و مولنا وملجنا وما وٰنا محمدًا عبده ورسوله امابعد فاعوذ باالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم فلا وربك لا يؤ منون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا فى انفسهم حرجا مما قضيت ويسلمو تسليما صدق الله مولانا العلى العظيم وصدق رسوله النبى الكريم الامين ونحن على ذالك لمن ا لشاهد ين والشا كرين والحمدلله رب العلمين۔

میر محفل صدر مجلس شیخ طریقت حضرت قبلہ پیر سید حیدر شاہ زیدہ مجدہ، ذی وقار وذی احتشام علماء کرام مہمانان گرامی اور مکرم ومعزز حاضرین محفل یہ ہجوم عاشقاں یہ سحر مہکشاں اپنے آقا حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اپنی غلامی کا اقرار کرنے کیلئے حاضر ہیں رب کائنات اس حاضری کو مقبول ومنظور فرمائے۔

شیش محلوں کی مجھ کو تمنا نہیں

حضرات محترم محفل نعت ہے اس لحاظ سے میں اپنی گفتگو کا آغاز بھی نعتیہ اشعار سے کرنا چاہوں گا شاعر کہتا ہے

ان کی محفل کے آداب کچھ اور ہیں   لب کشائی کی جرأت مناسب نہیں

شاعر یہ بتا رہا ہے کہ جس بارگاہ میں عرض مدعا کہہ رہا ہے اپنے شوق کا حال کہہ رہا ہے اپنی وارفتگی اور بے تابی کا اظہار کر رہا ہے ذرا اس بارگاہ کی عظمت کا لحاظ رکھنا اس کے آداب کیا ہیں کیا وہاں لفظوں

سے کچھ کہنا ضروری ہے۔کیا زبان کو حرکت دینا ضروری ہے۔کیا ہونٹ ہلانا ضروری ہیں۔یہ وہ
آقا ﷺ ہیں جو تیرا ظاہر بھی جانتے ہیں اور باطن بھی جانتے ہیں۔نیت بھی جانتے ہیں اور عمل بھی
جانتے ہیں۔جو تو دکھاتا ہے وہ بھی جانتے ہیں اور جو چھپاتا ہے وہ بھی جانتے ہیں۔لفظ تو جھوٹ بھی
بول سکتے ہیں ہونٹ تو کذب بیانی سے بھی آلودہ ہو سکتے ہیں اس لیے خیال رکھنا کس بارگاہ میں لب
کشا ہونے کی جسارت کر رہا ہے۔

ان کی محفل کے آداب کچھ اور ہیں — لب کشائی کی جرأت مناسب نہیں
ان کی سرکار میں التجا کیلئے — جنبش لب نہیں چشم تر چاہیے

لفظ تو جھوٹ بھی بول سکتے ہیں آنسو تو جھوٹ نہیں بول سکتے اور اسی شاعر کی ایک اور نعت کا کچھ ایسا
ہی شعر یہی مفہوم دوسرے رنگ میں شاعر کہتا ہے کہ

نعت میری میرے اشکوں کی زبانی سن لو — اس سے بہتر لب تقریر کہاں سے لاؤں

حضرات محترم یہ اپنے اپنے جذبات کی بات ہے چلیے جو نعت میں نے شروع کی ہے اس کے ایک یا
دو عاد شعر اور عرض کر دوں اس سے کچھ عقیدے کا بھی پتہ چلتا ہے کچھ معلومات میں اضافہ بھی ہوتا
ہے کچھ راہ عمل بھی کھلتی ہے

شاعر گویا یہ کہتا ہے

اپنی روئیدادِ غم میں سناؤں کسے — میرے غم کو کوئی اور سمجھے گا کیا

شاعر کہتا ہے کہ آقا ہر ایک کے سامنے تو دکھڑا نہیں رویا جاتا ہر ایک کے کندھے پہ سر رکھ کر تو آنسو
نہیں بہائے جاتے ہر ایک کے سامنے تو حالِ دل نہیں کہا جا سکتا آنسو اسی کے سامنے بہائے جا
سکتے ہیں جو آنسو پونچھنے کا ہنر جانتا ہو درد اسی کے سامنے کہا جاتا ہے جو اس کا مداوا جانتا ہو زخم اسی
کے سامنے کھولے جاتے ہیں جو مرہم رکھنا جانتا ہو۔

اپنی روئیدادِ غم میں سناؤں کسے — میرے غم کو کوئی اور سمجھے گا کیا
جن کی خاک قدم بھی ہے خاک شفاء — میرے زخموں کو وہ چارہ گر چاہیے

آپ کو معلوم ہے ناں وہ جو دوسرے لوگ ہیں جو میرے آقا ﷺ کی عظمت و شان کے منکر ہیں وہ
جب حج و عمرہ کر کے آئیں بڑی قرأت سے ذکر کرتے ہیں جی حج و عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی صفاء
اور مروہ کی سعی بھی کی مدینہ منورہ بھی گئے یارو اگر کبھی موقع ملے تو ان سے پوچھنا مدینے کو منور مانتے
ہو جس کے نور سے مدینہ منور ہے اسے نور نہیں مانتے یارو مدینہ ہمیشہ سے تو منور نہیں تھا یہ یثرب تھا
یہاں کی مٹی سے بیماریاں جنم لیتی تھیں اور وبائیں پھوٹتی تھیں میرے آقا ﷺ جب ہجرت کر کے
وہاں پہنچتے ہیں وہ صحابی جو پہلے ہجرت کر کے آئے ہوئے ہیں ان کو دیکھا نحیف و نزار ہیں بیمار ہیں
علیل ہیں صاحب فراش ہیں میرے آقا ﷺ نے پوچھا ان پہ کیا گزری بتایا سرکار ﷺ یہاں
کی مٹی کا اثر ہے یہاں کی مٹی سے وبائیں پھوٹتی ہیں بیماریاں جنم لیتی ہیں میرے آقا ﷺ نے
رب کی بارگاہ میں جھولی پھیلا دی اور ہاتھ اٹھا دیئے مولا اب تو میں یہاں آ گیا ہوں یہاں کی مٹی
سے بیماریاں پھوٹتی ہیں ناں پر اب تو میں یہاں پہ آ گیا ہوں ناں اب تو میرے قدم یہاں لگے ہیں
ناں مولا میرے ان قدموں کی لاج رکھ لے اور آج کے بعد سے غبارِ مدینہ کو خاک شفاء بنا دے

اپنی روئیدادِ غم میں سناؤں کسے — میرے غم کو کوئی اور سمجھ گا کیا
جس کی خاک قدم بھی ہے خاک شفاء — میرے زخموں کو وہ چارہ گر چاہیے
میں گدائے درِ شاہ کونین ہوں — شیش محلوں کی مجھ کو تمنا نہیں

شاعر یہ احساس دلا رہا ہے کہ مانگنے والے کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ وہ کس در کا منگتا ہے کس چوکھٹ کا
بھکاری ہے کس بارگاہ میں سوال کر رہا ہے اگر کسی بادشاہ کے دروازے پر مانگنے والا صدا لگانے والا وہ
چند ٹکے مانگ رہا ہو تو اس مانگنے والے کی ہمت اور اوقات کو دیکھ کر لوگ ہنسیں گے اور آوازیں کسیں
گے ارے بادشاہ کی دہلیز پہ کھڑا ہے اور چند ٹکے مانگ رہا ہے تیری بس یہی بساط تھی اللہ اکبر شاعر
یہی تو کہہ رہا ہے کہ میں تو آقا ﷺ آپ کی دہلیز کا بھکاری ہوں ناں آپ کی چوکھٹ کا منگتا ہوں

ناں مجھے درہم و دینار نہیں چاہیے مجھے مال و ملال نہیں چاہیے مجھے سیم و زر کا انبار نہیں چاہیے سرکار ﷺ مجھے شیش محلوں کی تمنا نہیں ہے مجھے عالی شان مکانات میں رہنے کا شوق نہیں ہے میری تمنا کیا ہے خواہش کیا ہے آرزو کیا ہے سرکار ﷺ میری التجاء یہ ہے کہ

ہو میسر زمیں پر کہ زیر زمیں مجھ کو طیبہ میں اک اپنا گھر چاہیے

کہ سرکار ﷺ میں تو آپ کی دہلیز کا بھکاری ہوں مجھے اور تو کچھ نہیں چاہیے میری خواہش یہ ہے کہ سرکار ﷺ اگر مجھے اس قابل سمجھیں تو جیتے جی مدینے میں مجھے ایک گھر عطا فرما دیں اور اگر یہ میری اوقات سے اونچی بات ہے تو سرکار ﷺ مرنے کے بعد قبر ہی عطا فرما دیں۔

ہو میسر زمیں پر کہ زیر زمیں مجھ کو طیبہ میں اک اپنا گھر چاہیے

اور اسی نعت کا آخری شعر شاعر کہتا ہے

مدحت شاہ کون و مکاں کیلئے صرف لفظ و بیاں کا سہارا نہ لو

وہ جس ہستی کی ثناء خوانی کر رہے ہو جس کی تعریف و توصیف کر رہے ہو ذرا سوچو تو سہی وہ ہستی کون ہے کیا ان کے حسن کا سراپا کیا لفظوں میں کھینچا جا سکتا ہے کیا الفاظ کی صورت میں اس حسن کو خراج تحسین پیش کیا جا سکتا ہے کیا وہ خدوخال وہ نقش و نگار وہ قدوقامت وہ سراپا وہ کیا لفظ و بیان کا مرہون منت ہو سکتا ہے جس ہستی کا ذکر کر رہا ہے اور جس سے محبت کا اظہار کر رہا ہے ذرا تجھے خیال ہونا چاہیے ارے تو زبانی کلامی محبت کا اعلان کرتا ہے تیرے زبانی کلامی محبت کے اعلان کی حیثیت کیا ہے ارے یہ وہ بارگاہ ہے جہاں محبت کرنے والوں نے سر کٹا کر محبت کی ہے مدحت شاہ کون و مکاں کیلئے صرف لفظ و بیاں کا سہارا نہ لو

شعر کہنا ہے اقبال اپنی جگہ نعت کہنے کو خون جگر چاہیے

حضرات مکرم یہ سلسلہ تو بڑا دھلانی ہے ظاہر ہے آپ نعت خوان حضرات کی خوش گلوئی، خوش الحانی اور خوش آوازی سے مستفید ہونے کیلئے آئے ہیں مجھ جیسا بے سرا شخص آپ کے سامنے بیٹھا ہے یہ حوصلہ آپ کا ہے آپ اسے برداشت کر رہے ہیں۔لیکن میں آپ کے صبر کا زیادہ امتحان نہیں لوں گا

انشاء اللہ العزیز میں اپنی گفتگو کی بساط کو لپیٹنے کی فکر میں ہوں۔

محفل نعت کے حوالے سے نقطہ نظر

حضرات مکرم محترم شوکت قادری صاحب جو آج کے میزبان بھی ہیں اور میں ان کا شکر گزار ہوں اس خوبصورت محفل میں انہوں نے مجھے یاد فرمایا وہ مجھ سے پوچھ رہے تھے جو سوال انہوں نے کیا ذرا تھوڑا ڈھکے چھپے لفظوں میں کیاں یہاں آنے سے پہلے بہت بے باک انداز میں اور بہت عریاں الفاظ میں مجھ سے سوال کیا جا رہا تھا پوچھا جا رہا تھا کہ ذرا بتایئے آج کے دور میں یہ محافل نعت کے حوالے سے آپ کا نقطہ نظر کیا ہے؟

جواب: حضور والا میں کوئی بھی لگی لپٹی رکھے بغیر اپنے ضمیر کی آواز آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں گذارش یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کروڑ پتی ہو، ارب پتی ہو، غریبوں کی خدمت بھی کرتا ہو، ناداروں کے کام بھی آتا ہو، بیواؤں کے وظیفے بھی باندھ رکھے ہوں اس نے ہزار کام کر رکھے ہوں اور پھر اگر وہ اپنے بچے کی شادی کروفر سے کرے شان وشوکت سے کرے تو کوئی اعتراض نہیں کرے گا لیکن اگر کوئی ننگا بھوکا ہو گھر میں چراغ نہ جلتا ہو تن ڈھانپنے کیلئے کپڑوں کا محتاج ہو اپنے بچوں کا پیٹ پالنا مشکل ہو اور قرض لے لے کے وہ اللوں تللوں میں سب کچھ اپنی متاع گنوا دے تو اس کو تو کوئی بھی عقلمند نہیں سمجھے گا اس کو کوئی بھی دانا نہیں کہے گا اس لیئے محفل نعت منانے کا حق ان کو ضرور ہے کہ جو میرے آقا ﷺ کا پیغام پھیلانے کیلئے دین و مذہب کی اشاعت کیلئے سیرت و سنت لوگوں کو بتانے کیلئے اہتمام کرتے ہیں مدارس چلاتے ہیں علماء کو آگے بڑھاتے ہیں اور اس میدان میں اپنا سکہ جماتے ہیں اور جب یہ ماحول بن جاتا ہے پھر یہ محافل نعت سجاتے ہیں اور پھر آقا ﷺ کے ذکر سے لطف اندوز ہوتے ہیں ان کو یہ حق ہے وہ یہ محافل سجا سکتے ہیں۔لیکن اگر ہم کچھ نہ کریں اور صرف محفلوں پہ زور دیں تو معاف کیجئے یہ خود فریبی ہے یہ نادانی ہے ہمیں اس حوالے سے ضرور راہ عمل کو متعین کرنا چاہیے میں نے بہت سوچ سمجھ کے ان الفاظ کا انتخاب کیا ہے اور جو کچھ بین الصدور

کہا ہے انشاء اللہ العزیز آپ اس کو بھی سمجھ رہے ہونگے۔
حضرات مکرم مجھے منتظمین نے نہیں بتایا کہ کتنی دیر سمع خراشی کرنی ہے دیکھیئے اب آپ کی آزمائش کی بات ہے شوکت قادری صاحب فرمارہے ہیں جتنی دیر آپ کا جی چاہے میرا جی چاہنا آپ کی چاہت سے مشروط ہے۔

محبت کی مثلث:

حضرات مکرم میں بات جہاں سے شروع کررہا ہوں شاید میرے حلیے اور پس منظر کی رعایت سے یہ بات آپ کے کانوں کو اجنبی لگے اس لیئے ذرا تھوڑا سا تعارف کرواتا چلوں شعروادب میرا خاص موضوع ہے اور میں نے باقاعدہ ایم اے اردو میں گولڈ میڈل حاصل کیا ہے اس حوالے سے جب میں شعروادب اور رومانوی داستان کے پس منظر میں محفل نعت کی کہانی بیان کروں تو وہ اتنی چونکا دینے والی محسوس نہیں ہونی چاہیے۔
حضرات مکرم دنیا کی کوئی بھی داستان محبت لے لیجئے چاہے وہ حقیقی ہو چاہے فرضی ہو۔وہ لیلی مجنوں کی کہانی ہو یا شیریں فرہاد کی داستان ہو۔وہ ہیر رانجھا کا قصہ ہو یا سسی پنوں کی باتیں ہوں۔وہ چاہے (شیکسپیئر)(Shakspear) کا ڈرامہ رومیو جیولٹ (Romeo Julit) کیوں نہ ہو۔
جتنی بھی محبت کی داستانیں ہیں وہ پروان چڑھتی ہیں وہ ایک اصطلاح ہے کہتے ہیں ٹرائی اینگل آف لو (Tri Angle of Love) محبت کی مثلث ہوسکتا ہے آپ سوچیں کہ محبت میں جیو میٹری گھسا دی یہ کون سی عقل مندی ہے۔میں عرض کروں گا یہ سمجھئے محبت کی کہانی کے تین کونے ہوتے ہیں۔ایک عاشق ہے محبت کرنے والا۔ایک معشوق ہے محبوب ہے جس سے محبت کی جارہی ہے۔اور ایک رقیب ہے جس کو غالباً پنجابی زبان میں قیدو کے نام سے جانتے ہیں۔آپ کچھ سمجھے یا نہیں سمجھے ارے ایک محبوب کے دو چاہنے والے ہوں محبوب ایک ہو اس کے چاہنے والے دو ہوں وہ آپس میں ان کا رشتہ کیا ہوتا ہے وہ ایک دوسرے کے رقیب لگتے ہیں۔ایک دوسرے کی ٹانگ

کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ایک دوسرے کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ایک دوسرے کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔ایک دوسرے کی جان لینے کی فکر میں ہوتے ہیں۔ایک محبوب کے دو چاہنے والے ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرتے ٹھیک ہے یا غلط ہے لیکن یارو ذرا یہ تو بتاؤ کہ یہاں پر اس محفل میں جو ہزاروں کا ہجوم ہے یہ سب میرے آقا ﷺ کے چاہنے والے ہیں یا نہیں ہیں۔
یقیناً سب سرکار دو عالم ﷺ کے چاہنے والے ہیں تو یہ بتاؤ کیا تم آپس میں ایک دوسرے کے رقیب ہو؟ نہیں تو۔ایک دوسرے کی ٹانگ تو نہیں کھینچنا چاہتے؟ نہیں تو۔ایک دوسرے کو ذلیل تو نہیں کرنا چاہتے ہو؟ نہیں تو۔ایک دوسرے کو خراب کرنے کی فکر میں تو نہیں ہو؟ ارے نہیں بلکہ تم تو ایک دوسرے کو گھیر گھار کے لائے ہو۔ارے محفل نعت ہو رہی ہے میرے آقا ﷺ کے حسن و جمال کا تذکرہ ہو رہا ہے۔اس حسن کی رخشندگی اور اس جمال کی تابندگی کا قصہ چھیڑا جارہا ہے۔اور بتایا جارہا ہے کہ حسن کی تراش خراش کہاں تک ممکن ہے۔ارے جو محبوب رب کائنات ﷺ ہے وہ کیسے ہیں یہ بتایا جائے گا۔آپ تو ایک دوسرے کو پکڑ پکڑ کے لائے ہیں آپ ایک دوسرے کے رقیب نہیں۔یارو ایک محبوب ﷺ کے دو چاہنے والے ہوں ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرتے یہاں اس مجمعے میں ہزاروں چاہنے والے ہیں اور رقیب نہیں ہے۔
حضرات مکرم کہنے کا مقصد یہ تھا کہ آخر یہ رقابت کیوں نہیں ہے ہم ایک دوسرے کے رقیب کیوں نہیں ہیں یادرکھو جو رقابت ہے وہ جنم لیتی ہے احساس ملکیت سے کہ میرا محبوب میرا ہے ناں وہ کسی اور کا کیوں ہو اس کی مسکراہٹ میرے لیئے تبسم میرے لیئے الطاف وعنایات میرے لیئے اس کے رخسار کی چاندنی میرے لیئے اس کی آنکھوں کا کاجل سجا ہو تو میرے لیئے اور اس کے ہونٹوں پر نام مچلتا ہو تو میرا نام مچلتا ہو۔
حضرات مکرم محبت کرنے والے اپنے محبوب کو اپنی ملکیت میں رکھنا چاہتے ہیں۔اس کے حسن کی تابندگی۔اس کے الفاظ کی مہک۔اس کے قرب کی آنچ۔اس کی ادائیں۔وہ سب کچھ میرے لیئے خاص ہوں۔اس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو۔

ارے محبوب پر جب مالک بننا چاہو گے تو رقیب کو برداشت نہیں کرو گے لیکن جس سے محبت کا دعویٰ
ہم کررہے ہیں وہاں مالک کون بن سکتا ہے وہاں تو سب کا غلامی کا دعویٰ ہے ناں جب سب غلامی کا
دعویٰ کرتے ہیں تو رقیب کیسے ہو سکتے ہیں

حاجت جبرئیل علیہ السلام

یارو گذشتہ مہینہ رجب المرجب تھا اور رجب کے حوالے سے جشن معراج منائے جارہے تھے علماء
کرام جگہ جگہ خطاب فرمارہے تھے اور بتارہے تھے کہ میرے آقا حضور ﷺ کی جب نورانیت کی
معراج ہوئی تو کیا سماں تھا مقام سدرۃ المنتہیٰ ہے سدرۃ المنتہیٰ کیا ہے وہ عظیم الشان بیری کا درخت
ہے اور اس درخت کے پتے پتے پر فرشتوں کا ہجوم ہے اور وہ ہجوم ملائکہ وہ دیکھ رہا ہے کہ ان کا امام
جبرئیل علیہ السلام بیت المعمور کا خطیب نوری مخلوق کا سردار وہ پیچھے ہے اور میرے آقا ﷺ آگے
جارہے ہیں اور سرکار دوعالم ﷺ پوچھتے ہیں **تقدم یا جبرئیل**، جبرئیلؑ ابھی تک قدم قدم
پہ ساتھ نبھایا تھا رفاقت کا حق نبھایا تھا اب قدم ٹھٹک گئے ہیں رفتار تھم گئی ہے کھڑے ہو گئے ہو رک
گئے ہو سبب کیا ہے چلو نہ آگے جبرئیلؑ نے معذرت کی آقا ﷺ میری حد یہیں تک تھی بس یہیں
تک ہے آگے بڑھا تو جل کر خاکستر ہو جاؤں گا میرے آقا ﷺ فرماتے ہیں جبرئیل پھر تیری
کوئی حاجت ہو تو بیان کرو علماء اکرام فرماتے ہیں دراصل یہ میرے آقا ﷺ جبرئیل کا احسان اتار
رہے ہیں، احسان کیا ہے جب نمرود نے آگ دہکائی تھی سیدنا ابراہیمؑ کیلئے تو جبرئیلؑ حاضر ہوئے
تھے اور عرض کی تھی اے اللہ کے خلیل کوئی حکم ہو تو فرمائیے کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے کیا آگ
بجھانے کا انتظام کریں کیا جان بچانے کا اہتمام کریں تو سیدنا ابراہیمؑ نے تو انکار کر دیا تھا کہ جبرئیلؑ
میری تجھ سے کوئی حاجت نہیں لیکن بہر حال جبرئیلؑ نے تو اپنی سروسز (Services) آفر کر دیں
تھیں اپنی خدمات پیش کر دیں تھیں گویا احسان چڑھا دیا تھا تو آج میرے آقا ﷺ وہ احسان اتار
رہے ہیں کہ اے جبرئیل کل میرے جد امجد ابراہیم علیہ السلام سے تو نے پوچھا تھا کوئی حاجت ہو تو

فرمائیں آج میں تم سے پوچھتا ہوں تمہاری کوئی حاجت ہو تو بیان کرو حضرات مکرم آپ کو اللہ تعالیٰ
نے ایسا ذوق دیا ہے اور کامل ایمان دیا ہے ایسی بات سنتے ہیں بے اختیار نعرے لگاتے ہیں سبحان
اللہ کے ڈونگرے برساتے ہیں لیکن میرا عجیب حال ہے میں درمیان میں پھنس جاتا ہوں شکوک و
شبہات کے بھنور میں گھر جاتا ہوں مکڑیاں ذہن میں جالے بننے لگتی ہیں اگر مگر کے پھیر میں رہتا
ہوں میرے ذہن میں سوال پیدا ہوا خلش پیدا ہوئی کہ جبرئیلؑ نے ایک دفعہ اپنی خدمات پیش کیں
تھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہ خدمت قبول بھی نہیں کی لیکن میرے آقا ﷺ وہ احسان تو
اتار رہے ہیں لیکن روز جو جبرئیلؑ خدمت کرتے ہیں اللہ کی طرف سے وحی لاتے ہیں احکام لاتے
ہیں پیغام لاتے ہیں اس احسان کا کہیں ذکر نہیں ایک دفعہ پوچھ لیا حضرت ابراہیمؑ سے کہ کوئی حکم ہے
تو فرمائیے انہوں نے حکم دیا بھی نہیں کوئی خدمت کی بھی نہیں وہ احسان تو میرے آقا ﷺ اتار
رہے ہیں اور روز تو جبرئیلؑ وحی لے کر آرہے ہیں پیغام پہنچاتے ہیں احکام پہنچاتے ہیں اس خدمت
کا آقا کریم ﷺ کہیں ذکر نہیں کرتے جب میں نے اس پر غور کیا تو جو جواب مجھے ملا وہ میں آپ
کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اس کا جواب تو حضرت ابراہیمؑ نے خود عطا فرما دیا حضرت ابراہیمؑ
گویا یہ فرما رہے ہیں ارے جبرئیلؑ میں جانتا ہوں کہ انبیاءؑ پر جب کوئی مشکل وقت آئے تو رب
کائنات تیری ڈیوٹی لگاتا ہے آخر حضرت اسماعیلؑ کے گلے پہ چھری تھی تو اس وقت بھی تو حضرت
جبرئیلؑ کو اللہ نے بھیجا تھا ناں حضرت یوسف علیہ السلام کو جب کنویں میں پھینکا گیا تب بھی تو
حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تھے ناں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی تو یہ سمجھ سکتے تھے کہ اس
وقت جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کہہ رہے ہیں کوئی حکم ہو تو فرمائیے تو اللہ نے ان کو میری جان
بچانے کیلئے بھیجا ہے اور نمرود سے جان چھڑانے کیلئے بھیجا ہے لیکن نہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام فرما
رہے ہیں۔ اے جبرئیلؑ اگر اللہ نے تیری ڈیوٹی لگائی ہے تو وحی لے کر آتا ہے یہ نہ سمجھنا کہ تیرا کوئی
احسان ہے ہمارے اوپر اگر وحی نہیں لائے گا ہمیں پتہ کیسے چلے گا ہم نبیوں علیہم السلام کو پتہ ہوتا ہے
کہ کون سی بات رب نے کہلوائی ہے اور کون سی بات تو اپنی طرف سے کہتا ہے ارے اگر یہ جان

بچانے کا پیغام میرے رب کی طرف سے ہوتا تو ابراہیمؑ کون تھا انکار کرنے والا ارے نہیں نہیں ہمیں پتہ ہے کون سی بات رب نے کہلوائی ہے اور کون سی بات تو اپنی طرف سے کہتا ہے یہ جان بچانے کی بات اگر تو اپنی طرف سے کہتا ہے تو میری تجھ سے کوئی حاجت نہیں۔

میرے آقا کریم ﷺ پوچھتے ہیں جبرئیلؑ کوئی حاجت ہو تو بیان کرو جبرئیلؑ نے کہا سرکار ﷺ آپ بھی کمال کرتے ہیں مجھ سے حاجت پوچھ رہے ہیں میری کیا حاجت ہو سکتی ہے میں کوئی بیمار شمار تو رہتا نہیں کہ صحت کی درخواست کروں۔ میں نے کوئی ہیوی لون (Heavy Loans) بھی تو نہیں لیئے ہوئے کہ رائٹ آف (Right Off) کرنے کی اپلیکیشنس (Applications) پیش کروں۔ مجھے کوئی طاقت و اقتدار نہیں چاہیے۔ حکومت و اختیار نہیں چاہیے۔ آقا ﷺ مجھے تو وردی میں رہ کر صدارت کا بھی شوق نہیں ہے۔ سرکار ﷺ مجھے کوئی (میڈیا کوریج) (Media Coverage) بھی نہیں چاہیے۔ مجھے کیا چاہیے مجھے اللہ نے فرشتوں کا سردار بنایا ہے۔ بیت المعمور کی خطابت مجھے سونپی ہے۔ مجھے اللہ نے ملائکہ کا سردار بنایا ہے۔ مجھے کیا چاہیے جبرئیل علیہ السلام نے یہ نہیں کہا جبرئیل علیہ السلام نے کہا آقا ﷺ میری بھی ایک حاجت ہے وہ کیا ہے آقا ﷺ میری حاجت یہ ہے کہ کل جب قیامت کا دن ہو اور محشر برپا ہو آپ کی امت کو پل صراط سے گزرنا ہو تو آقا ﷺ رب سے اجازت دلوا دیجئے کہ جب پل صراط سے آپ ﷺ کی امت گزرنے لگے تو میں پل صراط پہ اپنے پر بچھا دوں کہ آپ ﷺ کی امت سہولت اور آرام سے گزر جائے۔

حضرات مکرم پھر وہی بات ہے آپ کا ذوق ہے آپ کا ایمان ہے آپ کی محبت ہے آپ کی الفت ہے آپ کی چاہت ہے آپ کی وارفتگی اور دیوانگی ہے آپ کا والہانہ پن ہے جب ایسی بات ہوتی ہے تو نعروں کے سوتے پھوٹنے لگتے ہیں اور فضائیں گونج جاتی ہیں لیکن میں پھر اس طرح سوال و جواب میں چکرا کے رہ جاتا ہوں میں سوچنے لگتا ہوں کہ مولا جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ یہ میری حاجت ہے کہ جب آپ ﷺ کی امت گزرنے لگے پل صراط سے میں پل پہ اپنے پر بچھا دوں

مجھے اجازت دلوا دیجئے۔ یہ جبرئیل علیہ السلام کی کون سی حاجت ہے یہ تو ہماری حاجت پوری ہو رہی ہے یہ تو ہمارا مسئلہ حل ہو رہا ہے۔ یہ تو ہماری مشکل آسان ہو رہی ہے یہ جبرئیلؑ کی کون سی حاجت ہے اگر اسے جبرئیل علیہ السلام نے اپنی حاجت کہا ہے تو یہ ان کی عاجزی ہوگی ان کا انکسار ہوگا، یہ گفتگو کے ایٹی کیٹس (Etiquettes) کہہ لیجئے بات کرنے کا سلیقہ اور طریقہ کہہ لیجئے کہ آقا ﷺ نے پوچھا جبرئیل علیہ السلام کوئی حاجت ہو تو بیان کرو اب انہیں انکار کرنا اچھا نہیں لگ رہا تھا تو انہوں نے اس طرح حاجت بیان کر دی ورنہ یہ کوئی جبرئیل علیہ السلام کی حاجت تو نہیں لگتی یہ تو ہماری حاجت پوری ہو رہی ہے۔

حضرات مکرم جو جواب مجھے ملا وہ میں آپ کی خدمت اقدس میں پیش کروں اور اجازت کا خواستگار ہو جاؤں دراصل جبرئیل علیہ السلام کہہ رہے ہیں کہ آقا بے شک مجھے زمین جائیداد نہیں چاہیے۔ مال و منال نہیں چاہیے۔ تاج و تخت نہیں چاہیے۔ سیم و زر کا انبار نہیں چاہیے۔ طاقت و اقتدار، حکومت و اختیار نہیں چاہیے۔ لیکن سرکار ﷺ رب کو راضی کرنا یہ تو میری بھی حاجت ہے ناں۔ رب کی رضا تو مجھ جبرئیل علیہ السلام کو بھی چاہیے۔ اور آقا ﷺ مجھ سے بہتر کون جانتا ہے کہ آقا ﷺ رب کو راضی کرنا ہو تو پہلے آپ ﷺ کو راضی کرنا پڑتا ہے اور سرکار ﷺ اب آپ کو راضی کروں تو کیسے کروں آپ کی رسائی تو وہاں ہے جہاں میرے بھی پر جلتے ہیں اب آپ کو کیسے راضی کروں لیکن آقا میں جانتا ہوں آپ کو اپنی امت سے بڑا پیار ہے جب آپ ﷺ نے عالم دنیا میں اظہار فرمایا۔ اس وقت بھی امت کی مغفرت کی دعا آپ ﷺ کے ہونٹوں پہ تھی سرکار ﷺ اگر میں آپ ﷺ کی امت کے کام آؤں گا تو آپ ﷺ مجھ سے راضی ہو جائیں گے آپ ﷺ راضی ہو جائیں گے تو رب راضی ہو جائے گا اور رب کو راضی کرنا یہ مجھ جبرئیل علیہ السلام کی بھی حاجت ہے۔

لطیفہ

ایک مولانا صاحب تقریر کر رہے تھے۔ جمعہ کے موقع پر اور قیامت کا، قبر کا، موت کا ذکر کر رہے تھے۔ رقت قلب کیلئے خدا کا خوف دلانے کیلئے یہ ضروری ہوتا ہے بتا رہے تھے۔ کہ قیامت کا دن اتنا کڑا دن ہوگا، ایسا سخت دن ہوگا، سورج گویا سوا نیزے پر ہوگا۔ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی ماں کو بچوں تک کی فکر نہیں ہوگی۔ ہر ایک کو پل صراط سے گزرنا ہوگا۔ اور پل صراط وہ ہے جو تلوار سے تیز، اور بال سے زیادہ باریک ہے۔ اور اس کے نیچے جہنم کی آگ ہے اس نے تفصیل سے یہ سارا نقشہ کھینچا مجمعے سے ایک صاحب کھڑے ہوئے کہنے لگے کہ مولوی صاحب آپ کی باتیں پلے نہیں پڑیں مولوی صاحب نے کہا کہ میں اپنی طرف سے تو نہیں کہہ رہا جو کچھ کہہ رہا ہوں قرآن اور حدیث کی روشنی میں کہہ رہا ہوں میری کوئی بات پلے نہیں پڑتی یہ کیا ماجرا ہے اس نے کہا مولوی صاحب ناراض نہ ہوں آپ خود سوچیں یہ آپ کا کہنا ہے کہ پل صراط ہوگا، تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک آپ خود بتائیں جو تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہو تو کیا اسے پل کہتے ہیں۔ بس سیدھا سادھا لوگوں کو بتادیجئے کہ پار جانے کا راستہ نہیں ہوگا

یارو اس صاحب نے غلط نہیں کہا بلکہ اس نے بالکل سچ کہا حق کہا درست کہا واقعی جو کافر ہوں گے جو مشرک ہوگے جو منافق ہونگے جو میرے آقا ﷺ کے گستاخ ہونگے ان کیلئے آگے جانے کا راستہ نہیں ہوگا وہاں قدم رکھیں گے کٹ کٹ کے جہنم میں گرتے جائیں گے لیکن

یارو تمہیں کیا فکر ہے تم تو میرے آقا کریم ﷺ کے غلام ہوناں۔ مسلمان ہوناں۔ یا رسول اللہ ﷺ کے نعرے لگانے والے ہوناں۔ سرکار کی غلامی پر فخر کرنے والے ہوناں۔ تمہارے لیے پار جانے کا صرف راستہ ہی نہیں ہوگا بلکہ جبریل علیہ السلام پر بچھائے بیٹھے ہوئے ہوں گے۔ لیکن

یارو یہاں ایک بات اور بھی سمجھنے کی ہے جبریل نے یہ نہیں کہا کہ آقا ﷺ جب اذکیا اصفیاء گزرنے لگیں گے، جب نیک وکار گزرنے لگیں گے، جب انعام یافتہ گزرنے لگیں گے تو اس وقت مجھے پر بچھانے کی اجازت جب آئمہ، مجتہدین گزریں گے تو اس وقت مجھے پر بچھانے کی اجازت مل جائے، جبریل علیہ السلام نے یہ نہیں کہا بلکہ عرض کیا آقا کریم ﷺ جب آپ کی امت گزرے

پتہ یہ چلا پل پر جو راستہ ملنا ہے۔ وہ آقا کریم ﷺ کے امتی اور غلام ہونے کے صدقے ملنا ہے۔

یارو جس کے صدقے میں وہاں پل صراط پر راستہ ملنا ہے آج اس نسبت کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ ایسا نہ ہو جب پل صراط کی طرف چلیں۔ تو فرشتے پوچھیں کہاں جا رہے ہوں میاں منہ اٹھائے ہوئے آپ کہیں کہ میں بھی آقا کریم ﷺ کا امتی ہوں۔ وہ پوچھیں نہ شکل سے امتی نظر آتے ہوں نہ عمل سے امتی نظر آتے ہو، تم مصطفیٰ کریم ﷺ کے کیسے امتی ہو۔

یارو ان نسبتوں کو آج مضبوط کرنے کی ضرورت ہے تاکہ کل آنے پر ہمیں کوئی دلیل دینے کی ضرورت نہ پڑے کوئی ثبوت پیش کرنے کی حاجت نہ ہو بلکہ فرشتے دیکھیں اور وہ خود کہیں۔ کہ یہ آقا ﷺ کا امتی ہے ہمیں نہ بتانا پڑے فرشتے خود کہیں۔ کہ یہ آقا ﷺ کا امتی ہے۔ ہمیں آج ایسی نسبت کی ضرورت ہے۔

حضرت مکرم قیامت کا دن ہوگا محشر برپا ہوگا، ہر ایک کے ہاتھ میں نامہ اعمال تھمایا جائے گا۔ پھر جواب طلبی ہوگی۔ پوچھا جائے گا، ہاں بھئی تو نے رب کی فرمانبرداری کی یا نہیں کی یہ گناہ کیا تو کیوں کیا، یہ راستہ کیوں اختیار کیا رب کے احکام کی تعمیل کیوں نہیں کی۔

بہانہ نہیں چلے گا

اچھا کچھ لوگ ہونگے بہانہ سازی کی کوشش کریں گے، مولا ہم اتنے غریب تھے، نادار تھے، قلاش تھے، مفلس تھے دو وقت کی روٹی کے چکر میں رہتے تھے تو مولا کسی طرح فرصت نہیں ملتی تھی کہ تیری عبادت کریں۔ تیری بارگاہ میں جھکیں۔ ذرا فراغت ہوتی ذرا تھوڑی سی فرصت ہوتی، ذرا خوشحالی ہوتی، ہم بھی تیری بارگاہ میں جھکتے تو ایسے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جلوہ گری ہوگی اور اللہ فرمائے گا تو بہت غریب تھا، تو میرے اس بندے سے بھی زیادہ غریب تھا نہ سر چھپانے کو چھت تھی نہ کھانے کو روٹی تھی نہ تن ڈھانپنے کو کپڑا تھا۔ یہ میرا بندہ درختوں کے پتوں سے اپنا تن ڈھانپتا تھا۔ غربت کے باعث ازدواجی زندگی گزارنے کی نوبت بھی انہیں میسر نہ تھی ارے کچھ بھی میسر نہیں

تھا۔ دنیا کے نام پر تو اس سے بھی زیادہ غریب تھا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غربت اسے مجھ سے دور نہیں کر سکی تو، تو کیسے بہانہ بناتا ہے چل جہنم میں، جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔

2-اچھا کچھ لوگ ہوں گے الٹا بہانہ بنائیں گے مولا تو نے اتنا مال دے دیا اتنی عیش اتنا آرام دے دیا مولا سیم و زر کے انبار لگا دیئے تو نے مولا تھوڑی سی تنگی ہوتی کچھ مانگنے کی ضرورت پیش آتی تو تیری بارگاہ میں سر جھکانے کا خیال بھی آتا مولا تو پھر میرا کیا قصور کوئی یوں بہانہ بنائے گا تو ایسے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی جلوہ گری ہوگی تیرے پاس بڑی دنیا تھی۔ میرے اس بندے سے زیادہ دنیا تھی جن بھی جن کی خدمت کے واسطے معمور رہتے تھے۔ پرندے جس کے لیے خبریں لایا کرتے تھے۔ ہوائیں جس کے اشارے پہ چلتی تھیں۔ خزانے جس کی دسترس میں تھے اس سے زیادہ دنیا تھی تیرے پاس اتنی دنیا اسے میری یاد سے غافل نہ کر سکی تو کیسے بہانہ بنا رہا ہے۔

3-اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو کہیں گے بہانے بنانے کا فائدہ نہیں چپ کر کے انکار کر دو مکر جائیں گے مولا میں نے یہ کام کیا ہی نہیں مولا یہ گناہ میں نے نہیں کیئے یہ ایسے ہی اعمال نامہ میں لکھا ہوا ہے مولا فرشتوں سے کوئی بھول چوک ہو گئی ہوگی۔ ورنہ ہمارا اس سے کوئی زمین کا جھگڑا تھا ہی نہیں انہوں نے کوئی غلط انٹری کر دی نامہ اعمال میں میرا کیا قصور ہے۔ پھر کیا ہوگا۔

یارو پھر ہماری زبان پر مہر لگا دی جائے گی اور ہمارے جسم کے اعضاء کو زبان ملے گی یہ ہاتھ گواہی دیں گے مولا نامہ اعمال میں سچ لکھا ہے یہ ظلم یہ جرم اس نے ہمارے ذریعے سے کیے۔ ٹانگیں بھی گواہی دیں گی مولا یہ گناہ کرنے کیلئے ہمارے ساتھ چل کر گیا تھا آنکھیں بھی گواہی دیں گی مولا یہ بے حیائی کے مناظر ہمارے ذریعے سے دیکھا کرتا تھا۔

یارو ذرا سوچو کیسا کڑا وقت ہوگا کیسا سخت آزمائش کا وقت ہوگا۔ ہمارے اپنے ہاتھ پاؤں ہمارے خلاف گواہی دے رہے ہونگے آج دنیا میں کوئی صاحبان اقتدار ہوں، وڈیرے ہوں، اگر کوئی ان کے ظلم و جبر کے خلاف کمر ہمت کس لے اور ارادہ کر لے کہ میں نے ضرور گواہی عدالت میں دینی ہے۔ مزا چکھانا ہے۔ یہاں تو اسے خرید لیا جائے گا یا ذرہ دھمکا کے چپ کروا دیا جائے گا۔ اور کوئی

حربہ نہ چلا تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اس کو ٹھکانے لگا دیا جائے گا۔ دنیا میں اس طرح چلتا ہے۔

یارو کبھی موقع ملے تو ان کو کہنا یہاں پر تو تم اپنے ظلم کی نشانیاں مٹا دیتے ہو۔ اپنے خلاف گواہوں کو دبا دیتے ہو۔ لیکن اس وقت کیا کرو گے۔ جب تمہارے اپنے ہاتھ پاؤں تمہارے خلاف گواہی دے رہے ہونگے ان کی زبان کیسے بند کرو گے۔

یارو وہ وقت اگر یاد ہو تو اپنے حق میں کوئی گواہ تیار کر لو کہ کل قیامت میں ہاتھ گواہی دیں۔ مولا تیرے احکام کی تعمیل ہمارے ذریعے کرتا تھا غریبوں، مزدوروں کی مدد ہمارے ذریعے کرتا تھا ٹانگیں بھی گواہی دیں، مولا صراط مستقیم کی طرف راہ ہدایت کیلئے ہمارے ذریعے سے چلتا تھا۔ مسجد کا رخ ہم پر چل کے کیا کرتا تھا اور آنکھیں بھی گواہی دیں قرآن کے اوراق اور حروف کی زیارت اور تلاوت ہم سے کرتا تھا، اور حرمین شریفین کی تڑپ میں ہمیں نم رکھتا تھا۔

یارو صرف ذوق کے حوالے سے جملہ کہوں کبھی سوچنا بروز قیامت ہمارے انگوٹھوں نے یہ گواہی دے دی کہ مولا جب تیرے محبوب کا نام آتا تھا تو یہ ہمیں چوم لیتا تھا اور آنکھوں سے لگاتا تھا تو دل سے پوچھو اس گواہی کا فائدہ ہوگا یا نقصان۔

آج ہمیں ان نسبتوں کی ضرورت ہے۔ آج ہمیں ایسے گواہوں کی ضرورت ہے باری تعالیٰ نسبت مصطفیٰ ﷺ مضبوط کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان گواہوں سے روابط رکھنے کی توفیق عطا فرمائے جن نسبتوں نے روز محشر ہماری نجات کا ذریعہ بننا ہے آج ان نسبتوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

انداز محبت

حضرات مکرم میں آپ کے صبر و حوصلے کا زیادہ امتحان نہیں لینا چاہتا جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی اس کے پیش نظر چند گزارشات عرض سماعت کروں پھر آپ سے اجازت رخصت طلب کروں قرآن کا انداز محبت دیکھئے **فلا وربك** اے محبوب ﷺ تیرے رب کی قسم مولا تو رب تو

تمام جہانوں کا ہے تمام کائنات کا رب ہے زمین و آسمان کا رب ہے چاند سورج کا رب ہے جمادات، نباتات، حیوانات کا رب ہے یہ تمام کائنات تیری ربوبیت کا کرشمہ ہے لیکن تو فرماتا ہے محبوب ﷺ تیرے رب کی قسم تمام کائنات کو چھوڑ کر زمین و آسمان کو چھوڑ کر تو اپنی تمام ربوبیت کو متوجہ کر رہا ہے اپنے محبوب ﷺ کی طرف یہ ماجرہ کیا ہے رب کائنات نے گویا یہ فرمایا **لولاک لما خلقت الدنیا ۔ لولاک لما خلقت الافلاق ۔ لولاک لما اظہرت الربوبیة** اے محبوب ﷺ اگر تو نہ ہوتا یہ ارض وسماء نہ ہوتے یہ شمس وقمر نہ ہوتے یہ دشت وجبل نہ ہوتے یہ کوہ ودمن نہ ہوتے یہ برگ وشجر نہ ہوتے یہ قطرہ اور دریا نہ ہوتے یہ ذرہ اور صحرا نہ ہوتے یہ مظاہر کائنات نہ ہوتے یہ مناظر فطرت نہ ہوتے اے محبوب ﷺ اگر ہوائیں چلتی ہیں تو تیرے لیئے پھول کھلتے ہیں تو تیرے لیئے اور شاخیں ثمر بار ہوتی ہیں تو تیرے لیئے اور اگر سیپ کی کوکھ میں گوہر آبدار ہے تو تیرے لیئے اور گلوں میں رنگ ہے تو تیرے لیئے اور رنگوں میں دلکشی ہے تو تیرے لیئے اور حسن میں ادا ہے تو تیرے لیئے اور ادا میں بانک پن ہے تو تیرے لیئے یہ بساط ہستی بچھائی تو تیرے لیئے یہ نگار خانہ قدرت سجایا تو تیرے لیئے تمام کائنات تیرے لیئے اور تو میرے لیئے اے محبوب ﷺ تو نہ ہوتا میں کائنات میں کسی کا رب نہ ہوتا۔

مقصد تخلیق انسانیت

یارو اگر آپ غور فرمائیں تو ایک مشکل سوال کا جواب دیتا چلوں ایک بار دوران تقریر مجھ سے ایک صاحب نے سوال کیا کہ کاظمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ یہ بتائیں اللہ تعالیٰ نے دنیا اچھائی کیلیے بنائی یا برائی کیلیے بنائی ممکن ہے آپ کہیں گے کہ اچھائی کیلیے بنائی ہے۔ ذرا اپنے گرد و پیش نظر ڈالیئے آس پاس دیکھئے دنیا کا جائزہ لیجئے اور بتایئے کہ اچھائی زیادہ ہے یا برائی زیادہ ہے اس دنیا میں برائی زیادہ ہے اچھائی کم ہے کافر زیادہ ہیں اور مؤمن کم ہیں اور مؤمنوں میں بھی دیکھو تو متقی پرہیزگار و پارسا کم ہیں خطا کار گنہگار زیادہ ہیں پتہ چلا دنیا میں اچھائی کم اور برائی زیادہ ہے دنیا تو

بنائی اللہ نے اچھائی کیلیے اچھائی کم ہوگئی برائی زیادہ ہوگئی تو دنیا بنانے کا مقصد تو پورا نہ ہوا اور اگر کوئی چیز اپنے مقصد تخلیق کو پورا نہ کرے جس مقصد کیلیے وہ چیز بنائی گئی ہے اگر وہ پورا نہ کرے تو الزام آتا ہے بنانے والے پر قلم بنایا تھا لکھنے کیلیے قلم نہیں لکھتا تو قلم کا کیا قصور ہے قصور ہوگا تو بنانے والے کا ہوگا جس نے کوئی ایسا نقص چھوڑ دیا ایسی خامی چھوڑ دی کہ اب وہ قلم نہیں لکھتا کپڑا بُنا تھا ستر پوشی کیلیے اگر کپڑا اتنا باریک ہو کہ اس سے بدن نہ چھپے تو کپڑے کا قصور کیا ہے قصور ہوگا تو بُننے والے کا ہوگا تو جب کوئی چیز اپنے مقصد تخلیق کو پورا نہ کرے تو الزام آتا ہے بنانے والے پر دنیا تو بنائی اللہ نے بنائی اچھائی کیلیے اچھائی کم ہوگئی برائی زیادہ ہوگئی تو مقصد تخلیق کائنات تو پھر پورا نہ ہوا؟

جواب حضرات مکرم سوال تو بڑا مشکل ہے میں عرض کروں گا ظاہر ہے اللہ نے یہ دنیا اچھائی کیلیے بنائی ہے رب کائنات تو کوئی کام برائی کیلیے کرتا ہی نہیں بلکہ برائی کو اس کی ذات سے نسبت دینا بھی جائز نہیں دیکھیں آپ بے شک لاہور جیسے شہر میں رہتے ہیں لیکن اتنے بے خبر تو نہیں ہونگے کہ آج کل گندم کی کٹائی کا موسم ہے اچھا لاہور کے حوالے سے یہ اس قسم کی باتیں زیادہ سامنے نہیں آتیں کراچی کے بارے میں ذرا بات مشکل ہو جاتی ہے ایک دفعہ ہمارے کچھ عزیز کراچی سے آئے اور ان کے بچے کہنے لگے انکل (Uncle) ہم نے کماد کے شوگر کین (Sugercane) کے کھیت دیکھنے ہیں میں نے کہا کیوں بیٹے اس میں کیا خصوصیت ہے کہنے لگے دراصل ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہاں کے لوگ کھیتوں میں کتنی چینی ڈالتے ہیں گنوں کو میٹھا کرنے کیلیے تو اب یہ باتیں کراچی کے حوالے سے ہیں لیکن یہاں لاہور کے رہنے والے تو الحمد للہ آپ سب جانتے ہیں کہ ہم گندم اگاتے ہیں کھیت لہلہاتے ہیں فصل پکتی ہے پھر فصل کو کاٹتے ہیں اسے تھریشر میں ڈالتے ہیں اور تھریشر بھی عجیب سمجھدار قسم کی مشین ہے وہ پہچانتی ہے کہ یہ بھوسہ ہے یہ دانے ہیں دانے علیحدہ نکال دیتی ہے بھوسہ علیحدہ نکال دیتی ہے ایک طرف دانوں کا ڈھیر ہوتا ہے دوسری طرف بھوسے کا ڈھیر ہوتا ہے کچھ اندازہ ہے آپ کو کہ کون سا ڈھیر بڑا ہے ظاہر ہے بھوسے کا ڈھیر بڑا ہوتا ہے یارو گندم تو اگائی تھی دانوں کیلیے اب دانے تھوڑے ہوگئے بھوسہ زیادہ ہوگیا تو آئندہ پھر گندم تو نہیں اگانی

چاہیے آپ لاہور شہر سے گئے کسی دیہات میں مہمان بنے رات کو وہاں ٹھہرے آپ کے دیہاتی دوست نے سوچا کہ شہر سے مہمان آیا ہے تو صبح ناشتے میں تازہ مکھن پیش نہ کریں تو مزہ نہیں آئے گا اس نے رات کو دہی جمایا کہ صبح ناشتے میں مہمان کو مکھن پیش کرنا ہے صبح ہوئی دہی کو بلو یا دھی کو رڑکا مکھن نکل آیا مکھن تو تھوڑا سا نکلا اور لسی سے ساری چاٹی بھر گئی دہی جمایا تھا مکھن کے لیئے مکھن تھوڑا نکلا لسی زیادہ ہوگئی تو پھر آئندہ دہی بھی نہیں جمانا چاہیے لیکن لوگ بھی بڑے ضدی ہیں روز دہی جما لیتے ہیں ہر سال گندم اگا لیتے ہیں نہیں بھائی بات ضد کی نہیں ہے بات دراصل یہ ہے کہ کبھی کبھار مقصد کو مقدار کے ذریعے نہیں ناپتے بلکہ معیار کے ذریعے ناپتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ چیز کتنی ہے۔ یہ دیکھتے ہیں چیز کیسی ہے حضرات محترم اگرچہ گندم کا ڈھیر چھوٹا ہے لیکن اگر کھانے کے لائق ہے پیٹ بھرا جا سکتا ہے غذائی ضرورت پوری کرتا ہے تو مقصد پورا ہو گیا لیکن اگر وہ بھوسے سے دگنا ڈھیر ہو مگر گھن لگا ہو کھانے کے لائق نہ ہو گا سڑا ہوا ہو تو مقصد پورا نہیں ہوا اگرچہ مکھن تھوڑا ہے لیکن خوش ذائقہ ہے لذیذ ہے مزیدار ہے مہمان کے سامنے رکھا جا سکتا ہے تو مقصد پورا ہو گیا اگر مکھن بہت ہو مگر بدبودار ہو زبان پہ رکھنے کے لائق نہ ہو مقصد پورا نہیں ہوا کبھی کبھار مقصد کو مقدار کے ذریعے نہیں ناپتے بلکہ معیار کے ذریعے ناپتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ چیز کتنی ہے یہ دیکھتے ہیں کہ چیز کیسی ہے۔رب کائنات نے گویا یہ فرمایا۔

اے میرے محبوب ﷺ یہ دنیا میں نے اپنے لیئے تو نہیں بنائی اگر ندیوں کی گنگناہٹ ہے تو تیرے لیئے۔ اگر جھرنوں کا ترنم ہے تو تیرے لیئے۔ اگر دریاؤں میں روانی ہے تو تیرے لیئے۔ اگر سمندروں میں تلاطم ہے تو تیرے لیئے۔ اگر یہ فلک بوس پہاڑ ہیں تو تیرے لیئے۔ آسمان پر کہکشاں کی محفل سجی ہے تو تیرے لیئے۔ اور فرش زمین پر سبزہ بچھا ہے تو تیرے لیئے۔ یہ تمام کائنات تیرے لیئے۔ اور تو میرے لیئے۔ اب کوئی میرے نام کا کلمہ پڑھے نہ پڑھے۔ میری بارگاہ میں جھکے نہ جھکے ۔ مجھے سجدہ کرے نہ کرے۔ جب تو نے میری بارگاہ میں ایک سجدہ کر دیا کائنات بنانے کا مقصد پورا ہو گیا۔ وہ اس لیئے کہ کبھی کبھار مقصد کو مقدار کے ذریعے نہیں ناپتے معیار کے ذریعے ناپتے ہیں۔

اے محبوب ﷺ یہ تمام انسانیت کے سجدے ایک طرف۔ یہ تمام فرشتوں کی حمد و تسبیح ایک طرف ۔ یہ تمام مخلوقات کی عبادت و ریاضت ایک طرف۔ اور تیرا ایک سجدہ ایک طرف۔ یہ تمام کائنات مل کر تیرے ایک سجدے کے معیار کو نہیں پہنچ سکتی۔ اس لیئے کہ جب تیرا حسین سراپا میری بارگاہ میں ایک دفعہ جھک گیا تو کائنات بنانے کا مقصد پورا ہو گیا۔

حضرات مکرم **فلا وربک** اللہ فرماتا ہے محبوب ﷺ تیرے رب کی قسم اچھا ذرا اس کو ایک مختلف زاویئے سے بھی بیان کرنے کی جسارت کروں جب ہم سکول و کالج میں پڑھا کرتے تھے ہمارے اساتذہ ہمیں (Letters) کا خط و کتابت کا طریقہ سکھاتے تھے سکول و کالج سے جن بچوں کا رشتہ ناطہ ہے وہ بہت اچھی طرح جانتے ہیں خط کیسے شروع کرنا ہے کہاں قومہ کہاں فل سٹاپ، کہاں کیپیٹل لیٹرز، کہاں سمال لیٹرز یہ تمام ڈیلی کیشنز (Delegation) یہ تمام نزاکتیں ہمارے اساتذہ ہمیں بتایا کرتے تھے اور بتاتے تھے کہ جو خط کا (End) ہے وہ بھی بڑا اہم ہوتا ہے دیکھا جاتا ہے کس کو خط لکھ رہے ہو کوئی اجنبی ہے یا رسمی شناسائی ہے تو خط بھی اسی رسمی انداز میں ختم کرنا چاہیے۔

یورز ٹرولی (Yours Truely) یورز سنسرلی (Your Sincerely) آپ کا نیاز مند آپ کا مخلص یہ ایک رسمی انداز ہے لیکن اگر کوئی پیارا ہو۔ کوئی لاڈلہ ہو۔ کوئی چہیتا ہو۔ کوئی عزیز ہو۔ کوئی محبوب ہو۔ اسے خط لکھو تو آخر میں لکھو یورز لولی (Yours Lovely) تمہارا پیارا لیکن اگر کسی ایسی ہستی کو خط لکھو جس سے زیادہ کائنات میں کوئی عزیز نہ ہو، کوئی حسین نہ ہو پھر کیا لکھو آخر میں لکھو یورز اینڈ آنلی یورز (Yours & Only Yours) تمہارا اور صرف تمہارا۔ اے محبوب میں کسی کا عزیز بھی ہوں۔ رشتہ دار بھی ہوں۔ کاروباری شریک بھی ہوں۔ پڑوسی اور ہمسایہ بھی ہوں۔ لیکن اے محبوب جو تیرا میرا رشتہ ہے ناں۔ اس کے مقابلے میں باقی سارے رشتے ہیچ ہیں۔ اگر میں تیرا ہوں تو سب کا ہوں اور اگر تیرا نہیں تو کسی کا بھی نہیں اللہ بھی فرماتا ہے **فلا وربک** اے محبوب ﷺ تیرے رب کی قسم اگر میں تیرا رب ہوں تو تمام کائنات کا رب ہوں اور اگر تیرا نہیں تو کسی کا بھی نہیں ہوں۔

﴿ وآخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر 4

سرکارِ دوعالم ﷺ

اوّل بھی آخر بھی

دھنک

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتو كل عليه و نعوذ با الله من شر ور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادى له ونشهدان لااله الاالله وحده لاشريك لـه و نشهد ان سيدنا ونبينا وحبيبنا و كريمنا و رؤفنا ورحيمنا و مولنا وملجنا وما ونا محمدًا عبده ورسوله امابعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم لقد جاء كم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم باالمؤمنين رؤف رحيم صدق الله مولانا العلى العظيم وصدق رسوله النبى الكريم الامين ونحن على ذالك لمن الشاهد ين والشا كرين والحمدلله رب العلمين۔

واجب التعظیم لائق صد تحریم ذی وقار وذی احتشام علماء ومشائخ اہل سنت ثناء خوانان مصطفیٰ ﷺ مہمانان گرامی مکرم ومعزز حاضرین محفل میں اپنے پیارے دوست اوراپنے مہربان ساتھی محترم اللہ بخش صاحب کا شکر گزارہوں کہ انہوں نے ایک بار پھر اس خوبصورت اور باوقار محفل کو سجا کر اور اس میں مجھے بلا کر آپ دوستوں سے ملاقات کا ایک بہانہ پیدا کر دیا اللہ تعالیٰ اس محفل کے انوار وتجلیات سے ہمارے قلوب واذہان کو روشن فرمائے۔

حضرات مکرم یہ محفل نعت ہے یہاں پر خوش الحانی ہے خوش آوازی ہے ترنم ریزی ہے تغزل آفرینی ہے حرف وصوت کا آہنگ ہے۔ مجھے چونکہ نثر کی صورت میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عقیدتوں کا خراج پیش کرنا ہے شاعر گویا کہتا ہے کہ

کہ روک رکھنا تھا ابھی اور یہ آواز کارس
بیچ لینا تھا یہ سودا ذرا مہنگا کر کے

عموماً یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جس چیز کی مانگ ہوتی ہے پھر اسے سٹور (Store) کر لیا جاتا ہے

اسے روک لیا جاتا ہے پھر اس کی بلیک مارکیٹنگ (Black Marketing) شروع ہو جاتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں آقا کریم ﷺ کی ثناء خوانی کی برکت دیکھئے کوئی آواز کتنی ہی رسیلی کیوں نہ ہو کتنی ہی مدھ بھری کیوں نہ ہو لیکن کوئی بھی اسے روکتا نہیں ہے روز محفلیں سج رہی ہیں ہر روز یہ زمزمے بہہ رہے ہیں اور ثناء خوانان مصطفیٰ ﷺ آقا کریم ﷺ کی بارگاہ میں عقیدتوں کے محبتوں کے ترانے الاپ رہے ہیں اور الفت وچاہت کا اظہار کر رہے ہیں یہ یقیناً اس حسن جہاں آرا ﷺ کی بارگاہ میں عقیدت ومحبت کا ایسا خراج ہے جس کی نظیر اور مثال تاریخ انسانیت میں اور کہیں نہیں ملتی

حضرات محترم میں بہت زیادہ لمبی گفتگو کر کے ثناء خوانوں کا صبر نہیں سمیٹنا چاہتا ذرا مختصری گفتگو کروں تا کہ کچھ کہنے اور سننے کا لطف رہے آپ کی آنکھیں اگر کھلی رہیں اور چہرے کھلے رہے تو کچھ کہنے اور سننے کا لطف رہے گا۔

حضرات مکرم میں نے سورہ توبہ کی آخری دو آیات آپ کے سامنے تلاوت کیں **لقد جاء کم رسول من انفسکم** رب کائنات گویا یہ فرماتا ہے کہ وہ رسول معظم ﷺ تم میں آرہا ہے جو تم میں سے ہے یارو ہمارا طریقہ یہ ہے ہمارا وطیرہ یہ ہے اگر کوئی صاحب حیثیت کوئی صاحب اقتدار کوئی صاحب اختیار اگر ہمارے عزیزوں میں برادری میں دوستوں میں ہو تو اس سے تعلق کا اظہار کرنے کا ہم بہانہ تلاش کر لیتے ہیں۔ اور اگر کوئی غریب نادار مفلس قلاش، کنگال، قریبی عزیز ہو تو اس سے تعلق کا اظہار ہمیں گوارا نہیں ہوتا تو یارو ہم اسی سے تعلق کا اظہار کرتے ہیں جس کی کوئی حیثیت ہو مولا ہمارا طریقہ یہ ہے کہ جس سے تعلق کا ذکر ہمارے لیئے باعث فخر ہو اسی سے ہم تعلق کا اظہار کرتے ہیں لیکن پروردگار تو قرآن میں کئی مقامات پر ارشاد فرماتا ہے کہ تیرا محبوب ﷺ ہم میں سے ہے تو مولا ہم سے تعلق رکھنا کیا کوئی عظیم الشان بات ہے کیا کوئی قابل ذکر بات ہے کیا کوئی اتنی بڑی اور باعث فخر بات ہے کہ تو رب کائنات قرآن مجید میں بار بار ذکر فرماتا ہے حضرات مکرم میں اس بات کا جواب عرض کرنا چاہوں گا میرا تعلق ملتان سے ہے آپ میں سے اکثر دوست مجھ

سے واقف بھی ہونگے لیکن اگر میں کسی اجنبی جگہ جاؤں جہاں پر لوگ مجھ سے آشنا نہ ہوں انہوں نے مجھے تقریر اور خطاب کیلئے بلا لیا اور میں وہاں پہنچ کر ذرا ڈینگیں مارنے کی کوشش کروں ذرا شیخی بھگاروں اور ان سے کہوں کہ جی میں تو بڑا پہنچا ہوا بزرگ ہوں عابد ہوں زاہد ہوں متقی ہوں پرہیز گار ہوں، پارسا ہوں، ولی کامل ہوں عالم فاضل ہوں شیخ الحدیث والتفسیر ہوں تو لوگ بیچارے حیران پریشان ہونگے ان کی بات مانیں یا نہ مانیں لیکن ملتان جہاں میں پلا ہوں بڑھا ہوں ملتان کے لوگ مجھ سے واقف ہیں میری سیرت بھی جانتے ہیں کردار بھی جانتے ہیں عادات بھی جانتے ہیں اطوار بھی میرے خاندان کو بھی جانتے ہیں اور میرے باپ کو بھی میرا ماضی بھی جانتے ہیں میرا حال بھی اگر میں ان کے سامنے کوئی بات کروں تو وہ فوراً سمجھ جائیں گے کہ میں سچ کہہ رہا ہوں یا جھوٹ کہہ رہا ہوں درست کہہ رہا ہوں یا غلط بیانی سے کام لے رہا ہوں تو وہ تو مجھ سے واقف ہیں ناں۔

محبوب ﷺ میرا ہے

یار و رب کائنات نے بھی گویا یہ فرمایا کہ اے میرے بندو یہ محبوب ﷺ تو میرا ہے لیکن پیدا تو تمہارے درمیان ہوا ہے ناں میرا محبوب ﷺ اگر میری بارگاہ میں رہتا میری خلوت میں رہتا حجابات عظمت میں پروان چڑھتا اور ایک دن اچانک آ کر آپ سے کہتا میں اللہ کا پیغمبر ﷺ ہوں اللہ کا نبی ﷺ ہوں۔ میرے نام کا کلمہ پڑھو تمہارے لیے مشکل ہو جاتا کہ کلمہ پڑھیں نہ پڑھیں ایمان لائیں نہ لائیں لیکن اے لوگو محبوب ﷺ میرا ہے پیدا تو تمہارے درمیان ہوا ہے ناں محبوب ﷺ میرا ہے پلا بڑھا تو تمہارے درمیان ہے ناں محبوب ﷺ میرا ہے مگر زندگی کی بہاریں تو تم نے اس کی دیکھیں ہیں ناں اور اگر قرآن کی زبان میں کہوں۔

فقد لبثت فیکم عمرمن قبله افلا تعقلون

ارے اس سے پہلے زندگی تو تمہارے درمیان گزاری ہے تو کیا تمہارے پاس عقل نام کی کوئی چیز

نہیں ذرا سوچو تو سہی کہ جہاں پر لوگ بے حیائی پہ فخر کرتے ہوں وہاں حیاء کی مثال قائم کرنے والا اللہ کا نبی ﷺ ہی تو ہو سکتا ہے ناں جہاں پر خون بہانا لوگوں کا شیوہ ہو قتل و غارت گری ان کی فطرت ہو وہاں امن و آشتی کا درس دینے والا میرا رسول ﷺ ہی تو ہو سکتا ہے ناں جہاں لوگ زندہ ہی بدلہ لینے کی خاطر رہتے ہوں جہاں انتقام مقصد حیات ہو وہاں عفو و درگزر اور معافی کا درس دینے والا اللہ کا محبوب ﷺ ہی تو ہو سکتا ہے ناں تو اے لوگو پھر تم میرے محبوب ﷺ کا کلمہ کیوں نہیں پڑھتے محبوب ﷺ میرا ہے پیدا تو تمہارے درمیان ہوا ہے ناں۔

بچپن کے دوست

اسی بات کو ایک اور زاویے سے عرض کروں فرض کیجئے آپ کا کوئی بچپن کا دوست ہو اکٹھے سکول جاتے تھے واپس بھی اسکول سے ساتھ ہی آتے تھے تو وہ جو آپ کا بچپن کا دوست ہے وہ آپ سے اچھی طرح واقف ہو گا یا نہیں ہو گا اگر آپ اپنے دوست کے سامنے کیا کہتے ہیں اپنی بولی میں پھوت مارنے کی کوشش کریں تو کیا بات بنے گی نہیں تو اگر آپ خدانخواستہ بزدل ہوں کم حوصلہ ہوں کم ہمت ہوں اور اپنے بچپن کے یار کے سامنے اپنی جواں مردی اپنی شجاعت اور بہادری کی باتیں کریں کیا مانے گا خدانخواستہ آپ بخیل ہوں کنجوس ہوں مکھی چوس ہوں اور اپنے بچپن کے دوست کے سامنے اپنی فیاضی اپنی سخاوت اور اپنی دریا دلی کی بات کریں۔ کیا بات بنے گی وہ کہے گا یار کسی اور کو بیوقوف بنانا جو تمہیں نہ جانتا ہو ہم تو بچپن کے دوست ہیں ناں ہمارے سامنے ایسی گپیں لگانے کی کوشش نہ کرو

لیکن یارو کبھی سوچا آپ نے جب میرے آقا کریم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو مردوں میں سب سے پہلے کلمہ پڑھنے والے ہیں سیدنا صدیق اکبرؓ جو میرے آقا کریم ﷺ کے بچپن کے دوست ہیں بچپن کا دوست سب سے پہلے کلمہ پڑھ کے یہ بتا رہا ہے اور جتا رہا ہے کہ اے لوگو میں نے اس ہستی ﷺ کے ساتھ زندگی گزاری ہے بچپن بھی لڑکپن بھی جوانی بھی سفر بھی حجر بھی جلوت بھی

خلوت بھی لیکن اے لوگو میں نے اس ہستی میں کوئی خامی نہیں دیکھی جو مجھے اس کے نام کا کلمہ پڑھنے
سے روک سکے اور عورتوں میں سب سے پہلے کلمہ پڑھنے والی ہیں ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ
میرے آقا کریم ﷺ کی اپنی پاک بیویؓ یارو آدمی گھر میں تو ایکٹنگ (Acting) نہیں کرسکتا
اپنے گھر والوں کے سامنے تو چہروں پہ چہرے نہیں سجا سکتا اور بیویوں سے تو کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہوتا
اور اگر کوئی نئی نویلی دلہن ہو تو چلو کوئی سوچ سکتا ہے کہ ابھی دولہا کا جادو سر چڑھ کے بول رہا ہوگا ابھی
اس کے گن کھلے نہیں ہونگے حقیقت کا پتہ چلا نہیں ہوگا لیکن یارو جہاں ازدواجی زندگی کے پندرہ
سال ساتھ گزر چکے ہوں اور پھر اعلان نبوت ﷺ ہو سب سے پہلے کلمہ اپنی بیوی پڑھے تو یارو یہ
اس بات کا اعلان ہے کہ وہ کیسی پاکیزہ زندگی ہوگی وہ کیسی بے داغ زندگی ہوگی کیسی نفیس زندگی ہوگی
کہ جب اعلان نبوت ﷺ کیا ہے تو سب سے پہلے کلمہ اپنی بیوی نے پڑھا اور یارو بچوں میں سب
سے پہلے کلمہ پڑھنے والے ہیں سیدنا علی المرتضیٰؓ ہیں آپ نے کبھی غور کیا گھر کا بچہ پہلے کلمہ پڑھ رہا
ہے وہ گویا یہ بتا رہا ہے اے لوگو میں نے اسی ہستی کو گھر کے اندر بھی دیکھا ہے اور دوستوں کے درمیان
بھی دیکھا ہے مائل بہ کرم بھی دیکھا ہے شکار رنج والم بھی دیکھا ہے۔لیکن ان میں کوئی ایسا نقص
نہیں دیکھا جس سے دامن عقیدت تار تار ہو سکے اور غلاموں میں سب سے پہلے کلمہ اپنے غلام زید
بن حارثہؓ نے پڑھا ہے اپنے غلام نے ہمارا عالم یہ ہے کہ قسمت سے ایک نوکر ہمیں مل تو جائے ہم
اس کا جینا حرام کر دیتے ہیں بڑے بڑے آستانوں پہ شاید آپ نے دیکھا ہو کہ گھر کے خادموں میں
عقیدت کا رنگ اتنا گہرا نہیں ہوتا جتنا باقی مریدوں میں ہوتا ہے کیونکہ گھر کے نوکر تو گھر کے بھیدی
ہوتے ہیں لیکن یارو ذرا سوچو وہ کیسی زندگی ہوگی کہ جب اعلان نبوت کیا تو سب سے پہلے کلمہ اپنے
غلام نے پڑھا

یارو اگر اس بات کو میں ذرا مختصر لفظوں میں بیان کروں تو یوں کہہ سکتا ہوں کہ ذرا سوچو تو سہی
مردوں میں سب سے پہلے کلمہ اپنے بچپن کے دوست نے پڑھا ہے اور عورتوں میں سب سے پہلے
کلمہ اپنی بیویؓ نے پڑھا ہے اور بچوں میں سب سے پہلے کلمہ اپنے گھر کے بچے نے پڑھا ہے اور

غلاموں میں سب سے پہلے کلمہ اپنے غلام نے پڑھا ہے تو پتہ یہ چلا کہ میرے آقا کریم ﷺ کی
شان تو وہ جانتے ہیں جو میرے آقا کریم ﷺ سے قریب ہیں آج اگر کچھ لوگ میرے آقا کریم
ﷺ کی عظمت کا انکار کرتے ہیں اعتراض کرتے ہیں باتیں بناتے ہیں۔یاروان بیچاروں کا قصور
نہیں انہیں میرے آقا ﷺ کا قرب ملا ہی نہیں۔ **لقد جاء کم رسول من
انفسکم** کہ وہ رسول معظم ﷺ تم میں آرہا ہے جو تم میں سے ہے۔اب ذرا آیت کا اگلا سفر
شروع کریں۔ **عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم**
وہ رسول معظم ﷺ آرہا ہے جو تم میں سے ہے جو تمہارا بھلا چاہنے والا ہے۔تمہاری بھلائی کا بڑا
حریص ہے اگر تم کسی پریشانی میں پڑ جاؤ تو میرا محبوب ﷺ اسے اپنے دل پہ لے لیتا ہے اے
مؤمنوں وہ تمہارے لیئے رؤف ہے وہ رحیم ہے رحمتیں بانٹنے والا ہے یارو یہ سورۃ توبہ کی آخری سے
پہلی آیت ہے اب اس کے بعد آخری آیت ہے اب وہ آخری آیت جب ہوگی تو یہ دونوں آئتیں
ملی ہوئی ہیں ناں اب ذرا اس پر غور کیجئے آخری آیت کیا ہے **فان تولو فقل حسبی الله
لا اله الا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم**
اردو میں بھی بعض اوقات حروف کا مطلب ہوتا ہے جیسے (واؤ) اردو میں (اور) کا معنی دیتا ہے جیسے
بادو باراں آندھی اور بارش جور وستم جور اور ستم یہ (واؤ) کا جو لفظ ہے یہ (اور) کا مطلب دیتا ہے
عربی زبان میں اسی طرح (ف) کا بھی مطلب ہے اردو میں (ف) پڑھتے ہیں عربی میں (ف
) کہتے ہیں ۔ (فَ) کا کیا مطلب ہے ۔اگر میں اس کو اردو میں ٹرانسلیٹ
(Translate) کروں تو یوں کہوں گا (فَ) کا مطلب ہے (پس) ف کا مطلب ہے (تو)
(ف) کا مطلب ہے (پھر) پس۔تو۔پھر اچھا اتنا تو آپ بھی سمجھ رہے ہونگے کہ یہ جو حروف میں
نے بولے ہیں پس۔تو۔پھر یہ جملوں کو ملانے کے کام آتے ہیں ایک جملہ پہلے ہوگا ایک اس کے
بعد ہوگا اور یہ ان کو ملا دے گا جب تک دونوں جملے سامنے نہیں ہونگے بات سمجھ نہیں آئے گی جیسے میں
آپ سے کہوں کہ پھر میں آپ کو بتاؤں گا اب آپ حیران پریشان کہ پھر میں آپ کو بتاؤں گا اگر

کہتے ہوئے ذرا داڑھی پہ ہاتھ پھیرلوں پھر میں آپ کو بتاؤں گا مسئلہ بھی بدل جائے گا آپ حیران پریشان کہ یہ کیا مسئلہ ہے بھئی لیکن میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ جناب آپ نے جو بات مجھ سے پوچھی ہے میں ذرا کتاب دیکھ لوں پھر میں آپ کو بتاؤں گا تو پتہ چلے گا کہ میں نے کیا کہا ہے اسی طرح کوئی شخص یہ کہے کہ جب میں آپ کے پاس آؤں گا تو آپ کہیں گے پتہ نہیں یہ کیا کرے گا میرے ساتھ جب آئے گا تو اور کہا کہ جب میں آپ کے پاس آؤں گا تو آپ سے تفصیل سے بات چیت ہوگی یہ پس۔تو۔پھر یہ وہ حروف ہیں کہ ایک جملہ ان سے پہلے ایک جملہ ان کے بعد جب تک دونوں اگلے پچھلے جملے ساتھ نہ ہوں بات سمجھ میں نہیں آتی اب دیکھیے سورۃ توبہ کی آخری آیت میں نے پڑھی کیسے شروع ہو رہی ہے

فان تولو فقل حسبی الله یہ دو (ف) آ رہے ہیں درمیان میں **فان تولو** پھر آپ سے منہ پھیر لیں **فقل حسبی الله** تو آپ کہہ دیں جب دو (ف) سے یہ آیت شروع ہو رہی ہے تو یارو جب تک اس سے پچھلی آیت نہیں ساتھ ملائیں گے اس آیت کا مطلب سمجھ میں نہیں آئے گا۔ جب یہ بات آپ سمجھ گئے۔ آپ سمجھے ہیں یا نہیں بھائی میں بھینس کے آگے بین تو نہیں بجا رہا مجھے احساس ہے کہ میں سرائیکی میں آپ سے محو خطاب نہیں ہو سکتا لیکن ماشاء اللہ آپ تو اردو سمجھتے ہیں چلو ہم مقررین علماء خطباء اور واعظین تو نہیں سکھا سکتے آپ کو اردو لیکن میرا خیال ہے فلموں ڈراموں اور ٹیلی ویژن نے تو آپ کو اردو ضرور سکھا دی ہوگی۔

حضرات مکرم میں یہ عرض کر رہا تھا جب آپ یہ سمجھ گئے کہ اسی آیت کا آغاز اسی طرح سے ہو رہا ہے کہ جب تک پچھلی آیت ساتھ نہیں ملائیں گے اس کا مطلب واضح نہیں ہوگا تو اب اگر میں بار بار پچھلی آیت کو دہراؤں تو اس کا برا مت مانیے گا بعض اوقات ذہین لوگ ہوتے ہیں وہ اُکتا جاتے ہیں یار ایک ہی بات آپ بار بار ریپیٹ (Repeat) کرتے ہیں دہراتے ہیں تکرار کرتے ہیں اعادہ کرتے ہیں کیا مذاق ہے ہم ذہین آدمی ہیں سمجھدار آدمی ہیں ہم سمجھ گئے ہیں اب آگے بھی بات کیجئے لیکن مجھے یہ پچھلی آیت اس لیئے بار بار دہرانی پڑھے گی کہ دو (ف) درمیان میں ہیں جب تک

پچھلی آیت کو ساتھ نہیں ملائیں گے مسئلہ حل نہیں ہوگا یہ وضاحت اس لیئے ضروری تھی کہ اس دوسری آیت کا ایک حصہ ایک ٹکڑا یار لوگوں نے علیحدہ کر کے **فقل حسبی الله** حالانکہ یہ (ف) سے شروع ہو رہا ہے جب تک یہ پہلے نہیں ملائیں گے بات سمجھ نہیں آئے گی لیکن صرف اتنا ٹکڑا **افقل حسبی الله** اس کے اسٹیکر (Steaker) بنا لیئے اس کے اشتہار چھپا لیئے گلیوں میں کوچوں میں بازاروں میں دوکانوں میں مکانوں میں جگہ جگہ لگا دیئے اور لوگوں کو سمجھانے کی یہ کوشش کی دیکھو بھئی اللہ اپنے محبوب ﷺ سے کیا کہہ رہا ہے اے محبوب ﷺ آپ کہہ دیجئے میرے لیئے اللہ کافی ہے اللہ تو اپنے نبی ﷺ سے کہلوا رہا ہے کہہ دیجئے میرے لیئے اللہ ہی کافی ہے تو تم کس شمار و قطار میں ہو تم اللہ کو اپنے لیئے کافی کیوں نہیں سمجھتے کبھی یا رسول اللہ ﷺ کبھی یا علیؓ کبھی یا غوثؒ کبھی یا خواجہؒ کبھی یا مرشد یہ تم پکارتے رہتے ہو اس کی کیا ضرورت ہے دیکھو اللہ نے اپنے نبی ﷺ سے کہلوایا ہے کہہ دیجئے کہ میرے لیئے اللہ کافی ہے

یارو اب سیدھا سادھا مسلمان وہ کہتا ہے یار قرآن آ گیا تو مجھے تو سر جبین نیاز کو جھکانا ہے لیکن قرآن پڑھنا اور چیز ہے اور سمجھنا اور چیز ہے اب ذرا یہاں پہ سمجھ لیجئے میں زیادہ امتحان نہیں لوں گا مختصر وقت میں بات سمیٹوں گا اگر میں نے صرف قصہ گوئی شروع کی ہوتی اگر صرف شعر پڑھ رہا ہوتا تو درمیان میں کہیں بھی بات ختم کر کے آپ سے اجازت چاہ لیتا لیکن اب بات ایسی چھیڑ بیٹھا ہوں کہ اسے مکمل کرنا پڑھے گا لیکن آپ ڈریئے نہیں دھمکی نہیں دے رہا زیادہ وقت نہیں لونگا انشاء اللہ اختصار کی طرف مائل ہوں۔ حضرات محترم اب دیکھئے پچھلی آیت ملانی پڑے گی اس لیئے میں دہراتا رہوں گا رب کائنات فرماتا ہے وہ رسول معظم ﷺ تم میں آ رہا ہے جو تم میں سے ہے جو تمہارا بھلا چاہنے والا ہے جو تمہارے لیئے رؤف ہے رحیم ہے اور تجھ سے کوئی منہ پھیر لے تو اے محبوب ﷺ تو کہہ دے میرے لیئے اللہ کافی ہے اللہ نے فرمایا محبوب ﷺ تو تو رؤف الرحیم ہے تو تو بھلا چاہنے والا ہے تو تو ان کا خیر خواہ ہے لیکن تجھ سے کوئی منہ پھیر لے تو پھر تو کہہ دے میرے لیئے اللہ کافی ہے یارو یہ کن کو کہا جو میرے آقا کریم ﷺ سے منہ پھیرنے والے ہیں میرے آقا کریم

ﷺ سے جو منہ پھیرنے والے ہیں ارے اللہ نے ان کو کہلوایا کہ ان سے کہہ دے کہ تم مجھ سے منہ پھیرتے ہو لیکن میرے لیئے میرا اللہ کافی ہے یارو یہ منہ پھیرنے والوں کیلئے کہلوایا اور ہم تو آقا کریم ﷺ کی غلامی میں مرنا بھی اپنے لیئے سعادت سمجھتے ہیں ہم منہ پھیرنے والے تو نہیں ہیں تو پتہ یہ چلا کہ یہ بات ہمیں نہیں کہلوائی گئی اچھا اب یہاں پہ ذرا ایک الجھن ہے اس کو ذرا سلجھانے کی کوشش کروں یہ بات ذرا باریک ہے اگر آپ کی توجہ ادھر ادھر رہی تو یہ سب آپ کے اوپر سے گزر جائے گا کچھ پتہ نہیں چلے گا حضرات محترم ایک مثال سے سمجھئے فرض کیجئے کوئی غریب آدمی کسی امیر بندے کے پاس جائے اور کہے کہ سائیں میرے گھر میں دانے مک گئے ہیں فاقے ہو رہے ہیں آپ کو اللہ نے بہت کچھ دیا ہے آپ مہربانی کریں اور میرے ساتھ حسن سلوک کریں اس وقت وہ جو امیر آدمی ہے جو دے سکتا ہے اس کے مزاج برہم ہیں موڈ بگڑا ہوا ہے پتہ نہیں کسی سے لڑ کے بیٹھا ہے تو وہ منہ پھیر لیتا ہے جاؤ بابا معاف کرو آ جاتے ہو منہ اٹھا کے مانگنے کیلئے میرے پاس کوئی قارون کا خزانہ ہے جو لوٹاتا پھروں جاؤ کوئی اور دروازہ دیکھو منہ پھیرا کس نے جو امیر ہے جو دے سکتا ہے دینے والے نے منہ پھیرا تو لینے والا کہے اچھا بھئی آپ نہیں دیتے تو کوئی بات نہیں کوئی زبردستی کا سودا تو نہیں ہے ناں تو میرے لیئے میرا اللہ کافی ہے وہ رازق ہے وہ مالک ہے وہ کہیں ناں کہیں سے عطا فرما دے گا یہ بات سمجھ میں آنے والی ہے اس میں کوئی بے تکی بات تو نہیں صحیح بات ہے اب اس مثال کو ذرا ایک طرف رکھیئے۔

دوسری مثال

اور اب دوسری مثال سمجھئے اگر کوئی امیر آدمی دولت مند شخص صاحب ثروت وہ چلا جائے کسی غریب اور کنگال کے پاس جا کے کہے کہ بھئی تمہارے حال کا مجھے پتہ ہے تمہارے پلے کچھ ہے نہیں بھوکے مر رہے ہو تو چلو یہ تھوڑے سے پیسے ہیں ابھی رکھو کام چلاؤ آگے کا اللہ مالک ہے ایسا ہوتا تو نہیں ہے اور اگر ہو بھی سہی تو بس الیکشن کے دنوں میں ہی ہوتا ہے آگے پیچھے تو نہیں ہوتا لیکن میں بس ایک

مثال ہی دے رہا ہوں بات سمجھا رہا ہوں فرض کریں جو امیر آدمی جو دے سکتا ہے وہ چلا جائے کسی غریب کے پاس جو ضرورت مند ہے اور جا کے کہے کہ تمہارے پلے کچھ نہیں ہے تھوڑے سے پیسے رکھ لو اتفاق سے اس وقت اس غریب کی کھوپڑی گھومی ہوئی ہو پتہ نہیں اس کو کسی نے طعنے دیئے ہیں کسی نے کچھ سنایا ہے کہ اس کے مزاج برہم ہیں اس نے منہ پھیر لیا بڑی مہربانی سائیں بڑا احسان چڑھانے کیلئے آ گئے ہیں اپنے پیسے اپنے پاس رکھئے مجھے نہیں چاہیے اب کس نے منہ پھیرا غریب نے لینے والے نے اب جب لینے والے نے منہ پھیرا تو کیا دینے والا یوں کہتا اچھا لگے گا کہ اچھا جی آپ نہیں لیتے تو آپ کی مرضی چلو میرے لیئے اللہ کافی ہے یہ بے تکی بات ہے ناں اس لیئے کہ اگر دینے والا منہ پھیرے تو لینے والا کہے گا اچھا تم نہیں دیتے تو کوئی بات نہیں میرے لیئے اللہ کافی ہے وہ دے دے گا لیکن اگر لینے والا منہ پھیر دے تو دینے والا کیا کہے گا تم نہیں لیتے تو اللہ کافی ہے کیا اللہ لے لے گا یہ تکی بات ہے کہ نہیں ہے۔

اب قرآن پڑھو **عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم**

میرا محبوب ﷺ دینے والا عطا کرنے والا جھولیاں بھرنے والا خزانے لوٹانے والا رحمتیں بانٹنے والا ارے وہ تو تمہاری مرادیں پوری کرنے والا اور پھر اگر میرے محبوب ﷺ سے منہ پھیر لے وہ جو مانگتا ہے وہ جو ضرورت مند ہے وہ منہ پھیر لے تو اے محبوب ﷺ تو کہہ دے میرے لیئے اللہ کافی ہے مولا تیرا محبوب ﷺ تو دینے والا ہے دینے والا کہے میرے لیئے اللہ کافی ہے یہ بات تو سمجھ نہیں آتی لینے والا کہے میرے لیئے اللہ کافی ہے یہ بات تو ٹھیک ہے لیکن دینے والا کہے میرے لیئے اللہ کافی ہے تو بات سمجھ میں نہیں آتی مولا یہ کیا بات ہوئی کچھ پلے نہیں پڑی۔ جو پلے نہیں پڑی وہ سمجھ میں آ جائے تو مشکل آسان ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے گویا یہ فرمایا اے محبوب ﷺ تجھے تو میں نے اپنے بندوں کا بھلا چاہنے والا بنا کر بھیجا ہے میں پھر عرض کروں گا پچھلی آیت بار بار ملانی پڑھ رہی ہے مجبوری ہے محبوب ﷺ میں نے تو تجھے اپنے بندوں کیلئے بھلا چاہنے والا بنا کر بھیجا بھی خواہ بنا کر بھیجا ان کی بھلائی کا حریص بنا کر بھیجا رؤف الرحیم بنا کر بھیجا لیکن اے محبوب ﷺ ایک وقت

آئے گا کچھ لوگ ہونگے اپنے آپ کو تیرا امتی کہیں گے تیرے نام کا کلمہ پڑھیں گے لیکن جب ان سے کوئی کہے گا آؤ اس بارگاہ میں چلیں وہ رؤف الرحیم کا دربار ہے جھولیاں بھر لو وہ اللہ کے محبوب ﷺ کی بارگاہ ہے جو مانگو گے ملے گا وہاں پر مرادیں پوری ہوتی ہیں تو اے محبوب ﷺ وہ تجھ سے منہ پھیر لیں گے کہیں گے نہیں ان سے کیا لینا ہے یہ کیا دے سکتے ہیں۔ ہمارے لیئے تو اللہ ہی کافی ہے اے محبوب ﷺ جو تجھ سے منہ پھیر کے کہیں ہمارے لیئے اللہ کافی ہے جو تجھ سے منہ پھیریں جو تیری روگردانی کریں جو تیری بارگاہ کے سوالی نہ بنیں جو تجھ سے امید کرم نہ رکھیں ان سے کہہ دے اللہ تمہارے لیئے کافی نہیں ہے وہ تو میرے لیئے کافی ہے۔

اے محبوب ﷺ وہ تو جب کہیں گے تب کہیں اور جو کچھ کہیں گے اپنی مرضی سے کہیں گے اے محبوب ﷺ تو آج کہہ دے ابھی کہہ دے اور خود نہ کہہ قل میں کہہ رہا ہوں کہ تو کہہ دے میرے کہنے پہ کہہ دے کہ اللہ تمہارے لیئے کافی نہیں وہ تو میرے لیئے کافی ہے کوئی تجھ سے منہ پھیرے اللہ اس کی کفایت کیوں کرے ان کو بتا دے تمہارے لیئے نہیں وہ تو میرے لیئے کافی ہے اور میرے چاہنے والوں کیلئے کافی ہے۔

نسبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور والا قرآن کو پڑھنا اور چیز ہے اور قرآن کو سمجھنا اور چیز ہے مجھے ابا جی قبلہؒ کی بات یاد پڑتی ہے۔ ابا جی قبلہؒ لاہور کی سرزمین پر خطاب فرما رہے تھے ٹائٹل (Tittle) یہ تھا کہ اللہ تعالی اپنے نبی ﷺ کی دعا کو کبھی رد نہیں فرماتا مجمع میں سے ایک صاحب نے سوال کیا کاظمیؒ صاحب آپ کہتے ہیں اللہ تعالی اپنے پیغمبر اپنی نبی ﷺ کی دعا رد نہیں کرتا تو حضرت سلیمانؑ کی دعا قرآن میں موجود ہے کوئی حکایت نہیں کوئی قصہ کہانی نہیں قرآن ہے قرآن میں حضرت سلیمانؑ کی دعا موجود ہے

رب غفرلی وھب لی ملك الا یمبغی لا حد من بعدی اے مولا مجھے بخش دے اور مجھے ایسی مملکت ایسی سلطنت عطا فرما ایسا اقتدار عطا فرما کہ میرے بعد ایسی حکومت کسی

کو نہ ملے بتائیں کہ حضرت سلیمانؑ کی یہ دعا قبول ہوئی یا نہیں ہوئی مولا مجھے ایسی سلطنت عطا فرما کہ میرے بعد ایسی حکومت کسی کو نہ ملے تو پھر ماننا پڑے گا اگر ان کی دعا قبول ہوگئی ہے تو حضور اکرم ﷺ کی حکومت وہ نہیں ہے۔ جو حضرت سلیمانؑ کی ہے سرکار ﷺ کا وہ اختیار نہیں وہ اقتدار نہیں سرکار ﷺ کا سکہ اتنی جگہوں پر نہیں چلتا جتنی جگہ پہ حضرت سلیمانؑ کا سکہ چلتا ہے۔ اور اگر آپ کہتے ہیں۔ کہ نہیں جی ہمارے نبی پاک ﷺ کا اختیار اقتدار زیادہ ہے رسول پاک ﷺ کی مملکت بڑی ہے تو یہ مانو کہ حضرت سلیمانؑ کی دعا قبول نہیں ہوئی یا یہ مانو کہ سلیمانؑ کی طاقت اختیار اقتدار زیارہ ہے رسول پاک ﷺ سے دونوں چیزیں بیک وقت نہیں چلیں گی کوئی ایک چیز مانو ابا جی قبلہؒ کی عادت مبارکہ تھی آپ بخوبی جانتے ہیں کہ جب کوئی ایسا سوال کرتا تھا جس کا بظاہر جواب ممکن نہیں ہوتا تھا تو جواب دینے سے پہلے آپ مسکراتے تھے ابا جی قبلہ مسکرا دیئے اور فرمایا تمہارے سوال کا جواب اسی آیت میں موجود ہے۔

کہنے لگا کاظمیؒ صاحب میں کوئی جاہل آدمی نہیں ہوں میں تو پنجاب یونیورسٹی میں عربی زبان کا پروفیسر ہوں یہاں ایم اے لڑکوں کو ماسٹر ڈگری ہولڈرز کو عربی پڑھاتا ہوں میں عربی زبان کی لطافتوں اور نزاکتوں سے باریکیوں سے بخوبی واقف ہوں کاظمیؒ صاحب آپ کہتے ہیں میرے سوال کا جواب اسی آیت میں موجود ہے اسی آیت میں تو کوئی لفظ کوئی حرف ایسا نہیں جو میرے سوال کا میرے اعتراض کا جواب بن سکے آپ کیسے کہتے ہیں کہ اس میں میرے سوال کا جواب موجود ہے کاظمیؒ صاحب میں نے تو بڑا چرچہ سنا تھا آپ کے علم وفضل کا ابا جی قبلہؒ پھر مسکرا دیئے فرمایا قرآن کی سمجھ زبان سے نہیں آتی بلکہ صاحب قرآن سے نسبت کی وجہ سے آتی ہے تمہارے سوال کا جواب اسی آیت میں موجود ہے اس پروفیسر نے کہا اچھا جی اگر اسی آیت میں موجود ہے تو ذرا نکال کے دکھائیں میں بھی دیکھوں کہاں ہے ابا جی قبلہؒ فرماتے ہیں دیکھو قرآن کی آیت ہے **رب غفرلی وھب لی ملك الاینمبغی لا حد من بعدی** اے مولا مجھے بخش دے اور مجھے وہ سلطنت و مملکت وہ اقتدار و حکومت عطا فرما میرے بعد کوئی اس کے لائق نہ ہو کسی

اور کو ایسی حکومت نہ ملے ارے بے وقوف ! حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو دعا مانگی ہے وہ تو اپنے بعد میں آنے والوں کیلئے مانگی ہے اور حضور اکرم ﷺ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد نہیں ہیں وہ تو حضرت سلیمان سے پہلے ہیں **اول ما خلق الله نوری** اللہ نے سب سے پہلے سرکار دوعالم ﷺ کے نور کو تخلیق فرمایا حضور اکرم ﷺ خلقت کے لحاظ سے سب سے پہلے ہیں اور بعثت کے لحاظ سب سے آخر میں ہیں **کنت نبیاو آدم بین الماء والتین** ارے جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کی کشمکش میں تھے سرکاردوعالم ﷺ اس وقت بھی نبی ﷺ تھے جب پوچھا گیا سرکار دوعالم ﷺ آپ پر نبوت کب واجب ہوئی تو فرمایا **قال آدم بین الروح والجسد** ارے میں اس وقت بھی نبی ﷺ تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے پتہ یہ چلا کہ تمام کائنات بعد میں ہے اور سرکاردوعالم ﷺ پہلے ہیں تو معلوم ہوا حضور نبی کریم ﷺ کو یہ حکومت یہ سلطنت تو پہلے ہی مل چکی ہے بلکہ سلیمان علیہ السلام کو جو طاقت ملی ہے وہ بھی سرکاردوعالم ﷺ کے طفیل ملی ہے نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر۔ نعرہ رسالت۔ یارسول اللہ ﷺ۔ نعرہ حیدری۔ یاعلیؓ۔ فیضان حضور غزالی زماں۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری رہے گا۔

سرکاردوعالم ﷺ اول بھی آخر بھی

یارو سرکاردوعالم ﷺ نے فرمایا میں سب سے پہلے ہوں خلقت کے اعتبار سے اور سب سے آخر ہوں سب سے بعد میں ہوں بعثت کے لحاظ سے سرکاردوعالم ﷺ اول بھی ہیں آخر بھی ہیں بظاہر آدمی سوچتا ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ جو اول ہے وہ آخر کیسے ہوسکتا ہے اور جو آخر ہے وہ اول کیسے ہوسکتا ہے جو پہلا قدم ہو وہ آخری قدم کیسے ہوسکتا ہے اور جو آخری قدم ہو وہ پہلا قدم کیسے ہوسکتا ہے ہم کھانا کھائیں جو پہلا نوالا ہے وہ آخری کیسے ہوسکتا ہے اور جو آخری ہو وہ پہلا کیسے ہوسکتا ہے یہ ممکن نہیں ہے آخری اور ہوگا پہلا اور ہوگا میں عرض کروں گا یہ بات ٹھیک ہے آیئے اس کو مختلف پہلوؤں سے دیکھتے ہیں مختلف زاویوں سے دیکھتے ہیں۔ مختلف انداز سے دیکھتے ہیں۔

جیومیٹری (Geometery)

آیئے جیومیٹری (Geomatery) کے حوالے سے دیکھتے ہیں آپ ایک دائرہ کھینچنا چاہتے ہیں دائرہ مکمل نہیں ہوگا جب تک کہ آپ آغاز اور انجام کو ایک نہیں کردیں گے جب تک ابتداء اور انتہاء ایک نہیں ہوگی جب تک اول اور آخر ایک نہیں ہوگا جہاں سے دائرہ شروع کیا اور جہاں ختم کیا جب تک وہ مقام ایک نہیں ہوگا دائرہ مکمل نہیں ہوگا ارے سرکاردوعالم ﷺ نے نبوت کا دائرہ مکمل کردیا اس لحاظ سے سرکاردوعالم ﷺ اول بھی ہیں آخر بھی ہیں اس لیئے سرکاردوعالم ﷺ کی ذات مبارکہ سے نبوت کا دائرہ مکمل ہوگیا سرکاردوعالم ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نبیؑ نہیں آسکتا یہ تو جیومیٹری (Geomatery) کے حوالے سے دیکھا۔

کومن سینس (Common Seance)

آیئے کومن سینس (Common Sence) کے حوالے سے دیکھیے ایک عمومی سمجھ جو ہے اس حوالے سے بات کرتے ہیں گرمیوں کا موسم بیت گیا گزر گیا آموں کا سیزن (Season) چلا گیا اچھا یار آم بھی بڑا نفیس بڑا لذیذ پھل ہے آدمی کا جی چاہتا ہے آم کا پھل ملتا رہے جی بھر کے کھاتا جائے۔ آپ کو پتہ ہے ناں آم کیسے اگتا ہے آپ آم کی گٹھلی زمین میں بوتے ہیں۔ اس سے نرم و نازک کوپمل پھوٹتی ہے وہ پروان چڑھتی ہے پودے کی شکل میں آتی ہے وہ پودا پکتا بڑھتا ہے زندگی کے مراحل سے گزرتا ہے تناور درخت بنتا ہے پھر برگ و بار سے ہمکنار ہوتا ہے اس پر بھور لگتا ہے کچی کچی کیریاں لگتی ہیں امبیاں لگتی ہیں وہ پھر پکتی ہیں بڑتی ہیں وہ کیریاں آم کی شکل میں آتیں ہیں پھر آم پک جاتا ہے جب آم پکتا ہے تو آپ اسے توڑ لیتے ہیں اس کا چھلکا پھینک دیتے ہیں گودا کھا لیتے ہیں آخر میں آپ کے ہاتھ میں کیا بچتا ہے گٹھلی بچتی ہے وہ ہی گٹھلی جو آپ نے پہلے زمین میں بوئی تھی وہ ہی آخر میں آپ کے ہاتھ میں رہ گئی پتہ یہ چلا کہ جو اول ہوتا ہے وہ ہی آخر ہوتا ہے چلیئے یہ کومن سینس (Common Sense) کے حوالے سے بات کی۔

سائنس(Science)

آیئے سائنس (Science) کے حوالے سے بات کرتے ہیں بھئی بچہ پیدا ہوا بہت چھوٹا سا تھا چھ سات آٹھ پاؤنڈ کا تھا وہ پلتا بڑھتا رہا پروان چڑھتا رہا زندگی کے مراحل سے گزرتا رہا لڑکپن سے گزر کر عالم شباب کی سرحد پر پہنچا اور قوی ہیکل (Hackle) کڑیل جوان بنا یہ چھ فٹ جوان یہ جو جس کو دیکھ کر ہمیں فخر محسوس ہوتا ہے کہ یہ ہمارا بچہ ہے۔ یہ کل جب پیدا ہوا تھا اب یہ اتنا قد آور جوان بنا اس کی جسامت میں اضافہ کیسے ہوا اس کا جسم کیسے پلا بڑھا۔ بڑی سیدھی سی بات ہے اس نے غذا کھائی تھی وہ خوراک اس کے بدن کا حصہ بنتی رہی اور وہ اس کی جسامت میں اضافے کا سبب بنتی رہی اور اس طرح اس کا جسم قد اور وزن بڑھتا رہا اتنا قد آور جوان بن گیا جو غذا اس نے کھائی جو اس کے جسم کا حصہ بنی وہ غذا کہاں سے آئی وہ غذا زمین سے آئی ممکن ہے کہ آپ کہیں ہم گوشت بھی تو کھاتے ہیں بیشک کھاتے ہیں لیکن جو جانور ہے جس کا ہم گوشت کھاتے ہیں وہ بھی تو کسی چیز پر پلیں گے وہ اسٹوڈنٹس (Students) جنہوں نے سائنس رکھی ہوئی ہو وہ جانتے ہیں سورج جو ہے وہ دنیا میں زندگی کا سرچشمہ ہے کیا مطلب ہے زندگی کا سرچشمہ ہونے کا کیا مطلب ہے مطلب یہ ہے کہ اگر سورج نہیں ہوگا تو پودوں کے اندر جو سبز مادہ ہوتا ہے جسے (کلوروفل Clorophil) کہتے ہیں وہ (فوٹوسنتھیز)(Photo Senthes) کا عمل نہیں کرے گا وہ خوراک نہیں بنائے گا جو خوراک نہیں بنائے گا تو کوئی خوراک کھا نہیں سکے گا جب کھا نہیں سکے گا تو زندہ نہیں رہ سکے گا دنیا میں زندگی ناپید ہو جائے گی زندگی ختم ہو جائے گی پتہ یہ چلا دراصل خوراک زمین سے اگتی ہے اور حضور والا ممکن ہے آپ میں سے کوئی کہہ دے عقلی دلائل ہیں قرآن و حدیث کی بات تھوڑی ہے میں عرض کروں گا اس بات کو قرآن مجید نے بھی بیان فرمایا۔

(القرآن) منها خلقنكم وفيها نعيدُكم

ارے ہم نے تمہیں اسی زمین سے پیدا کیا ہے اور تمہیں اسی زمین میں لوٹا دیں گے آج سے ڈیڑھ

ہزار سال پہلے قرآن نے کہا کہ اے لوگو ہم نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اسی زمین میں واپس کر دیں گے ممکن ہے اس وقت کسی کی سمجھ میں نہ آیا ہو ہم انسان ہیں کوئی پودے تو نہیں ہیں جو زمین سے اُگے ہوں کوئی پھل فروٹ تو نہیں ہیں جو زمین سے اُگے ہوں کوئی ترکاری سبزیاں تو نہیں ہیں جو زمین سے اُگے ہوں لکڑی تو نہیں ہیں جو زمین سے اُگے ہوں ارے ہم انسان ہیں ہم زمین سے کیسے اُگ سکتے ہیں لیکن آج پتہ چل گیا کہ بے شک ہم نے اپنی ماں کے بطن سے جنم لیا ہے لیکن ہمارا جسم دراصل اسی مٹی سے بنا ہے یہ غذا اسی مٹی سے اُگتی ہے اور ہمارے جسم کا حصہ بنتی ہے اور پھر جب ہم پلتے بڑھتے ہیں پروان چڑھتے ہیں اسی مٹی سے ہمارا بدن بنا ہے جب ہم زندگی کے مراحل سے گزر کر موت کے گھاٹ اترتے ہیں ہمارے جسم کو اِسی میں دبا دیا جاتا ہے ہمارا جسم یہاں پڑ ڈی کمپوز (D-Compos) ہو جاتا ہے مٹی میں مل کر مٹی ہو جاتا ہے ارے ہمارا جسم اسی مٹی سے بنا تھا اور اسی مٹی میں چلا گیا **منها خلقنكم و فيها نعيد كم** اسی مٹی سے تمہیں پیدا کیا اور اسی مٹی میں تمہیں لوٹا دیں گے مٹی سے ہم بنے مٹی میں واپس چلے گئے جو اول ہوتا ہے وہ ہی آخر ہوتا ہے۔

چلئے ذرا ایک اور زاویے سے سمجھ لیجئے بچہ پیدا ہوا پیدا ہوتے ہی دائیں کان میں اذان کہی اور بائیں کان میں تکبیر کہی اللہ کی الوہیت کا اعلان کیا سرکار دو عالم ﷺ کی رسالت کا اعلان کیا۔ اور جب ہم قبر میں پہنچے تو وہی سوال ہم سے پوچھے گئے جن کی آواز پیدا ہوتے ہی ہمارے کان میں پڑی تھی جو قبر میں پرچہ آیا وہ آؤٹ آف کورس نہیں ہے جب پیدا ہوا وہی سبق پڑھایا گیا اور قبر میں وہی سوال کیئے گئے ہیں اللہ کے بارے پیدا ہوتے ہی بتایا گیا اور سرکار دو عالم ﷺ کے بارے پیدا ہوتے ہی بتایا اور جب قبر میں پہنچے تو سوال بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بارے ہوا پتہ یہ چلا کہ جو اول ہوتا ہے وہی آخر ہوتا ہے۔

﴿ وآخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين ﴾

دھنک — صفحہ نمبر

الحمد لله نحمده و نستعینه و نستغفره و نومن به ونتو کل علیه و نعوذ با الله من شر ور انفسنا ومن سیأت اعمالنا من یهده الله فلا مضلله ومن یضلله فلا هادی له ونشهدان لااله الاالله وحده لاشریك لـه و نشهد ان سیدنا ونبینا وحبیبنا و کریمنا و رؤفنا ورحیمنا و مولنا وملجٰنا وما وٰنا محمدًا عبده ورسوله امابعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم انا اعطینك الکوثر صدق الله مولانا العلی العظیم وصدق رسوله النبی الکریم الامین ونحن علی ذالك لمن الشاهد ین والشا کرین والحمدلله رب العلمین۔

واجب التعظیم لائق صدتحریم جان محفل زینت محفل علماء ومشائخ مکرم ومعزز حاضرین محفل رب کائنات کا بے شمار فضل واحسان ہے بے شمار انعام واکرام ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب ﷺ کے ذکر کی محفل میں حاضری کی سعادت بخشی حضرات محترم آج کے دور کی فتنہ پروری آپ کے سامنے ہے کس طرح ہم خوف اور دہشت کی فضاؤں میں زندہ رہ رہے ہیں کس طرح دین ومذہب کے نام پر اسلام کے نام پرلوگوں نے خونریزی اور دہشت گردی کا بازار گرم کر رکھا ہے یہ آپ جانتے ہیں آخرہمیں اس سلسلے میں کون سا راستہ اختیار کرنا چاہیے کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہیے ہم اپنے چاہنے والوں کو کس منزل تک پہچانا چاہتے ہیں اور وہ دوست جو ہماری پکار پر لبیک کہتے ہیں ہم ان کو کس مقام سے آشنا کرانا چاہتے ہیں میں عرض کروں گا کہ آج کے دور میں جب حرص اور مفاد پرستی کا بازار گرم ہے جب لوگ مفاد پرست ہیں خودغرض ہیں اس دور میں جب بغیر مطلب کے لوگ مسکرانا نہیں چاہتے اگر کسی سے اعتقاد سے ملتے ہیں تو اس میں بھی کوئی مفہوم اور کوئی غرض پوشیدہ ہوتی ہے تو اس خودغرضی کے زمانے میں اس مفاد پرستی کے زمانے میں اپنی ذات کے حصار میں گم رہنے والوں کو ہم کس طرح ایثار اور قربانی کا راستہ دکھا سکتے ہیں حضور والا میں عرض کروں گا کہ اسلام

کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے دیگر تمام مذاہب کے مقابلے میں سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ اسلام محض چند عقائد کا نام نہیں ہے چند نظریات کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام جن نظریات کا نام ہے ان نظریات کی عملی صورت ہمارے سامنے ہے ذرا غور کیجئے جب ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ ہم سرفروشی اور ایثار کے راستے پر قدم رکھیں تو ہماری تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ وہ نبی معظم ﷺ وہ رسول مکرم ﷺ جن کے نام کا کلمہ پڑھے بغیر ہم مؤمن نہیں ہو سکتے مسلمان نہیں ہو سکتے ان کے اپنے لخت جگران کے اپنے نواسے ان کے نورنظران کی آنکھوں کی ٹھنڈک وہ کس طرح سرفروشی اور جانثاری کے راستے پہ چلے ہمیں جب یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام تمہیں قناعت کا درس دیتا ہے تو ہمیں ساتھ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ وہ ہستی ساری دنیا کے خزانے جس کی ٹھوکروں میں رہتے تھے ان کی کیفیت یہ تھی کہ انہوں نے اپنی بیٹی کو پیوند لگی چادر میں گھر سے رخصت کیا اگر ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ فضول خرچی سے گریز کرو تو پھر ہمیں یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ وہ ہستی جس کی خدمت پر فرشتے ہروقت معمور رہتے تھے وہ ہستی اپنے نعلین مبارک کو خود اپنے ہاتھوں سے سی لیا کرتے تھے جہاں ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ عیش وعشرت سے دور رہنا چاہیے وہاں یہ مجسم تصویر ہمارے سامنے ہے کہ جس کے اشارہ ابرو پر دنیا جہاں کی راحت وآرام کا آسائش وآرائش کا تمام سامان فراہم کیا جا سکتا تھا اس ہستی کی کیفیت یہ ہے کہ وہ فرش خاک پر کھجور کی چٹائی پر محو استراحت ہوتے تھے۔

جب ہمیں بتایا جاتا ہے کہ ہم شکم پروری نہ کریں بلکہ سادہ خوراک پر گزارہ کریں تو پھر ہمیں یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ وہ ہستی جنت کی نعمتیں جن کی دسترس میں رہتی تھیں وہ جو کی روٹی پہ گزارہ کرتے تھے اور اگر وہ بھی میسر نہیں ہوتی تھی تو شکم مبارک پر پتھر باندھ لیا کرتے تھے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ اسلام محض چند باتوں کا نام نہیں ہے محض عقائد ونظریات کا نام نہیں ہے محض نصیحت کا نام نہیں ہے محض واعظ وتقریر کا نام نہیں ہے ارے اسلام تو عمل کا نام ہے اور وہ عمل ہمیں سرکار دو عالم ﷺ کی صورت میں مجسم نظر آتا ہے تو ہمیں آج کے دور میں کون سا راستہ اختیار کرنا چاہیے ہمیں سرکار دوعالم ﷺ کی سیرت سے سبق سیکھنا ہے ہم یہ جانتے ہیں کہ اگر سرکار

دوعالم ﷺ چاہتے تو سرکار دوعالم ﷺ کے دشمنوں کو ناپید کر دیا جاتا انہیں پیوند خاک کر دیا جاتا ان پر احد کا پہاڑ گرا دیا جاتا وہ نیست و نابود ہو جاتے وہ ختم ہو جاتے وہ اس دنیا میں نہ رہ پاتے اگر سرکار دوعالم ﷺ محض اشارہ فرما دیتے فرشتے تو انہیں کے منتظر ہیں سرکار دوعالم ﷺ اگر آپ ﷺ حکم دیں تو دشمنوں پہ پہاڑ گرا دیا جائے ان کو ختم کر دیا جائے لیکن سرکار دوعالم ﷺ کی سیرت سے ہمیں نمونہ یہ ملتا ہے ہمیں سبق یہ ملتا ہے کہ جو بدترین دشمن ہیں جو خون کے پیاسے ہیں جو پتھر برسانے والے ہیں جو لہولہان کرنے والے ہیں جو سازشوں کے منصوبے تیار کرنے والے ہیں ان کو بھی چھوٹ دیتے رہے ان پر بھی رحم وکرم کی بارش سے انہیں راہ ہدایت کی طرف بلاتے رہے لیکن آج ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ نہیں تم کلاشنکوف اٹھا لو گولیاں برسا دو جو تمہارے مخالف ہیں ان سے جینے کا حق چھین لو بھئی ہم سرکار دوعالم ﷺ کی سیرت پہ عمل کریں یا تمہارے خیالات پر حضور والا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ یہ دور جس میں تشدد آ گیا ہے جس میں دہشت آ گئی ہے جس میں خون ریزی آ گئی ہے یہ ہمارے دین کا دکھایا ہوا راستہ نہیں ہے اگر کوئی شخص دین کے نام پہ خون بہاتا ہے اگر کوئی شخص دین کے نام پہ دہشت پھیلاتا ہے تو وہ گویا اپنے دین کی بدنامی کا سبق دیتا ہے وہ دین کی خدمت نہیں کرتا وہ لوگوں کو دین سے متنفر کرتا ہے ذرا سوچو تو سہی کہ آج جب تم دین کے نام پر یہ سب کچھ کر رہے ہو تو مسجدیں ویران ہو رہی ہیں لوگ مسجدوں کا رخ نہیں کرتے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم تو رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے کیلئے جائیں نماز پڑھنے کیلئے جائیں اس کی چوکھٹ پہ جبیں سائی کرنے کیلئے جائیں اس کی دہلیز پہ ماتھا رگڑنے کیلئے جائیں لیکن ادھر سے کوئی شخص ہتھیار لیئے ہوئے آ جائے اور ہمیں خاک وخون میں تڑپا دے اور ہمیں موت سے ہمکنار ہونا پڑے ہم مسجد میں کیوں جائیں۔

جب کہیں امان نہیں ملتی تھی

ایک وقت وہ تھا مجھے ابا جی قبلہؒ کی بات یاد آئی فرماتے تھے کہ ایک وقت وہ تھا دنیا میں جب کسی کو

کہیں امان نہیں ملتی تھی کہیں پناہ نہیں ملتی تھی کہیں سکون نہیں ملتا تھا تو وہ مسجد میں چلا آتا تھا۔ کہ یہ تو مسجد ہے یہ تو اللہ کا گھر ہے یہ تو اللہ کا گھر ہے مجھے یہاں پر کوئی کچھ نہیں کہے گا یہاں کوئی ہتھیار نہیں اٹھے گا یہاں پر خون نہیں بہایا جائے گا ایک وقت وہ تھا کہ دنیا میں کہیں امان نہیں ملتی تھی تو آدمی مسجد کا رخ کرتا تھا اور ایک وقت آج آیا ہے کہ فساد شروع مسجد سے ہوتا ہے۔

بین الاقوامی سازش

پتہ یہ چلا کہ جو مسجدوں میں فساد ہوتا ہے یہ ہمارے دین کا تقاضہ نہیں ہے بلکہ یہ لوگوں کو دین سے دور کرنے کی کوشش اور سازش ہے اور معاف کیجئے پتہ نہیں آپ میری بات اس پیرائے میں سمجھ پائیں یا نا سمجھ پائیں جس لیئے میں عرض کر رہا ہوں یہاں پر جو کچھ ہو رہا ہے درحقیقت یہ ایک بین الاقوامی سازش ہے میں یہ نہیں کہتا کہ یہاں پہ گولیاں برسانے والے غیر ملکوں کے ایجنٹ ہیں میں یہ نہیں کہتا یہ ممکن ہے کہ ان کو دین کے نام پر ان کو مسلک کے نام پر ان کو اپنے عقیدے کے نام پر اتنا متحرک کر دیا گیا ہو کہ ان کی آنکھوں کے سامنے پردہ پڑھ گیا ہو اور وہ حق وباطل میں امتیاز کی صلاحیت کھو بیٹھے ہوں ممکن یہ ہے وہ جو کچھ کر رہے ہوں وہ دین کی خدمت سمجھ کے کر رہے ہوں لیکن درحقیقت یہ سازشوں کے تانے بانے بننے والے وہ دراصل غیر ملکی سازشوں کے آلہ کار ہیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں جب آج سے تقریباً ایک سال پہلے امریکہ میں وائٹ ہاؤس (White House) کے سامنے مسلمانوں نے ایک ریلی منعقد کی مظاہرہ ہوا جب پندرہ لاکھ آدمی وائٹ ہاؤس (White House) کو اپنے گھیرے میں لے چکے تو اس وقت امریکہ کے صدر کی آنکھیں پھٹ گئیں وہ کہنے لگا کہ یہ کیا ہوا یہ محض واشنگٹن Washington میں یہ وائٹ ہاؤس (White House) کے سامنے یہ پندرہ لاکھ آدمی جمع ہو گئے یہ کہاں سے آئے ابھی سارے امریکہ کے تو جمع نہیں ہوئے یہ تو آس پاس کے لوگ ہیں یہ اتنے زیادہ ہو گئے ہیں اسلام اتنی تیزی سے پھیل رہا ہے کوئی صورت اختیار کی جائے کہ اسلام کا پھیلاؤ رک جائے اسلام کی وسعتوں کے سامنے بندھ

باندھ دیا جائے انہوں نے کیا کام کیا انہوں نے یہ کام کیا کہ اسلام کے نام پر دہشت گردی شروع کرادی تاکہ وہ لوگ جو اپنے اضطراب اور بے چینی کا حل اسلام کے دامن میں ڈھونڈتے ہیں دیکھیے یہ بات ذرا غور کرنے کی ہے سمجھنے کی ہے میں محض واعظ گوئی سے کام نہیں لے رہا نہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ سننے والے میری باتوں پر نعرے لگائیں گے یا نہیں لگائیں گے داد وتحسین کے ڈنکے بجائیں گے یا نہیں بجائیں گے میری تقریر کو بعد میں سن کر خوش ہونگے یا نہیں ہونگے ارے نہیں میں نے تو چند حقیقتیں آپ کے سامنے رکھنی ہیں آپ کو سوچنے کیلئے کچھ خوراک دینی ہے محض وقت گزاری سے کام نہیں ہوگا یہ بہت اہم بات ہے بہت غور وفکر کی بات ہے حضور والا یورپ کے اندر بے سکونی عام ہے لوگ مضطرب ہیں لوگ بے چین ہیں لوگ بے سکون ہیں لوگ بے قرار ہیں وہ کبھی سکون ڈھونڈتے ہیں شراب میں کبھی سکون ڈھونڈتے ہیں جنس میں کبھی سکون ڈھونڈتے ہیں ہیروئن میں کبھی سکون ڈھونڈتے ہیں اس قسم کے رشیوں، پنڈتوں کے پیچھے چل کر جو نرواک، سکون کی تلاش کے نام پر فریب دیتے ہیں۔ ہم سکون کی تلاش میں چل رہے ہیں وہاں یورپ میں امریکہ میں بے سکونی ہے بے اطمینانی ہے اس بے سکون اور بے اطمینانی کے شکار وہ بسا اوقات وہ اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام کے دامن میں سکون ڈھونڈتے ہیں تو وہاں کے لوگوں نے ان کا راستہ روکنے کیلئے یہ معاملہ شروع کیا ہے کہ اسلام کے دامن میں سکون ڈھونڈنے والو ذرا مسلمانوں کو دیکھو یہ تو ایک دوسرے کا گلا کاٹنے والے ہیں ایک دوسرے کا خون بہانے والے ہیں یہ تو ایک دوسرے پر عرصۂ حیات تنگ کرنے والے ہیں یہ تو مسجدوں پہ بم گرانے والے ہیں مسجدوں میں فائرنگ کرنے والے ہیں مسجدوں میں خاک وخون کا کھیل کھیلنے والے ہیں ارے تم کہاں پر سکون کی تلاش میں جاتے ہو جو پہلے مسلمان ہیں وہ تو خود بے سکون ہیں ان کے دامن میں تمہیں سکون کہاں سے ملے گا اسلام سے دور رکھنے کیلئے یہ سازشیں ہو رہی ہیں اور بڑے بے وقوف ہیں وہ لوگ جو ان سازشوں کا آلۂ کار بن رہے ہیں۔

میرا پیغام، پیغام محبت ہے۔

لوگ ہمیں کہتے ہیں یہ عجیب بے وقوف لوگ ہیں ہم سنیوں کے بارے یقین جانیے ایک رپورٹ پہنچی کہا کہ آپ کس دنیا میں رہتے ہیں آپ کو پتہ ہے کہ جو آپ کے مخالفین ہیں جو آپ کو مشرک قرار دینے والے ہیں جو آپ کو بدعتی کہنے والے ہیں انہوں نے کہاں تک ترقی کرلی ہے انہوں نے افغانستان اور کشمیر کے جہاد کے نام پر اتنا اسلحہ جمع کرلیا ہے اتنی ٹریننگ (Training) لے لی ہے انہوں نے فوجی قوت بنالی ہے وہ اس مقام تک پہنچ گئے ہیں کہ انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ اگر ہمیں موقع ملا تو ہم محض ایک رات کے اندر اہل سنت کے تمام مراکز کو تمام مزارات کو تمام مدارس کو ایک رات میں ہم منہدم کرسکتے ہیں ایک رات میں ختم کرسکتے ہیں۔ صرف ہمیں سیاسی پشت پناہی چاہیے کوئی فوجی قوت ہمیں سہارا دینے کیلئے چاہیے تاکہ ہم جب یہ کام کرلیں تو بعد میں ہم ان کے انتقام کا نشانہ نہ بنیں یہ تمام باتیں آپ کو کیوں بتا رہا ہوں مشتعل کرنے کیلئے نہیں آپ کو ہتھیار اٹھانے کی ترغیب دلانے کیلئے نہیں آپ کو گولی اور بارود کا کھیل کھیلنے کیلئے نہیں کہتا یہ صرف اس لیئے کہہ رہا ہوں کہ اس بے سکونی کی فضاء میں اور دین کے نام پر تخریب کاری اور دہشت گردی کرنے کی راہ میں ہم کس طرح رکاوٹ بن سکتے ہیں یاد رکھو نفرتوں کو نفرتوں سے نہیں مارا جاسکتا گولی کو گولی سے نہیں ختم کیا جاسکتا ان کا جو کام ہے وہ اہل سیاست جانیں میرا پیغام تو پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے۔

گرم کتنا ہی کیوں نہ ہو پانی آگ کو تو بجھا ہی دیتا ہے
دشمنوں سے بھی اچھا برتاؤ دشمنی کو دبا ہی دیتا ہے

میں تو محبتوں کا درس دینے آیا ہوں کہ اگر تم محبت کرو گے اگر چاہتوں کی برکھا برستی رہے گی اگر الفت و چاہت کے مہکتے ہوئے گلزار اگاتے رہو گے کھلاتے رہو گے تو کہاں تک کوئی نفرتوں کا درس دے گا کہاں تک کوئی دہشت گردی کی طرف بلائے گا اگر تم متحد ہو کر، متفق ہو کر، منظم ہو کر محبت کے راستے پر چلو گے تو نفرتوں کی آبیاری نہیں ہو سکے گی نفرتوں کا بازار جل جائے گا محبتوں کی فصلیں مہکتی رہیں

گے لہلہاتی رہیں گی تم نے اس راستے کو اختیار کرنا ہے یہ تمہارے ملک کیلئے بھی بہتر ہے یہ قوم کیلئے
بھی بہتر ہے یہ دین کیلئے بھی بہتر ہے یہ مسلک اور مذہب کیلئے بھی بہتر ہے اور یہ تمہاری اپنی ذات
کیلئے بھی بہتر ہے۔ میں نے اپنی تقریر کا آغاز یہاں سے کیا تھا کہ اسلام جو ہے وہ تو ہر چیز مجسم کر
کے دکھا دیتا ہے سرکار ﷺ کی سیرت سے ہمیں پتہ چلتا ہے ناں......... کہ سرکار دو عالم
ﷺ کا اپنے دشمنوں کے ساتھ کیا طرز عمل تھا۔ کس انداز سے پیش آتے تھے میدان جہاد کی بات
اپنی جگہ پر ہے لیکن جب کوئی گرفتار ہوا اسے تہہ تیغ نہیں کیا گیا۔ اس کا سر قلم نہیں کیا گیا بلکہ سرکار دو
عالم ﷺ نے ان کے دلوں میں بھی محبتوں کے بیج بوئے ذرا سوچئے اسلام کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے
سرکار دو عالم ﷺ کے زمانہ غزوات میں جو لوگ جنگی قیدی بنے ان میں سے کتنے پرسنٹ
(Percent) ہیں جو کافر رہے اور کتنے پرسنٹ (Percent) ہیں جو مسلمان ہو گئے پتہ چل
جائے گا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے کس طرح محبتوں کے بیج بوئے محبتوں کی تخم ریزی کس طرح کی
حضور والا ہمیں سرکار دو عالم ﷺ کی سیرت کے اس پہلو پر بہت توجہ دینی ہے، بہت زور دینا ہے
اس کو بہت اجاگر کر کے لوگوں کے سامنے رکھنا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ ہم جب اس راستے پر چلتے
ہیں تو ہمارے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کر دی جاتی ہیں۔ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ تم کس ہستی کو نمونہ
مانتے ہو ایک اپنے جیسے انسان کو نمونہ مانتے ہو۔

کچھ لوگوں کو آپ چن لیتے ہیں۔

حضور والا اللہ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا **اللہ یستفی من الملئکة رسل ومن الناس**

کچھ لوگوں کو آپ چنتے ہیں ناں اس ایک مذہبی سٹیج پہ ہوں کوئی سیاست کے سٹیج پر نہیں ہوں میری
سیاسی تقریریں آپ نے سنی ہیں ٹھیک ہے ناں۔۔۔ مجھے سیاست کے موضوع پہ بولنے کا کوئی
شوق نہیں ہے پھر اس نکالنے کی کوئی خواہش نہیں ہے صرف بات سمجھانا چاہتا ہوں میرے ساتھ

چلیئے گا اور میری منزل کو جدھر میں ہوں ادھر سے دیکھیئے گا کچھ لوگوں کو آپ چنتے ہیں کچھ لوگوں کو
کونسلر (Counciler) چنتے ہیں کچھ لوگوں کو آپ ایم پی اے (MPA) چنتے ہیں کچھ لوگوں کو
آپ ایم این اے (M N A) چنتے ہیں۔ جب چن لیتے ہیں تو وہ پبلک ریپریزنٹیٹیو
(Representative) وہ منتخب عوامی نمائندہ ہو جاتا ہے پھر آپ کہتے ہیں کہ جب تک یہ عوامی
نمائندہ نہیں تھا جب تک یہ منتخب نہیں ہوا تھا اس وقت بات کچھ اور تھی اب یہ الیکٹ (Elect) ہو گیا
ہے اب منتخب ہو گیا ہے اب اس کی بات کچھ اور ہے اب اس کے اشارہ ابرو کی کیفیت کچھ اور ہے
اب اس کی کہی ہوئی بات کا وزن کچھ اور ہے اب اس کے احکامات کی بات کچھ اور ہے جب آپ
کسی کو چن لیتے ہیں کہتے ہیں اب یہ ہمارا نمائندہ ہے یہ ہم سے بہتر ہے یہ ہم سے بڑھ کر ہے یہ
ہمارے مسائل کا حل کرا سکتا ہے اس کی ایوان اقتدار تک پہنچ ہے۔ یہ بات ہماری وہاں تک پہنچا سکتا
ہے ہمارے مسائل حل کرانے میں ہماری مدد کر سکتا ہے اور اگر کوئی آپ کی مدد نہ کرے تو آپ اس پر
بہتان دھرتے ہیں آپ اس کو الزام دیتے ہیں پھر آپ اس سے انتقام بھی لیتے ہیں یہ سب کام آپ
کرتے ہیں ناں حضور والا جس کو آپ چن لیتے ہیں اس کو آپ اپنے آپ سے بہتر جانتے ہیں
اپنے سے بڑھ کر مانتے ہیں اور جس کو رب چن لے، ارے جس کو تم نے چنا ہے کہتے ہو کہ یہ ہم سے
بہتر ہے یہ ہم سے بڑھ کر ہے یہ ہم سے اعلیٰ ہے یہ ہم سے ارفع ہے۔

اللہ نے رسولوں علیہم السلام کو چن لیا ہے

ارے اللہ تعالیٰ بھی قرآن مجید میں فرماتا ہے **اللہ یستفی من الملئکة رسل ومن الناس**
اللہ نے رسولوں کو چن لیا فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے رسول جو ہیں وہ اللہ کے چنے ہوئے
ہیں جن کو تم نے چنا ہے وہ تم سے بہتر ہیں تو جن کو اللہ نے چنا ہے وہ ہم سے بہتر نہیں ہوں گے۔
حضور والا یہ اللہ کے رسول ہیں ان کی شان اور مقام ورای الوریٰ ہے سائیں توجہ ہے ہمارے

دوستوں کی بات تو یہ ہے ناں تقریر سنی اور اس کے بعد جھولی جھاڑ کے اٹھ کھڑے ہوئے بعد میں کسی نے پوچھا کہ بھائی تقریر کیسی تھی جی تقریر تو بہت اچھی تھی ، اچھا اچھی تھی تقریر ، جی ہاں بہت اچھی تھی تو کیا کہا تھا انہوں نے ، جی یہ تو یاد نہیں کیا کہا تھا مگر تقریر بہت اچھی تھی بھئی یہ چیزیں یاد رکھنے کی ہیں یہ ذہن نشین کرنے کی ہیں ان کو اپنے ذہن کے خانوں میں محفوظ رکھیے۔

بارگاہ محبوب ﷺ میں حاضری کے آداب

حضور اکرم ﷺ کی جو شان ہے جو مقام ہے جو مرتبہ ہے وہ تو اللہ کا دیا ہوا ہے ناں وہ تو اللہ کا عطا کیا ہوا ہے ناں اللہ نے اپنی بارگاہ میں حاضری کے آداب نہیں سکھائے اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے آداب سکھائے ہیں۔

رب کائنات نے اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے آداب سکھائے ہیں فرمایا کہ اے میرے بندو جب میرے محبوب ﷺ سے ملنے کیلئے جاؤ تو کس طرح جاؤ۔

ان الذین ینادونك من وراء الحجرات اکثرهم لا یعقلون ۔ اے محبوب ﷺ جو تم سے ملنے کیلئے آتے ہیں اور تیرے حجرے کے باہر کھڑے ہو کر تجھے پکارتے ہیں آوازیں دیتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔

دستک دینا یہ عقل مندی ہے

عجیب وغریب بات ہے بھئی آپ ذرا غور کیجئے فرض کیا آپ کا ایک دوست آپ سے ملنے آیا اس نے گھنٹی نہیں بجائی اس نے دستک نہیں دی دروازہ نہیں کھٹکھٹایا اس نے آواز بھی نہیں لگائی اس نے کسی کے ہاتھ پیغام بھی نہیں بھجوایا وہ کھڑا رہا ہے باہر انتظار میں ایک گھنٹہ گزر گیا کھڑا ہے دو گھنٹے گزر گئے تین گھنٹے گزر گئے بالآخر اس کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا وہ چلا گیا اگلے دن اتفاق سے اس کا اور آپ کا آمنا سامنا ہوا اور آپ کا دوست آستینیں چڑھا کے آپ پہ چڑھ دوڑا عجیب آدمی ہو دوستی کا دعوٰی کرتے ہو تم سے ملاقات کیلئے کوئی جائے تو گھنٹوں تم سے ملاقات نہیں ہوتی آپ بڑے

پریشان بھئی آپ آئے تھے ملنے ہاں جی آیا تھا ، جی کب آئے تھے ، جی کل آیا تھا ، کل آئے تھے ، بھئی کل تو میں گھر پہ تھا کس وقت آئے تھے جی میں کل شام آیا تھا۔ بھئی کل شام تو میری کوئی مصروفیت بھی نہیں تھی میں گھر پر ہی تھا اچھا آپ آئے تھے کیا آپ نے گھنٹی بجائی تھی نہیں تو دستک دی تھی نہیں تو دروازہ کھٹکھٹایا تھا نہیں تو آواز لگائی تھی نہیں تو کسی کے ہاتھ پیغام بھجوایا تھا نہیں تو ، تو اب آپ کہیں گے کہ عجیب احمق آدمی ہو ، بے وقوف آدمی ہو آتے ہو گھنٹی بجاتے نہیں دستک دیتے نہیں ، دروازہ کھٹکھٹاتے نہیں آواز لگاتے نہیں ، پکارتے نہیں ، کسی کے ہاتھ پیغام بھجواتے نہیں اور پھر گھنٹوں کھڑے رہتے ہو ابھی تو تین گھنٹے کھڑے رہے دس گھنٹے بھی کھڑے رہو تو میں کیا کروں بھئی یہ کوئی طریقہ ہے ملاقات کا بھئی تم آؤ دستک دو دروازہ کھٹکھٹاؤ آواز دو پیغام بھجواؤ اور پھر میں ملنے کیلئے نہ آؤں تب تو تمہاری شکایت بجا ہے لیکن تم آ کے کھڑے رہو اور بعد میں آ کے شکایت کرنے لگو یہ کیا تک ہے یہ کیا بات ہے پتہ یہ چلا کہ آپ کسی سے ملنے جائیں تو دستک دینا گھنٹی بجانا دروازہ کھٹکھٹانا آواز دینا پیغام بھجوانا یہ عقل مندی ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے اے محبوب ﷺ جو تجھ سے ملنے کیلئے آئیں وہ اگر آواز دیتے ہیں تو وہ بے عقل ہیں انہیں چاہیے کہ وہ صبر کریں اور آپ ﷺ از خود تشریف لے آئیں اور اپنا دیدار کرا دیں وہ ان کیلئے بہتر ہوتا اگر وہ صبر کرتے ہم کسی سے ملنے کیلئے جائیں تو آواز دیں تو یہ عقل مندی ہے دستک دیں تو یہ عقل مندی ہے دروازہ کھٹکھٹائیں تو یہ عقل مندی ہے۔ پیغام بھجوائیں تو یہ عقل مندی ہے اور مولا تو فرماتا ہے کہ اے محبوب ﷺ جو تجھ سے ملنے کیلئے آئے وہ کھڑا انتظار کرتا رہے اور اگر وہ انتظار نہ کرے اور آواز دے تو یہ بے عقلی ہے یہ کیا ماجرا ہوا بھئی بظاہر بڑی پیچیدہ بات نظر آتی ہے بظاہر حیران کن بات محسوس ہوتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے گویا یہ فرمایا کہ اے میرے محبوب ﷺ جو تجھ سے ملنے کیلئے آیا ہے کیا یہ سمجھ کے آیا ہے کہ تجھے پتہ نہیں چلتا کہ کون ملنے کیلئے آیا ہے۔ کیا یہ سمجھ کے آتا ہے اگر یہ سمجھ کے آیا ہے تمہیں خبر نہیں تو پھر بڑا ہی نادان ہے بڑا ہی بے عقل ہے بڑا ہی بے وقوف ہے ارے نہیں جو تجھ سے ملنے کیلئے آیا ہے۔ جو تیری بارگاہ میں آیا

ہے جو تیرے رخ انور کی زیارت کرنے کیلئے آیا ہے ارے اسے تو یقین ہونا چاہیے کہ تجھے اس کے آنے کا پتہ ہے کہ کون ملنے آیا ہے اور کون گیا ہے۔ لیکن اسے انتظار کرنا چاہیے کہ آپ ﷺ جو آرام بھی تو ہو سکتے ہیں محو استراحت بھی ہو سکتے ہیں محو خواب بھی ہو سکتے ہیں۔ کسی کام میں مشغول بھی ہو سکتے ہیں میری بارگاہ میں سجدہ ریز بھی ہو سکتے ہیں۔ انہیں پکار کر آواز دے کر تیرے لیئے تکلیف کا سبب نہیں بننا چاہیے انہیں انتظار کرنا چاہیے۔ ان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ تجھے خبر ہے کہ کون ملنے آیا ہے۔ اور اگر یہ مفہوم نہیں ہے تو اس آیت کا مطلب کیا ہے۔ پھر مجھے سمجھا دیں۔ اللہ اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے آداب سکھا رہا ہے حضور والا قرآن کو سمجھنے کیلئے صرف لغت نہیں چاہیے صرف عربی زبان سے شناسائی نہیں چاہیے بلکہ صاحب قرآن ﷺ سے نسبت چاہیے۔

فضائل کوثر

حضرات مکرم وقت کافی بیت چکا ہے اس سے پہلے کہ آپ کے صبر کا پیمانہ چھلک پڑے میں نے سورۃ کوثر کی پہلی آیت آپ کے سامنے تلاوت کی اس سے متعلق کچھ مفہوم و معنی پھر اجازت طلب کروں رب کائنات نے فرمایا **انا اعطینک الکوثر** اے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا فرمائی ہے کوثر سے کیا مراد ہے مفسرین سے پوچھیئے وہ بتاتے ہیں کوثر سے مراد ہے خیر کثیر کوثر سے مراد ہے دونوں جہانوں کی بھلائی کوثر سے مراد وہ حوض کوثر بھی ہے جو جنت میں ہے ٹھیک ہے ناں۔ ارے کوثر دونوں جہانوں کی بھلائی ہے کوثر خیر کثیر ہے اللہ تعالی نے اپنے محبوب ﷺ کو کوثر عطا فرمادی اپنی نعمتیں اپنے محبوب ﷺ پر تمام کر دیں دونوں جہانوں کی بھلائی اپنے محبوب ﷺ کی جھولی میں رکھ دی یہ کہنے کے بعد کیا فرمایا **فصل لربک وانحر** پس آپ نماز پڑھیئے اور قربانی دیجیئے بڑا عجیب و غریب انداز ہے اچھا آپ نماز پڑھتے ہیں میں آپ سے کہوں بھئی نماز پڑھا کریں اس کا کیا مطلب ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے آپ نماز میں ڈنڈی مار جاتے ہیں

ویسے تو سبحان اللہ ہم تو ڈنڈا مار جاتے ہیں ہماری تو بات ہی ایسی ہے جب میں کسی سے یہ کہوں کہ مہربانی کر کے نماز پڑھا کیجیے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جناب آپ پہلے نماز کے اندر گڑ بڑ کر جاتے ہیں نماز سے جی چرا لیتے ہیں نماز چھوڑ دیتے ہیں نماز نہیں پڑھتے مہربانی کر کے نماز پڑھا کریں اور اگر میں کسی ایسے شخص کو نماز پڑھنے کا کہوں جو پہلے سے نماز پڑھتا ہو نمازی ہو پرہیزگار ہو اور میں اس سے کہوں کہ آپ نماز پڑھیں تو وہ کہے گا حضرت اللہ کے حکم سے فضل سے مجھے نماز پڑھنے کی پہلے سے ہی توفیق ہے میں نماز پنجگانہ ادا کرتا ہوں میں تو مسجد میں امامت کرتا ہوں پڑھتا بھی ہوں اور پڑھاتا بھی ہوں مجھے آپ کوئی اور نصیحت کیجئے میں اس پر عمل کروں گا ٹھیک ہے ناں۔ اللہ فرماتا ہے اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرما دی پس آپ نماز پڑھیئے اور قربانی دیجئے ارے نماز پڑھنے کا حکم تو اس کو دینا چاہیئے جو پہلے نماز نہ پڑھتا ہو، اور قربانی کا حکم تو اسے دینا چاہیے جو پہلے قربانی سے گریز کرتا ہو کیا سرکار دو عالم ﷺ کے بارے یہ تصور ذہن قبول کرتا ہے لیکن پھر بھی اللہ فرماتا ہے اے محبوب ﷺ آپ نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے کیا مسئلہ ہے اللہ اکبر حضور والا اللہ تعالی نے اس مقام پر اپنے محبوب ﷺ کے پردے میں ہم سے خطاب فرمایا ہے اور یہ فرمایا کہ اے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو پہلے فرمایا کہ ہم نے آپ ﷺ کو، کوثر عطا فرما دی ہم نے دونوں جہانوں کی بھلائی آپ ﷺ کے دامن میں رکھ دی اپنی نعمتیں آپ ﷺ پر تمام کر دیں۔ اے محبوب ﷺ آپ ﷺ کو سب کچھ عطا فرما دیا جس کو سب کچھ دے دیا اس کو بھی نماز پڑھنی ہے اور جس نے ہر وقت ہاتھ پھیلانے ہیں بھئی ہم نے ہر وقت ہاتھ پھیلانے ہیں یا نہیں کبھی صحت و سلامتی مانگنی ہے کبھی ہم نے اس سے رزق میں فراخی مانگنی ہے کبھی کاروبار میں ترقی مانگنی ہے کبھی بڑھاپے کی بیساکھی مانگنی ہے کبھی اولاد کے لیئے روشن مستقبل مانگنا ہے کبھی عزت مانگنی ہے نام و نمود مانگنا ہے مال و منال مانگنا ہے دولت و ثروت مانگنی ہے عالی شان محلات مانگنے ہیں عالی شان پوشاک مانگنی ہے ارے ہماری خواہشات کی کوئی حد ہے ہزاروں خواہشیں ایسی ہیں کہ ہر خواہش پہ دم نکلے ہم نے تو اس کے سامنے ہر وقت ہاتھ پھیلانے ہیں ہر

وقت سوال کرتے ہیں ہر وقت مانگنا ہے طلب کرنا ہے۔

اللہ نے گویا یہ فرمایا کہ اے میرے محبوب ﷺ جس کو سب کچھ دے دیا اس کو بھی حکم ہے وہ بھی نماز پڑھے اور وہ بھی قربانی دے تو جس نے ہر وقت سوال کرنا ہے وہ نماز اور قربانی سے گریز کیسے کرسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے پردے میں ہم کو حکم دیا ہے کہ اے میرے بندو نماز پڑھا کرو اور قربانی دیا کرو۔

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتوكل عليه و نعوذ با الله من شر ور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادی له ونشهدان لااله الاالله وحده لاشريك لـه و نشهد ان سيدنا ونبينا وحبيبنا وكريمنا و رؤفنا ورحيمنا و مولنا وملجنا وما ونا محمدًا عبده ورسوله امابعد فاعوذ باالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم يا ايهاالنبی انا ارسلنك شاهد صدق الله مولانا العلى العظيم وصدق رسوله النبی الكريم الامين ونحن على ذالك لمن الشاهد ين والشا كرين والحمدلله رب العلمين۔

فضیلت مآب مہمانان گرامی اور ثناء خوانان مصطفٰی ﷺ مکرم ومعزز حاضرین محفل، محفل نعت ہے محبوب رب کائنات ﷺ کی ثناء خوانی کی محفل ہے جس میں عقیدتوں اور محبتوں کی، الفتوں اور چاہتوں کی بارش ہے نعت خوان حضرات خوش گلوئی اور خوش الحانی سے اپنی پرسوز آواز میں بارگاہ رسالت ﷺ میں اپنی محبتوں کے نذرانے پیش کررہے ہیں اور ایسے میں آپکو اچانک مجھ جیسے ایک بے سرے شخص کو برداشت کرنا پڑرہا ہے اس پر مجھے بہر حال آپ سے اظہار ہمدردی ہے ۔ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ کچھ کہنے اور سننے کا لطف اس وقت آتا ہے جب کہنے والے اور سننے والے کے درمیان باقاعدہ تفہیم کا رابطہ موجود ہو میرے لیئے مشکل یہ ہے کہ میرے مجمع میں ستر فیصد Teenages ہیں یعنی کہ نوجوان ہیں یا تو میں اپنی عمر رفتہ کو آواز دوں اور میں اس سطح پر آکر بولوں ورنہ یہ گمان رہے کہ نا جانے کہ میرا کہا ہوا صحیح معنوں میں سمجھا بھی جارہا ہے یا نہیں بہرحال چند لمحات آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہوں اور اس کے بعد انشاءاللہ العزیز یہ نعت خوانی کا سلسلہ دوبارہ جاری ہوگا رات خاصی بیت چکی ہے لیکن حسن برہم کو ہم منالیں گے رات باقی ہے بات باقی ہے۔

حسن عشق کا محتاج نہیں

حضرات محترم کبھی اگر آپ نے غور کیا ہو حسن و عشق کی داستانیں اس دنیا میں کم نہیں ہیں آج اگر ہم محفل سجا کر حضور نبی کریم ﷺ کے حسن و جمال کی قصیدہ خوانی کرتے ہیں اگر ہم سرکا ﷺ کے جمال جہاں آراء کی بارگاہ میں اپنی عقیدتوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں تو اس دنیا کے اندر حسن و عشق کی داستانیں کچھ کم نہیں ہیں وہ فرضی ہیں یا حقیقی ہیں میں اس پر اس وقت بحث کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں لیکن بحر حال ہم سب جانتے ہیں کہ لیلیٰ مجنوں کا قصہ بھی ہے شیریں فرہاد کی کہانی بھی ہے وامک اذراہ کا تذکرہ بھی ہیر رانجھا کی داستانیں بھی ہیں۔ یہ تمام چیزیں آپ نے سنی ہوئی ہیں لیکن اگر آپ غور فرمائیں عشق و محبت کی جتنی بھی داستانیں ہیں ان سب کے اندر اصل اہمیت اور فوقیت عشق کو حاصل ہے یہاں پر مجنوں کے جنون کی باتیں تو ہوتی ہیں۔ لیکن لیلیٰ کے حسن و جمال کے قصیدے کسی نے نہیں گائے، فرہاد کے عزم کی بات ہوتی ہے کہ کس طرح اس نے دودھ کی نہریں نکالنے کا سوچا ہے لیکن یہ شیریں کے حسن و جمال کی باتیں کوئی نہیں کرتا وہ شاعر نے کہا تھا

کہ قصر پرویز میں گم ہو گئی شیریں کی صدا
دامن کوہ میں تیشے کی دھمک باقی ہے

جناب والا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حسن و محبت کی جتنی داستانیں ہیں ان میں اصل اہمیت و فوقیت تو عشق کو حاصل ہے اگر عشق نہ ہوتا تو اس حسن کو کون پہچانتا، اس حسن کو کون مانتا، اس حسن کا تذکرہ کون کرتا لیلیٰ کے جمال کی بات نہیں، کہتے ہیں کہ اسے مجنوں کی آنکھ سے دیکھو لیکن اے لوگو یاد رکھنا جب ایک شاعر جب ایک نعت خوان بارگاہ رسالت ﷺ میں اپنی محبتوں کا نذرانہ پیش کرتا ہے یہاں پر اصل اہمیت عشق کو نہیں ہے اس لیئے کہ اس بارگاہ حسن میں عشق و محبت کا نذرانہ پیش کرنے والے تو بہت ہیں۔ پر یہ نعت خوان بیچارہ تو زبانی کلامی اپنی محبتوں کا اظہار کر رہا ہے لیکن وہ تو وہ بارگاہ ہے جہاں پر لوگوں نے سر کٹا کر محبت کی ہے گھر لٹا کر محبت جتائی ہے اور اولاد کو قربان کر کے

محبت جتائی ہے تو وہ بارگاہ حسن جہاں پر بے شمار لوگ اپنی عقیدتوں محبتوں اور چاہتوں اور الفتوں کے نذرانے لیئے کھڑے ہیں وہاں پر اگر نعت خوان کو کوئی فوقیت حاصل ہے تو اس لیئے نہیں کہ اس کا عشق بے مثال ہے اس لیئے نہیں کہ اس کا جذبہ بہت اعلیٰ ہے بلکہ اس لیئے کہ یہ بھی اسی حسن و جمال کا شیدائی ہے یہ بھی اسی تیر نگاہ ناز کا گھائل ہے یہ بھی اسی حسن جہاں تاب کا چاہنے والا ہے، پتہ چلا کہ ہمارے عشق کو پذیرائی ملتی ہے تو اس حسن کی وجہ سے ملتی ہے میں شاید عشق و محبت کے فلسفے میں زیادہ پیچیدگی میں چلا گیا لیکن یہاں پر ایک بات مزید عرض کرتا چلوں دیکھو دنیا کے اندر اصل اہمیت حسن کی ہے یا عشق کی ہے یہ ایک بحث طلب بات ہو سکتی ہے لیکن فلسفۂ حسن و عشق میں اصل حقیقت اور اصل حیثیت اس ہی کی ہے آپ دیکھیں کہ عشق اپنے وجود کیلیئے حسن کا محتاج ہے جب تک حسن نہ ہو عشق نہیں ہو سکتا خواہ ہو صورت کا حسن ہو خواہ وہ سیرت کا حسن ہو خواہ وہ ظاہر کا ہو، خواہ وہ باطن کا ہو بغیر حسن کے محبت نہیں ہوتی ممکن ہے کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ ایک ماں کا بچہ ہے، کالا کلوٹا ہے بے ہنگم ہے لیکن ماں کو تو اس بچے سے محبت ہے تو اس بچے میں تو حسن نہیں ہے لیکن آپ تو کہتے تھے کہ محبت تو بغیر حسن کے نہیں ہو سکتی تو اس ماں کو اپنے بچے سے محبت کیسے ہے جناب والا وہ بچہ بے شک بدشکل ہو گا بدصورت ہو گا لیکن یہاں پر جذبے کا حسن بھی ہے، یہاں پر رشتے کا حسن بھی ہے، یہاں ماں تا کا جذبہ ہے۔ ماں اور بیٹے کا رشتہ ہے۔

بہر حال حسن کسی بھی صورت میں ہو جب تک حسن نہ ہو عشق نہیں ہو سکتا، عشق حسن کا محتاج ہے لیکن یاد رکھو حسن اپنے وجود کیلیئے عشق کا محتاج نہیں ہے۔ جنگل میں پھول کھلے کوئی آنکھ اسے چاہے نہ چاہے سراہے نہ سراہے کوئی ہاتھ اس کو زیب گلو کرنے کیلیئے بڑھے نہ بڑھے کوئی اس حسن و جمال کے قصیدے گائے نہ گائے لیکن پھول تو اپنی ذات میں حسین ہے ناں وہ اپنے وجود کیلیئے عشق کا محتاج نہیں ہے۔ عشق اپنے وجود کیلیئے حسن کا محتاج ہے، حسن اپنے وجود کیلیئے عشق کا محتاج نہیں تو پتہ یہ چلا کہ ہم جس حسن جمال کی بارگاہ میں اپنی محبتوں کے نذرانے چڑھا رہے ہیں۔ ہم اسے چاہیں یا ناں چاہیں وہ ہماری الفت و چاہت کا محتاج نہیں ہے، وہ تو محبوب رب کائنات ﷺ ہے ناں۔

آداب مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرات مکرم آپ نے کبھی سنا قرآن مجید میں رب کریم نے ہمیں اپنی بارگاہ میں حاضری کے آداب نہیں سکھائے قرآن میں نہیں بتایا کہ ہم جب اللہ کی بارگاہ میں جائیں تو کیسے جائیں مسجد میں داخل ہونے کا طریقہ اللہ نے قرآن میں نہیں سکھایا حضور نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے، سرکار دو عالم ﷺ نے تعلیم دی ہے لیکن قرآن پاک میں اللہ نے نہیں بتایا اور عام مسجدوں کا تذکرہ کیا ہے مسجد حرام میں، کعبے میں داخل ہونے کا طریقہ اللہ نے نہیں سکھایا، نماز بھی خدا کی بارگاہ میں حاضری ہے نماز پڑھنے کا حکم تو دیا، نماز پڑھنے کا طریقہ قرآن پاک میں نہیں بتایا جس رب نے قرآن میں اپنی بارگاہ میں حاضری کے آداب نہیں سکھائے اسی رب نے اسی قرآن میں اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے آداب سکھائے ہیں۔ اللہ نے قرآن میں بتایا کہ اے میرے بندو جب میرے محبوب ﷺ کے ساتھ چلو تو میرے محبوب ﷺ سے پیش قدمی کی جسارت مت کرنا آگے نکلنے کی کوشش مت کرنا جب میرے محبوب ﷺ کو پکارو تو اس طرح مت پکارنا جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو بلکہ یہ سوچنا کہ تمہاری اوقات ہی کیا ہے۔

تمہاری حیثیت کیا ہے مجھے دیکھو میں رب کائنات ہو کر اپنے محبوب ﷺ کو کس طرح پکارتا ہوں۔

قرآن پاک میں اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو پکارنے کا طریقہ سکھایا ہے۔ پکارنے کے مختلف انداز، مختلف طریقے ہوتے ہیں۔ ایک انداز وہ ہے جس سے کوئی افسر ماتحت کو بلاتا ہے۔ کوئی بڑا چھوٹے کو بلاتا ہے۔ میں کوئی تھانے کی مثال نہیں دیتا میری شائستگی اجازت نہیں دیتی، لیکن سکول کی مثال تو دے سکتا ہوں ناں کوئی ہیڈ ماسٹر ہو اگر وہ کسی سکول ٹیچر کو بلائے، آواز دے تو ظاہر ہے کہ ماسٹر صاحب کہہ کے تو نہیں بلاتا ناں، نام لے کے بلاتا ہے کہ اکرم صاحب ذرا ادھر آئیے، جمیل صاحب ذرا بات سنیئے یہ ایک طریقہ ہے، جس سے بڑا اپنے چھوٹے کو یا افسر اپنے ماتحت کو بلاتا ہے لیکن ایک انداز وہ ہے جس سے شاعر اپنے محبوب کو بلاتا ہے کبھی سانول کہتا ہے، کبھی ڈھول کہتا ہے،

کبھی ماہی کہتا ہے کبھی محبوب کہتا ہے کبھی محبوب کی اداؤں کا ذکر کرتا ہے۔ نظر اٹھانے کی ادا نگاہ جھکانے کی ادا کبھی محبوب کے حسن کے مختلف پہلوؤں کو ابھارتا ہے نکھارتا ہے اجاگر کرتا ہے کہ او نشیلی آنکھوں والے او مستانی چال والے اور پھول جیسے رخسار والے او ریاقوت جیسے ہونٹوں والے بھئی یہ ایک انداز ہے ناں پکارنے کا، مثال نہیں، جن ہستیوں کا ذکر ہے وہ ہر مثال سے بالاتر ہیں لیکن اللہ بھی جب اپنے محبوب کو خطاب فرماتا ہے تو نام لے کر کہیں نہیں بلاتا کبھی یا ایھا النبی کبھی یا ایھا الرسول کہتا ہے کبھی طٰہٰ کہتا ہے کبھی یٰسین کہتا ہے کبھی مبشر کہتا ہے، کبھی نذیر کہتا ہے کبھی سراج منیر کہتا ہے، کبھی رحمت مجسم کہتا ہے، اللہ بھی اپنے محبوب ﷺ کے حسن کے مختلف پہلوؤں کو ابھارتا ہے نکھارتا ہے اور اجاگر فرماتا ہے، اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو پکارنے کا سلیقہ سکھایا کہ

لفظ نبی کا مفہوم و معنی

یا ایھا النبی حضرات مکرم ہر لفظ کا کوئی نہ کوئی مطلب ہوتا ہے کوئی نہ کوئی مفہوم ہوتا ہے نبی بھی ایک لفظ ہے اس کا بھی کوئی مطلب ہوگا ممکن ہے علماء میں اختلاف ہو اس لیئے لغت اٹھا کے دیکھ لی جائے ڈکشنری (Dictionary) میں یہ دیکھ لیجئے کہ نبی کا مطلب کیا ہے لغت میں لکھا ہے کہ نبی اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو غیب کی خبر دے۔ نبی کہتے ہیں غیب کی خبر دینے والے کو لیکن آج لوگوں نے عجیب مسئلہ بنا لیا ہے کہتے ہیں نبی کو غیب کا علم نہیں کیسی عجیب بات ہے بھئی کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں شخص جو کہ حسین و جمیل ہے جو وجیہ و شکیل ہے جو جاذب نظر ہے جو پر کشش ہے جس کے حسن و جمال کے ڈنکے پیٹے جاتے ہیں، وہ تو بڑا ہی بدشکل ہے، وہ تو بڑا بدصورت ہے اس کی شکل تو دیکھنے کے قابل نہیں ہے۔ کوئی کہے کہ وہ جو سخی ہے وہ جو فیاض ہے جس کی سخاوت کے گن گائے جاتے ہیں۔ وہ پرلے درجے کا کنجوس ہے مکھی چوس ہے بخیل ہے، کوئی کہے کہ وہ جو عابد ہے، زاہد ہے، شب بیدار ہے زندہ دار ہے، پارسا ہے، متقی ہے وہ تو پرلے درجے کا بدکار ہے فاسق ہے، فاجر ہے اور سیاہ کار ہے لوگ کہیں گے یار و عجیب بات کرتے ہو، اگر وہ حسین و جمیل ہے تو بدصورت کیسے ہو

سکتا ہے اگر بدصورت ہے تو حسین وجمیل کیسے ہوسکتا ہے اگر سخی ہے تو کنجوس کیسے ہوسکتا ہے اگر کنجوس
ہے تو سخی کیسے ہوسکتا ہے۔ اگر عابدو زاہد ہے تو فاسق وفاجر کیسے ہوسکتا ہے فاسق وفاجر ہے تو عابدو
زاہد کیسے ہوسکتا ہے، اگر نبی ہے تو غیب سے بے خبر کیسے ہوسکتا ہے۔ اگر غیب سے بے خبر ہے تو نبی
کیسے ہوسکتا ہے۔

وہ بے وقوف نہیں تھے

یا ایھا النبی (اے غیب کی خبریں دینے والے) ویسے یہ چیز وہ قانون کی زبان میں کہتے ہیں
کہ یہ (unpleasant) نہیں ہے۔ اس کی نظیر موجود ہے اس کی مثال موجود ہے، وہ وقت یاد
کیجئے۔ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنے غلاموں کے جھرمٹ میں تشریف فرما ہوتے تھے۔ صحابہ
کرامؓ کے جلو میں سرکار دو عالم ﷺ جلوہ فگن ہوتے تھے۔ اس وقت سبھی صحابہ تو نہ تھے۔ آخر کافر بھی
تھے، مشرک بھی تھے، سبھی آنکھیں بچھانے والے تو نہ تھے، کچھ آنکھیں دکھانے والے بھی تو تھے، سبھی
خون نچھاور کرنے والے تو نہ تھے۔ کچھ خون کے پیاسے بھی تو تھے سبھی گلے لگانے والے تو نہ تھے،
کچھ گلا کاٹنے کیلئے تیار رہنے والے بھی تو تھے۔ وہ جو دشمن تھے، وہ جو کافر تھے، وہ جو منافق تھے ان
لوگوں کو بہت جلن ہوتی تھی۔ جب وہ اسلام کو پھلتا پھولتا دیکھتے تھے جب وہ یہ دیکھتے تھے کہ حضور نبی
کریم ﷺ کے غلاموں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے مسلمان بڑھ رہے ہیں تو اپنی جلن اور اپنی
کڑھن کے اظہار کیلئے اپنے ہم خیال لوگوں کو جمع کرتے تھے محفلیں سجاتے تھے اور وہاں بیٹھ کر معاذ
اللہ سرکار دو عالم ﷺ کی بے عیب ذات پر عیب تھوپنے کی کوشش کرتے تھے اس قسم کی جسارت
کرتے یوں گویا ہوتے۔ کہ محمد ﷺ میں یہ عیب ہے۔ محمد ﷺ میں یہ خرابی ہے، محمد ﷺ میں یہ نقص
ہے، کچھ عرصہ تو اسی طرح کرتے رہے پھر کچھ دنوں کے بعد انہی میں سے ایک شخص کو خیال آیا،
کہنے لگا یارو ہم بھی عجیب لوگ ہیں، خود ہی محمد ﷺ کہتے ہیں اور خود ہی برائی کرتے ہیں۔ تو محمد ﷺ تو
کہتے اس کو ہیں جس کی بے شمار تعریف کی جائے۔ محمد ﷺ تو کہتے اس کو ہیں جس کی بار بار تعریف کی

جائے اور جس سے زیادہ کسی کی تعریف نہ کی جائے تو یا تو محمد ﷺ کہنا چھوڑ دیں یا برائی کرنا چھوڑ
دیں۔ تو انہوں نے سوچا کہ نہیں بھئی جو ہمارے دلوں کا بغض ہے جو جلن ہے، جو کڑھن ہے وہ ہمیں
چین نہیں لینے دے گی ہمیں اس بے عیب ذات پر عیب تو لگانا ہے چلو ہم نام کوئی اور سوچ لیتے ہیں تو
انہوں نے باہمی مشاورت کر کے معاذ اللہ مذمم کہنا شروع کر دیا مذمم کا کیا مطلب جس کی حد سے
زیادہ مذمت کی جائے جس کی بے تحاشا برائی کی جائے اب بڑے آرام سے محفلیں سجاتے اور بیٹھ
کے کہتے مذمم میں یہ عیب ہے مذمم میں یہ خرابی ہے یہ کمی ہے مذمم میں یہ نقص ہے صحابہ کرام حاضر
ہوئے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں دکھی دل کے ساتھ زخمی سینے کے ساتھ، عرض کی سرکا ﷺ وہ
کافر تو دشمن ہیں ناں اور دشمن سے کیا شکایت کہ وہ دشمنی کیوں کرتا ہے وہ تو دشمن ہے دشمنی تو کرنی ہے
،لیکن سرکار ﷺ وہ پہلے آپ ﷺ کا نام نامی تو لیتے تھے۔ اسم گرامی تو لیتے تھے محمد ﷺ تو کہتے تھے
سرکا ﷺ اب تو انہوں نے مذمم کہنا شروع کر دیا ہے۔
حضور علیہ الصلوۃ والسلام مسکرائے سرکار دو عالم ﷺ نے تبسم فرمایا، فرمایا اے میرے غلاموں کیا تم
نہیں دیکھتے مجھے میرے رب نے مجھے میرے دشمنوں کی بدزبانی سے کس طرح محفوظ فرمالیا ہے بھئی
میرے دشمن جو ہیں وہ تو برائی کرتے ہیں کسی مذمم کی اور دنیا جانتی ہے کہ میں تو محمد ﷺ ہوں اے
میرے غلاموں دیکھو تو سہی میرے رب نے مجھے میرے دشمنوں کی بدزبانی سے یاوہ گوئی سے ہرزہ
سرائی سے دشنام ترازی سے الزام تراشی سے کس طرح محفوظ فرمادیا ہے یہ برائی کسی مذمم کی کرتے
ہیں اور بچہ بچہ یہ جانتا ہے کہ میں تو محمد ﷺ ہوں اے لوگو وہ کافر تھے ناں ان کے کفر میں تو کوئی شبہ
نہیں بھئی جو سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر نہیں ہوگا تو کیا ہوگا وہ کافر تو تھے لیکن
علماء سے معذرت کیساتھ وہ کافر تھے بے وقوف نہیں تھے وہ یہ جانتے تھے کہ جسے محمد ﷺ کہتے ہیں
ناں پھر اس کی برائی نہیں کرتے۔ یہ عجیب لوگ ہیں نبی ﷺ بھی کہتے ہیں علم غیب کا انکار بھی کرتے
ہیں۔ اور میرا یہ خیال ہے کہ یہ مسئلہ اتنا (Complicated) نہیں ہے اتنا الجھا ہوا نہیں ہے اتنا
پیچیدہ نہیں ہے یہ یہاں پر ہم ابھی دو منٹ میں حل کر سکتے ہیں بھئی آپ سب اللہ کے فضل سے

مسلمان ہیں ناں، اللہ کو مانتے ہیں، کبھی اللہ میاں کی زیارت کی ہے، نہیں کی فرشتوں کو مانتے ہیں کبھی ان سے ملاقات ہوئی ہو کبھی آپ کا کوئی ڈیلی گیشن (Deligation) ان سے کوئی نیگوشی ایشنز (Negotiations) کیلئے گیا ہو، باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کی نوبت آئی ہو، کبھی نہیں، بھئی جنت کو مانتے ہیں کبھی Picnic منانے گئے ہوں وہاں، نہیں دوزخ کو مانتے ہیں کبھی سوچا ہو کہ چلو موسم اچھا ہے چلو آگ تاپنے جہنم چلتے ہیں، کبھی وحی آپ کے اوپر نازل ہوئی ہے لیکن قرآن کو اللہ کا کلام مانتے ہیں اے لوگو ذرا سوچو تو سہی کہ اللہ کو دیکھا نہیں ہے، مانتے تو ہیں، جنت و دوزخ کو دیکھا نہیں ہے مگر مانتے تو ہیں فرشتوں کو دیکھا نہیں ہے، مانتے تو ہیں تمام کتب سماوی کو ہم مانتے ہیں حالانکہ وحی ہم پر نازل نہیں ہوئی انبیاء کرام کو ہم اللہ کا نبی مانتے ہیں حالانکہ ہم نے ان کی زیارت نہیں کی ہمیں ان کا عہد نہیں ملا دور نہیں ملا زمانہ نہیں ملا سوال یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کو کیوں مانتے ہیں بھئی کوئی نہ کوئی دلیل تو ہونی چاہیے آج کل لوگ تو بڑے لوجیکل مائنڈڈ (Logical Minded) ہیں۔

جب تک دلیل نہ آئے اس وقت تک چیز کو تسلیم ہی نہیں کرتے تو ہمارے پاس کیا دلیل ہے خدا کو مانتے ہیں دلیل کیا ہے فرشتوں کو مانتے ہیں دلیل کیا ہے جنت و دوزخ کو مانتے ہیں دلیل کیا ہے۔ قیامت کو مانتے ہیں دلیل کیا ہے اگر زبان رسالت ﷺ کے سوا اور فرمان نبوت ﷺ کے سوا کوئی دلیل ہو تو پیش کرو، ممکن ہے کہ آپ کہیں کہ ہم قرآن پاک پیش کرتے ہیں بے شک قرآن پاک دلیل ہے لیکن قرآن تو اپنے ثبوت کیلئے نبی ﷺ کے فرمان کا محتاج ہے۔ جب تک نبی ﷺ نہ بتائے کہ یہ قرآن ہے ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ یہ قرآن ہے۔ اے لوگو ذرا غور کرو نبی ﷺ خبر دیتے ہیں کہ خدا ایک ہے تو ہم مان لیتے ہیں نبی ﷺ خبر دیتے ہیں کہ جنت و دوزخ کا وجود ہے تو ہم مان لیتے ہیں نبی ﷺ خبر دیتے ہیں کہ قیامت آئے گی تو ہم مان لیتے ہیں نبی ﷺ خبر دیتے ہیں کہ اللہ کا کلام ہے تو ہم مان لیتے ہیں اے لوگو جس ہستی کی دی ہوئی خبر پر ہمارے ایمان کا دارومدار ہے۔ اسی کو بے خبر مانتے ہو اور اگر وہ بے خبر ہے تو پھر ہمارے ایمان کا اعتبار کیا ہے۔ اگر ہم نبی ﷺ کا علم

مانتے ہیں تو اس لیئے نہیں کہ نبی ﷺ ہمارے ماننے کے محتاج ہیں۔ نبی کو کوئی فرق نہیں پڑتا مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہم نبی ﷺ کے علم کو نہیں مانیں گے تو ہمارے اپنے ایمان کا اعتبار ختم ہو جائے گا۔ ہم نبی ﷺ کا علم اپنے ایمان کو بچانے کیلئے مانتے ہیں یاایھا النبی اے غیب کی خبریں دینے والے معاف کیجئے میں نعت گو شہباز قمر فریدی کے صبر کو آزما رہا ہوں اس لیئے میں زیادہ آزمائش کا سبب نہیں بنوں گا صرف آخر میں ایک آدھ نصیحت کر کے کیونکہ آیات کریمہ پر اگر میں نے کلام کرنا شروع کیا تو پھر سبحان اللہ شہباز قمر فریدی صاحب تو معذرت ہی چاہیں گے۔

حضور علیہ السلام تمام کائنات پر گواہ ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے آپ ﷺ کو شاہد بنا کر بھیجا شاہد کا بھی کوئی مطلب ہو گا چلیئے وہ مطلب لیں جو Disputed نہیں ہے جس پر جھگڑا نہیں ہے اختلاف نہیں ہے وہ مطلب ہے گواہ یہ ہر ایک مانتا ہے شاہد کا مطلب ہے گواہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا کس پر گواہ بنا کر بھیجا قرآن پاک میں کسی آیت میں ذکر نہیں ہے کسی آیت میں مذکور نہیں کہ کس پر گواہ بنایا چلو ذکر نہیں ہے لیکن اللہ نے عقل تو دی ہے ظاہر ہے کہ جس پر بھیجا ہے اسی پر گواہ بنایا ہے تو کس پر بھیجا کس کی طرف بھیجا یہ مجھ سے نہ پوچھیئے جس کو بھیجا ہے اس سے پوچھ لیجئے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے خود فرمایا (**ارسلت الی الخلق کافۃ**) مجھے تو ساری خدائی کی طرف بھیجا گیا اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنی ساری مخلوق کی طرف بھیجا ہے تو اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو گواہ بنا کر بھیجا کس پر گواہ بنایا، جس کی طرف بھیجا، کس کی طرف بھیجا ساری مخلوق کی طرف بھیجا پتہ یہ چلا سرکار ﷺ ساری مخلوق پر گواہ ہیں اب ہمارے ذہن میں یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص ہو ایک ذات ہو ایک فرد ہو، ایک ہستی ہو اور تمام کائنات پر گواہ ہو یہ بات بظاہر حلق سے نیچے نہیں اترتی مولا یہ بھلا کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص ہو آسمانوں وزمین پر گواہ ہو انسانوں پر گواہ ہو، حیوانوں پر گواہ ہو، جمادات پر گواہ ہو نباتات پر گواہ ہو ظاہر پر گواہ ہو باطن پر گواہ ہو مولا یہ بات ہماری سمجھ میں

نہیں آتی کہ ایک شخص یہ تمام کائنات پر گواہ کیسے ہوسکتا ہے قرآن مجید نے اس اعتراض کا کتنا خوبصورت جواب اسی مقام پر عطا فرمایا یہ قرآن کے انداز بیان کی حکمتیں دیکھئے اللہ نے گویا یہ فرمایا کہ اے محبوب ﷺ **انا ارسلنك شاهد** ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا اے میرے محبوب ﷺ یہ دعویٰ تیرا نہیں ہے کہ تو گواہ بن کے آیا ہے یہ فرمان تو میرا ہے کہ ہم نے گواہ بنا کر بھیجا ہے اب میرے بندوں میں سے جس کے ذہن میں یہ اعتراض پیدا ہو خلش پیدا ہو وسوسوں کے سانپ ڈسنے لگیں اور شکوک وشبہات کی فصل لہلہانے لگے ان سے پوچھ لے کہ کیا یہ میری قدرت ہے یا نہیں ہے کہ میں ایک بندے کو اپنی ایک مخلوق کو تمام کائنات پر گواہ بنا دوں یہ سوال تیری عظمت کا نہیں ہے اب سوال تو میری قدرت کا ہے ناں میں بنا سکتا ہوں یا نہیں بنا سکتا اگر بنا سکتا ہوں اگر یہ مجھے قادر مطلق مانتے ہیں تو اے میرے محبوب ﷺ میں صرف یہ نہیں کہتا کہ میں نے گواہ بنا دیا ہے میں تو یہ کہتا ہوں کہ میں نے گواہ بنا کر بھیج بھی دیا ہے۔ **انا ارسلنك شاهد** تجھے گواہ بنا کر ہم نے بھیجا ہے ناں تو اے محبوب ﷺ جس کو تیری گواہی پر شک ہو وہ تجھ پر اعتراض نہ کرے اگر ہمت ہو تو انگشت نمائی مجھ پر کرے۔

عظمت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرات مکرم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انی تو کر رہے ہیں اچھا آپ نے کبھی غور کیا کہ کچھ اور محفلیں ہیں کسی اور عنوان سے سجائی جاتی ہیں۔ بھئی یہ حضرات خوش نصیب ہیں۔ کہ اگر کسی کے بچھڑنے کا دکھ ہو کسی کے دنیا سے رخصت ہونے کا غم ہو تو وہ غم بھلانے کیلئے سرکار دو عالم ﷺ کے ذکر کی محفل سجاتے ہیں یہ کوئی چھوٹی سعادت نہیں ہے اچھا کچھ اور لوگ بھی تو ہیں ناں۔۔۔۔ وہ کوئی اور عنوان سے مثلاً سیرت النبی ﷺ کے عنوان سے محفل سجائی ہے کس طرح میں سیرت مبارکہ بیان ہوتی ہے بھئی مانتے تو ہم بھی ہیں جو تاریخی حقیقتیں ہیں وہ ماننی تو پڑیں گی۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھجور کی چٹائی پر محو استراحت ہوتے تھے سرکار دو عالم ﷺ اپنی نعلین مبارک کو خود مرمت فرما

لیتے تھے۔ سرکار دو عالم ﷺ جو کی روٹی پر گزارا فرماتے تھے۔ کبھی وہ بھی میسر نہ ہوئی تو شکم مبارک پر پتھر باندھ لیئے۔ یہ تمام باتیں ہم نے سنی ہیں لیکن یہ باتیں بیان کرنے سے سرکار دو عالم ﷺ کی سیرت مبارکہ بیان نہیں ہوتی، یہ باتیں بیان کرنے سے سیرت بیان نہیں ہوتی اے لوگو تم نے کبھی سوچا کہ ایک موچی ہے دن رات جوتیاں سیتا رہتا ہے کبھی اس کو عظیم کہا ہے۔ وہ بھی تو جوتیاں سیتا ہے اور صرف اپنی نہیں وہ تو لوگوں کی بھی جوتیاں سیتا ہے اس کی عظمت نہیں ہے کیوں نہیں ہے اس لیئے کہ جوتی سینا تو اس کی مجبوری ہے اس کا تو پیشہ ہے یہ نہیں کرے گا تو کھائے گا کہاں سے عظمت اس وقت ہوگی جب کوئی صاحب ثروت ہو کوئی صاحب حیثیت ہو اور صرف محنت کی عظمت کو اجاگر کرنے کیلئے اور یہ درس اور یہ سبق دینے کیلئے کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے۔

یہ درس دینے کیلئے کوئی بڑا آدمی اپنی جوتی کی خود مرمت کرلے تو اس میں عظمت ہے ناں کتنے لوگ ہیں جن کو سر چھپانے کیلئے چھت بھی میسر نہیں ہے۔ فٹ پاتھ پر سوتے ہیں ایسا ہے یا نہیں ہے کبھی آپ نے ان کی عظمت بیان کی کہ دیکھو کتنا عظیم آدمی ہے کہ یہ تو فرش خاک پر لیٹا ہوا ہے اس کے پاس تو کھجور کی چٹائی بھی نہیں ہے اس کی عظمت بیان نہیں کی جائے گی کیوں اس لیئے کہ زمین پر لیٹنا تو اس کی تو مجبوری ہے ناں عظمت تو اس وقت ہوگی کہ جب کوئی دولت مند ہو صاحب ثروت ہو اور مخلوق خدا کی حالت زار کو یاد کر کے کہ اللہ کے بندے کس حالت میں کس مصیبت میں زندگی گزارتے ہیں اگر ان کی کیفیت کو یاد کر کے اگر آدمی راحت وآرام کو ترک کردے اور کھجور کی چٹائی پر لیٹ جائے تو اس میں عظمت ہے ناں، کوئی کمزور آدمی ہو بے حیثیت شخص ہو اور اس کا دشمن طاقتور ہو اور اس دشمن سے انتقام لینے کا نہ اسے موقع ہو اور نہ طاقت واختیار ہو اور پھر کسی دن کہے کہ یارو میں نے اپنے دشمن کو معاف کردیا تو لوگ ہنسیں گے کہ معاف نہ کرتا تو کیا کرتا بھائی اس میں کوئی بڑائی نہیں ہے۔ بڑائی کب ہوگی جب صاحب اختیار ہو، صاحب اقتدار ہو، دشمن سے بدلہ لے سکتا ہو اور پھر اس کو معاف کردے تو اس میں بڑائی ہے بھئی سرکار دو عالم ﷺ کی سیرت مبارکہ تو بیان

کرتے ہو لیکن اس سے پہلے سرکار دو عالم ﷺ کی عظمت تو بیان کرو پہلے یہ تو بتاؤ کہ سرکار دو عالم ﷺ وہ ہیں کہ دنیا جہان کے خزانے جن کی ٹھوکروں میں رہتے تھے، اور پھر یہ بتاؤ کہ اپنی بیٹی کو پیوند لگی چادر میں گھر سے رخصت کیا ہے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ جنت کی نعمتیں ان کی دسترس میں رہتی تھیں۔ اور پھر یہ بتاؤ کہ جو کی روٹی پہ گزارا کیا ہے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ اگر وہ چاہتے تو ان کے دشمنوں کو پہاڑوں میں پیس کر ہلاک کر دیا جاتا ان کا وجود منصہ شہود سے نابود کر دیا جاتا اور پھر یہ بتاؤ کہ اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کر دیا ہے پہلے سرکار دو عالم ﷺ کی عظمت بیان کرو جیسے کہ شاعر نے کہا

کہ کہنے کو تو بستر بھی میسر نہ تھا تجھ کو
لیکن تیری دہلیز پہ اترے ہیں ستارے

انبوہ ملائک نے ہمیشہ تیری خاطر کی
پلکوں سے تیرے شہر کے رستے بھی سوارے

اور کہنے کو تو امی تھا لقب دہر میں تیرا
لیکن تو معارف کا گلستاں نظر آیا

اک تو ہی نہیں صاحب آیات سمٰوت
ہر فرد تیرا وارث قرآن نظر آیا

کہنے کو تو فاقوں میں بھی گزری تیری راتیں
لیکن یہ جہاں سارا نمک خوار ہے تیرا

تو نے ہی سکھائی ہے تمیز من یزداں
انسان کی گردن پہ سدا بار ہے تیرا

کہنے کو تو دستار یتیمی ہے تیرے سر پر
لیکن تو زمانے کے یتیموں کا سہارا

کہنے کو تیرا فقر تیرے فخر کا باعث
لیکن تو سخاوت کے سمندر کا کنارا

اور کہنے کو ہے اک غار حرا میں تیری مسند
لیکن یہ فلک بھی تیری نظروں میں کف خاک

کہنے کو تو خاموش مگر جنبش لب سے
دامان عرب گردیبان عجم چاہ

سیرت مبارکہ ﷺ

حضرات مکرم تقریر تو میں کر چکا ایک نصیحت سن لیجئے۔ یہ تو ہمیں پتہ چل گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو سیرت گزاری ہے۔ یہ سیرت مبارکہ پیش فرمائی ہے یہ جو زندگی گزاری ہے یہ اختیاری ہے مجبوری نہیں تھی سرکار دو عالم ﷺ اگر چاہتے تو راحت و آرام کا ہر سامان میسر رہتا، لیکن سرکار دو

عالم ﷺ نے کس طرح زندگی گزاری ہے۔ آخر سرکار دو عالم ﷺ نے ایسا کیوں کیا کوئی وجہ تو ہوگی ناں۔ ہمیں ایک نوکر مل جائے تو ہم اس کا جینا حرام کر دیتے ہیں۔ اور وہ ہستی جس کے اشارے پر ہزاروں صحابہ کرامؓ گھربار لٹانے کیلئے تیار ہوں، وہ بیٹھا ہوا اپنے کپڑوں کو خود پیوند لگا رہا ہو کوئی سبب تو ہوگا ناں ہمارا دشمن اگر ہمارے بس میں ہو تو ہم اسے مٹا دیں ختم کر دیں لیکن سرکار دو عالم ﷺ کے دشمن پر فرشتہ پوچھتا ہے کہ کیا ان کو پہاڑوں میں پیس کر مار دوں ختم کر دوں، ناپید کر دوں لیکن سرکار دو عالم ﷺ نے دوستوں اور دشمنوں کے درمیان زندگی گزارنا پسند فرمایا کوئی وجہ تو ہوگی ناں وہ وجہ کیا تھی سرکار دو عالم ﷺ نے یہ زندگی ہماری خاطر گزاری سرکار دو عالم کیلئے تو احد کا پہاڑ سونے کا بن جاتا لیکن ہمیں تو روزی کمانی پڑتی ناں سرکار دو عالم ﷺ کیلئے تو جنت کی نعمتیں رہتیں لیکن ہمیں تو روٹی کیلئے تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ کے دشمن تو ختم ہو جاتے لیکن ہمیں تو دشمنوں کا سامنا کرنا پڑتا سرکار دو عالم ﷺ کے اشارے پر صحابہ کرامؓ سب خدمت کیلئے تیار ہوتے۔ لیکن ہمیں تو اپنے کام خود کرنے پڑتے۔ یہ سرکار دو عالم ﷺ نے زندگی ہماری خاطر گزاری ہے اب ذرا سوچو فرض کیجئے آپ کے ہاں علاقے میں کوئی پریشانی ہو کوئی مسئلہ ہو اور اتفاق سے وزیراعظم صاحب کو پتہ چلے کہ اس علاقے کے لوگ اس پریشانی سے دوچار ہیں۔ وہ آپ کے گھر پر آ جائیں گے، دروازہ کھٹکھٹائیں، گرمیوں کا موسم ہو آپ دوپہر کے وقت گھر سے نکلیں میاں صاحب کھڑے ہوں آپ دیکھ کر حیران پریشان آپ کے پاؤں تلے زمین نکل جائے۔ آپ کو سمجھ نہ آئے کہ کہاں بٹھائیں اور کیاں کریں وہ کہیں کہ نہیں بھئی میں نے تو بس تمہارا مسئلہ پوچھنا تھا انشاءاللہ دیکھیں گے کوئی حل نکالیں گے وہ پانچ منٹ آپ سے دھوپ میں مل کے چلے گئے پسینے میں نہا گئے وہ مسئلہ پتہ نہیں حل ہوا یا نہیں ہوا لیکن آپ ساری زندگی ان کے گن گائیں گے ساری زندگی ان سے محبتوں اور چاہتوں کا رشتہ رکھیں گے بھئی ظاہر ہے آپ کہیں گے جناب وہ وزیراعظم میری خاطر میرے گھر آیا، اور وہ دس منٹ دھوپ میں کھڑا رہا وہ جوان پسینے میں نہا گیا دیکھو وہ کتنا بھلا آدمی ہے اسے غریبوں کا کتنا خیال ہے جناب والا ذرا غور

کیجئے کہ ایک وزیراعظم اگر آپ کی خاطر پانچ یا دس منٹ تکلیف برداشت کرے پریشانی برداشت کرے تو آپ ساری زندگی اس کے گن گائیں گے اس کا ساتھ دیں گے اپنی نسلوں کو وصیت کر جائیں گے کہ اس کا ساتھ دینا ایک وزیراعظم اگر تمہاری خاطر پانچ منٹ تکلیف برداشت کرے تم ساری زندگی اس کا احسان مانتے ہو لیکن کبھی تم نے سوچا کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے ساری زندگی تمہاری خاطر کس طرح گزاری، ساری زندگی کس طرح گزاری ہے ان کو کیا ضرورت تھی یہ پریشانیاں برداشت کرنے کی یہ زخم سہنے کی ان کو کیا ضرورت تھی یہ پتھر کھانے کی ان کو کیا ضرورت تھی یہ فاقے کرنے کی ان کو کیا ضرورت تھی جو کی روٹی چبانے کی، ان کو کیا ضرورت تھی ارے وہ تو گھر میں بیٹھ جاتے، جب میدان بدر میں کفار کا لشکر آیا اگر سرکار دو عالم ﷺ مدینے میں بیٹھ کر ہاتھ اٹھا لیتے تو کیا اللہ اپنے محبوب ﷺ کے پھیلے ہوئے ہاتھوں کی لاج نہ رکھتا، ضرور رکھتا، لیکن سرکار دو عالم ﷺ نے ایسا نہیں کیا مسلمان تھوڑے تھے۔

وہ ساز و سامان نہیں تھا اسلحہ نہیں تھا لاؤ لشکر نہیں تھا۔ بے سروسامانی کی کیفیت تھی لیکن جو کچھ تھا وہ تیار کر کے پہلے میدان بدر میں آئے ہیں دشمنوں کے آگے صف بستہ ہوئے ہیں۔ اور پھر رب کائنات کی بارگاہ عالیہ میں سربسجود ہوئے ہیں پھر دعا مانگی ہے۔ ہمارا طریقہ کیا ہے ہم گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں مسجدوں میں بیٹھے ہوئے ہیں خانقاہوں میں بیٹھے ہوئے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ مولا امریکہ کو برباد کر دے، مولا بھارت کو تباہ کر دے، مولا کشمیر کو آزاد کر دے، مولا مسلمانوں کو عروج دے دے، بھئی دعا مانگنے کا سلیقہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے سکھایا ہے کہ تم بے سروسامان سہی تم نکلو تو سہی میدان جہاد میں آؤ، راہ عمل پہ آؤ اور پھر اللہ سے لو لگاؤ، ورنہ اگر اس راہ پر چلے بغیر خالی دعائیں مانگو یہ تو دعا کے ساتھ مذاق ہے آپ مجھ سے دعا کروائیں کہ جناب دعا کریں کہ میں خیریت سے اسلام آباد پہنچ جاؤں اور بیٹھ جائیں آپ لاہور کی بس میں اور سارے راستے مجھے کوستے رہیں جی کاظمی صاحب سے دعا بھی کروائی تھی دیکھیں یہ بس تو مجھے لاہور لے کر جا رہی ہے بھائی آپ صحیح بس میں بیٹھیے تو سہی سفر کا صحیح وسیلہ اختیار تو کیجئے اور پھر کوئی راستہ نکلے گا پھر کسی منزل مقصود تک

پہنچیں گے لیکن ہمارے قول و فعل کا تضاد ایسا ہے کہ زبان سے کہتے ہیں امریکہ کو گالیاں دیتے ہیں امریکہ دشمن ہے مسلمانوں کا وہ بین الاقوامی غنڈہ ہے لیکن اندر سے مرے جاتے ہیں کہ کسی طرح ہمیں گرین کارڈ (Green Card) مل جائے یہی طریقہ ہے ناں ہمارا یہی وسیلہ ہے تو جب قول و فعل کے اس تضاد کو دور کر لیں گے جب سرکار دو عالم ﷺ کی سیرت کو صحیح معنوں میں اپنا لیں گے اور جب ہم اسلام میں پوری طرح داخل ہو جائیں گے تو پھر دیکھیئے کہ یہ زندگی ہمارے لیئے جنت کا نمونہ ہے یا نہیں ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے لیئے فتح و نصرت کے راستے کھولے ہیں یا نہیں کھولے مجھے مصطفیٰ زیدی کا ایک شعر یاد آیا بس اس پر آج اپنی تقریر کا اختتام کروں شاعر کہتا ہے کہ۔

ساری سڑکوں پہ اجارہ ہے ہنرمندوں کا　　　اور موڑ پر عشق کی چھوٹی سی دکاں آج بھی ہے

﴿ وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین ﴾

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتو كل عليه و نعوذ با الله من شر ور انفسنا ومن سيأت اعمالنا من يهده الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادى له ونشهدان لااله الاالله وحده لاشريك له و نشهد ان سيدنا ونبينا وحبيبنا و كريمنا و رؤفنا ورحيمنا و مولنا وملجنا وما ونا محمدًا عبده ورسوله امابعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ولو انهم اذ ظلمو انفسهم جاؤك فاستغفرو الله واستغفر لهم الرسول لو جدو الله توابا رحيما صدق الله مولانا العلى العظيم وصدق رسوله النبى الكريم الامين ونحن على ذالك لمن الشاهد ين والشا كرين والحمدلله رب العلمين۔

مناظر اہلسنت فاضل جلیل، حضرت قبلہ علامہ مولانا پروفیسر سعید احمد اسعد صاحب دامت برکاتہم العالیہ فخر القراء حضرت قبلہ مولانا قاری غلام رسول صاحب دامت برکاتہم العالیہ علماء مشائخ اہلسنت محترم ومعزز حاضرین محفل اگر کسی ایسے شخص کو جو بذات خود کچھ نہ ہو کچھ ہونے کا یقین دلا دیا جائے اگر کسی بے مائع کو مائع ناز ہونے کا احساس دلا دیا جائے تو وہ غریب اپنی آبرو قائم کرنے کی کوشش میں زندگی اجیرن کر لیتا ہے مثلاً کوئی میچ ہو رہا ہو آج کا دور کرکٹ کی مقبولیت کا دور ہے کوئی مقبول کرکٹ سٹار اگر کریز پر موجود ہو لوگوں کی توقعات بے تحاشا ہوں اور وہ بیچارہ پہلی بال پر آؤٹ ہو جائے تو اس کی جو کیفیت ہوتی ہے کچھ انہی احساسات کا شکار میں اپنے آپ کو پاتا ہوں حضرت قبلہ پروفیسر صاحب کے خطاب کے بعد مجھ جیسا ایک بے سرا شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہے نہ خوش الحانی ملی ہے، نہ خوشگلوئی ملی ہے نہ وہ خوش طبعی اور ظرافت ملی ہے نہ حرف وصوت کا وہ آہن ملا ہے نہ دلائل کی وہ روانی ملی ہے، نہ بیان کی وہ فصاحت ملی ہے اور خود پروفیسر صاحب تعریف میں ایسے الفاظ کہہ جاتے ہیں کہ سوائے معذرت کے کچھ چارہ نہ ہو وقت بھی خاصا ہو چکا رات کی چوٹی کمر تک

محبوب ﷺ کی شان میں نازل کر دے اس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا لیکن کمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سارا قرآن اپنے محبوب ﷺ کی شان مبارک میں اتار دیا۔ سارا قرآن اپنے محبوب ﷺ کی شان میں نازل فرمایا ہے۔

آیت مژدہ جانفزا

ویسے تو سارا قرآن سرکار دو عالم ﷺ کی نعت مبارکہ ہے لیکن جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت فرمائی۔ اس میں ہم خطا کارو، ہم سیاہ کاروں، ہم گناہ گاروں کیلئے ایک مژدہ جاں فضا ہے ہمارے لیئے خوشخبری ہے ہمارے لئے مسرت کا پیغام ہے اللہ نے فرمایا (**ولو انهم اذ ظلمو انفسهم جاؤك**) اے خطا کارو، اے گناہ گارو اے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والو اگر کہیں امان نہ ملے اگر کہیں پناہ نہ ملے اگر کسی مہربان نگاہ کا سائبان نہ ملے اگر ہر طرف سے دھتکار دیئے جاؤ ہر جانب سے ٹھوکریں تم کو ماری جائیں کہیں امید کی کرن دکھائی نہ دیتی ہو، تب بھی میری رحمت سے ناامید مت ہونا بلکہ مجسم رحمت کی بارگاہ میں حاضر ہو جانا، ادھر ہم گناہگاروں کو اپنے محبوب ﷺ کا در دکھایا اور ادھر اپنے محبوب ﷺ کو فرمایا (**واما السائل فلا تنهر**) اے محبوب ﷺ یہ بھکاری آتے ہیں یہ منگتے آتے ہیں یہ فریادی آتے ہیں یہ سائل آتے ہیں یہ جھولیاں پھیلائے ہوئے دست سوال دراز کیئے ہوئے اے میرے محبوب ﷺ ان کی خطاؤں کو مت دیکھنا ان کی لغزشوں کو مت دیکھنا ان کے گناہوں کو مت دیکھنا ان کے نامۂ اعمال کی سیاہی کو مت دیکھنا۔

اے میرے محبوب ﷺ ان کی خالی جھولیوں کو دیکھنا ان کے پھیلے ہوئے ہاتھوں کو دیکھنا ان کے ہونٹوں پر سوال کو دیکھنا ان کی آنکھوں میں طلب کو دیکھنا اور اے محبوب ﷺ پھر ذرا اپنی شان رحمت کو دیکھنا کہ (**انا اعطينك الكوثر**) اے محبوب ﷺ خیر کثیر تو ہم نے آپ کو عطا فرما دی ہے دونوں جہانوں کی بھلائی تو آپ کی جھولی میں رکھ دی ہے (**وما ارسلنك الا رحمة للعلمين**) اے میرے محبوب ﷺ رحمن میں ہوں رحیم میں ہوں لیکن تمام جہانوں کیلئے میں نے

آ چکی ہو اور ابھی یہ محفل سوال و جواب بھی سجی ہے ابھی اس محفل نے غالباً کوئی اور رنگ بھی اختیار کرنا ہے مختصر سے وقت میں چند گذارشات اور پھر اجازت

کلام کی قدر متکلم سے ہوتی ہے۔

حضور والا ہم جو سرکار ﷺ کی ثناء خوانی کرتے ہیں، سرکار ﷺ کی جو حمد و ثناء کرتے ہیں تعریف و توصیف کرتے ہیں ہم کیا ہماری اوقات کیا ہماری بساط کیا ہماری حیثیت کیا ہم اور تمام انسان بلکہ تمام فرشتے اور تمام جن مل کر سرکار ﷺ کی جتنی تعریف و توصیف کرتے ہیں، وہ تمام ایک طرف اور رب کریم قرآن مجید میں آدھی آیت اپنے محبوب کی شان میں نازل کر دے اس کا کوئی مقابلہ نہیں ہوسکتا وہ اس لیئے کہ کلام کی قدر متکلم سے ہوتی ہے کوئی فقیر کوئی بے مائع کوئی لاچار، نادار شخص اگر آپ کو کہے کہ میں تمہیں ایک لاکھ روپے دیتا ہوں تو آپ ہنس کے اڑا دیں گے آپ اس کی بات کو ہنسی میں ٹال دیں گے دو چار مزاحیہ فقرے بھی کس دیں گے۔ اور اگر کوئی امیر کبیر شخص کوئی صنعت کار، اگر کوئی دولت مند آپ کو کہے کہ میں تمہیں ایک لاکھ روپے دیتا ہوں تو ممکن ہے کہ خوشی سے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو جائیں آدمی اپنے آپے میں نہ رہے وہ بندہ تو کہہ کے اپنے گھر کی طرف چلا گیا آپ نے سفارشیں ڈھونڈنا شروع کیں کہ جناب ذرا چل کے کہیئے کہ آپ نے خود وعدہ کیا تھا اب مہربانی کر کے مجھے ایک لاکھ روپیہ عطا فرمائیں یہی جملہ اس فقیر نے کہا تھا یہی جملہ اس امیر نے کہا جملہ وہی ہے الفاظ وہی ہیں لہجہ وہی ہے انداز وہی ہے نشست و برخاست الفاظ بھی وہی ہیں۔ لیکن ایک کہنے والا غریب ہے اس کی بات کی حیثیت نہیں ہے ایک بات کہنے والا امیر ہے اس کی بات کو آپ نے حرز جان بنا رکھا ہے پتہ یہ چلا کہ کلام کی قدر متکلم سے ہوگی ہم سرکار ﷺ کی تعریف کرتے رہیں جو ہمیں قوت گویائی ملی ہے وہ سب سرف کر لیں ہمیں جو حروف و الفاظ سے شناسائی ملی ہے اس کا تمام تر استعمال کر ڈالیں۔ ہمیں جو اللہ تعالیٰ نے لطف عطا فرمایا ہے اس قوت کو بروئے کار لے آئیں لیکن اس کے مقابلے میں رب رحیم کلام مجید میں آدھی آیت اپنے

اپنی رحمت کو تیری صورت مبارک میں مجسم کر دیا ہے اور تیرے پیکر میں ڈھال دیا ہے اب جسے میری رحمت سے حصہ چاہیے اے میرے محبوب وہ تیری دہلیز پہ آیا ہے وہ تیری چوکھٹ پہ آیا ہے اگر یہ منگتا تیری دہلیز سے وہاں چلا گیا اور تیرے دروازے سے خالی لوٹ گیا تو اے میرے محبوب ﷺ پھر کہاں جائے گا پھر کہاں صدا لگائے گا اس لیئے جو منگتا تیری دہلیز پہ آئے اے محبوب ﷺ وہ خالی نہ جائے تیری بارگاہ میں حاضر ہو پھر کیا کرے (**فاستغفر اللہ**) پھر اللہ سے استغفار کرے اللہ سے توبہ کرے (**واستغفر لهم الرسول**) اور اے میرے محبوب ﷺ تو بھی اس کیلئے ہاتھ اٹھا دے تو بھی اس کی سفارش کر دے تو بھی اس کیلئے مغفرت طلب فرما دے پھر کیا ہوگا (**لا وجد واللہ**) پھر وہ اللہ کو پالے گا۔ حضور والا وہ جو گناہگار ہے وہ جو خطا کار ہے وہ مجرم کس کا ہے، اس نے جرم کس کا کیا، نافرمانی کس کی کی حکم عدولی کس کی کی، کس کے کہے سے منہ پھیرا ہے ظاہر ہے وہ مجرم رب کا ہے، وہ خطا کار رب کا ہے، مجرم رب کا ہے اور اللہ بھیجتا اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں ہے۔ چاہیے تو یہ تھا فصاحت کلام کا تقاضا تو یہ تھا۔

کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا کہ اے میرے مجرموں میں رحمان ہوں، میں رحیم ہوں، میری بارگاہ میں توبہ کرو میں توبہ کو قبول کرنے والا ہوں میں تمہیں بخشنے والا ہوں، میں تمہاری مغفرت فرمانے والا ہوں۔ اپنی رحمتیں تم پر نازل کرنے والا ہوں لیکن نہیں اللہ نے یہ نہیں فرمایا کیوں وہ اس لیئے کہ اگر اللہ فرماتا اے مجرموں اے خطا کارو میرے پاس آؤ توبہ کرو میں تمہیں معاف کر دوں گا۔ تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ جو معافی ہے وہ مجرم کا حق بن جاتی معافی مجرم کا حق نہیں ہوتی یہ بات سمجھنے کی ہے ذرا تھوڑی سی نازک ہے لیکن سمجھنے کی ہے یہ جو معافی

ہے یہ مجرم کا حق نہیں ہوتی معافی تو معاف کرنے والے کی مرضی پر منحصر ہوتی ہے اگر آپ کا کوئی مجرم ہو آپ اسے معاف نہ کریں آپ اسے سزا دیں تو آپ کو کوئی الزام نہیں دے سکتا وہ اس لیئے کہ آپ نے جرم کی سزا دی ہے کسی پر زیادتی نہیں کی ہے کسی کا حق نہیں مارا ہے اگر ظلم کی سزا دی جائے، جرم کی سزا دی جائے تو یہ ناروا نہیں اس کا کوئی الزام نہیں، اس کا کوئی الزام کسی کے سر پر

نہیں دھرا جا سکتا اگر مجرم کو معاف کر دیا جائے تو یہ معاف کرنے والے کی مرضی ہے لیکن جب معافی معاف کرنے والی کی مرضی پر منحصر ہے تو آیئے پھر جو معاف کرنے والا ہے اس کی مرضی پوچھتے ہیں وہ کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں معاف اس کو کروں گا جو میرے محبوب ﷺ کا دامن پکڑ کے آئے گا۔

اے مولا جب وہ تیرے محبوب کا دامن پکڑ لے گا تیرے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے گا اور تجھ سے اس کیلئے مغفرت طلب کرے گا تو مولا پھر کیا ہوگا (**لاوجدو الله**) پھر وہ اللہ کو پالیں گے مولا تجھے پائے گا تو ہر ایک اور تجھے پانے کیلئے کہیں اور جانے کی کیا ضرورت ہے (**ونحن اقرب اليه من حبل الوريد**) مولا تو شہ رگ سے زیادہ قریب ہے تو تُو ہر ایک کی رگ جاں سے زیادہ قریب ہے، جو شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اس کو پانے کیلئے کہیں اور جانے کی ضرورت کیا ہے اور یہی تو اعتراض کرتے ہیں، آج کل اعتراض بھی تو یہی کرتے ہیں ناں، کہتے ہیں جناب وہ جو تمہاری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اس کو چھوڑ کر جاتے ہو، پیروں کے پاس، فقیروں کے پاس، ولیوں کے پاس یہ کیا تماشا ہے

تمہاری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے تو اس کو چھوڑ کر کہیں اور کیوں جاتے ہو ارے یہ راستہ تو خود اس نے دکھایا ہے یہ کسی مفتی کا فتویٰ نہیں ہے۔ کسی مشتہر کا اشتہار نہیں ہے کسی مفسر کا قول نہیں ہے۔ ارے یہ راستہ تو خود رب کریم نے دکھایا ہے۔ ممکن ہے کہ تم ویسے اس کو پالو اگر یہاں نہیں تو قیامت کو تو ہر ایک پائے گا اس کا دربار ہوگا ہر ایک اس کی بارگاہ میں حاضر ہوگا اس کو ہر ایک پائے گا لیکن اللہ نے گویا یہ فرمایا کہ اے میرے بندو مجھے پائے گا تو ہر ایک، لیکن یہ کیا ضروری کہ کس حال میں پائے گا۔ میں محض رحمٰن و رحیم نہیں ہوں میں قہار بھی ہوں، میں جبار بھی ہوں، مجھے پانے والا نا جانے کس حال میں پائے گا۔ وہ میرے قہر کا نشانہ بنے، وہ میرے غضب کا نشانہ بنے وہ میرے عذاب کا نشانہ بنے، وہ میرے جلال کا نشانہ بنے ارے مجھے پائے گا تو ہر ایک لیکن جو میرے محبوب ﷺ کا دامن پکڑ کے آئے گا وہ کس حال میں پائے گا (**لوجد و الله توابا رحيما**) کہ پھر میں توبہ قبول کرنے والا ہونگا، میں رحمت

نازل فرمانے والا ہونگا پتہ یہ چلا کہ اگر اس کو تواب و رحیم پانا ہے تو پھر سرکار دو عالم ﷺ کا دامن مبارک پکڑ کے جاؤ اور اگر چاہو جس حال میں پانا ہے تو پھر ٹھیک ہے پھر جس طرف منہ اٹھے اسی طرح چل پڑو (**ففروا الى الله**) اللہ کی طرف دوڑو، کیسے دوڑیں، وہ کہاں ہے کس طرف دوڑیں ابھی تو بتایا تھا کہ وہ ہماری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے جو شہ رگ سے زیادہ قریب ہو اس کیلئے کہیں دوڑنے کی کیا ضرورت ہے اور اگر دوڑنا ضروری ہے اگر قرآن کا فرمان ہے تو پھر بتاؤ کدھر دوڑیں وہ شمال میں ہے وہ جنوب میں ہے وہ مشرق و مغرب میں ہے وہ اوپر ہے یا نیچے ہے وہ آگے ہے یا پیچھے ہے وہ دائیں ہے یا بائیں ہے مولا ہم کہاں دوڑیں تو کہاں رہتا ہے کیا مسجدوں میں رہتا ہے کیا تو مسجدوں میں سما سکتا ہے، نہیں مسجدیں تو اس کا گھر کہا جاتا ہے تو یہ محض استعارۃً کہا جاتا ہے مجازاً کہا جاتا ہے حقیقتاً نہیں کہا جاتا لیکن یہ مسئلہ اگر حل ہوا تو حدیث مبارکہ کی روشنی میں کہ وہ خدا جو خیالات کی وسعت میں نہیں سما سکتا جو اس کائنات کی وسعتوں میں نہیں سما سکتا وہ خدا جو اس تمام خدائی میں نہیں سما سکتا وہ مرد مومن کے دل میں سمایا ہے۔ خدا کی طرف دوڑو، جی کس طرف دوڑیں، جہاں خدا رہتا ہے، خدا کہاں رہتا ہے پتہ یہ چلا کہ مرد مومن کی طرف دوڑنا یہ خدا کی طرف دوڑنا ہے۔

خدا مرد مؤمن کے دل میں رہتا ہے

حضرات مکرم ایک حدیث سن لیجئے شاید اس میں اس آیت کی تفسیر آپ کو دکھائی دے اور پھر اجازت دیجئے۔ سرکار ﷺ تشریف فرما ہیں مسجد نبوی ﷺ میں ایک صحابی سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہے عرض کرتے ہیں سرکار ﷺ بڑی خطا ہوئی، بڑا گناہ ہوا، سرکار ﷺ جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا اپنے نفس پہ قابو نہ پا سکا سرکار ﷺ خدا کے غضب سے بچنے کا راستہ دکھا دیجئے اس کے قہر سے بچنے کا کوئی عمل بتا دیجئے وہ بھی کیا وقت تھا کہ کسی سے خطا ہو جاتی تھی تو بن اقرار چین نہیں ملتا تھا، یعنی کہ اقرار جرم کیا جاتا تھا۔ اور پھر اپنی غلطی اور گناہ کی تلافی کی صورت تلاش کی جاتی تھی ایک

وقت یہ ہے کہ اگر کسی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کو چھپانے کیلئے زمین وآسمان کے قلابے ملا دیتا
ہے۔اور اگر اتفاقاً وہ غلطی ظاہر ہو جائے تو اس کے جواز کیلئے بے شمار دلائل پیش کر دیتا ہے۔لیکن
صحابیؓ سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہے کوئی عذر نہیں،کوئی دلیل نہیں،کوئی اور بات
نہیں سیدھی سادھی بات عرض کی جارہی ہے سرکار ﷺ خطا ہو گئی،گناہ ہو گیا،روزہ توڑ ڈالا اب اس
کے غضب سے بچنے کا راستہ دکھا دیجئے سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ کفارہ ادا کرو عرض کی سرکار
ﷺ کفارے کی صورت کیا ہے فرمایا کہ ساٹھ روزے مسلسل رکھو عرض کی سرکار ﷺ میں نادم ہوں
میں نا سمجھ ہوں،میں تو کمزور ہوں میں تو ایک روزے کی تاب نہ لا سکا وہ تو گھبرا کے توڑ دیا ساٹھ
روزے اور وہ بھی مسلسل سرکار ﷺ کیسے رکھوں گا،فرمایا کہ پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ،عرض کی
سرکار ﷺ خود غریب ہوں خود مسکین ہوں،بے حیثیت ولاچار ہوں اپنے گھر میں دو وقت چولہا نہیں
جلتا،میری تو اپنی جھونپڑی بے چراغ رہتی ہے اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالنا مشکل ہے سرکار ﷺ
ساٹھ مسکینوں کو کھانا کیسے کھلاؤں گا فرمایا پھر ایک غلام یا ایک باندی آزاد کرو عرض کی سرکار ﷺ بے
حیثیت ہوں بے وسیلہ ہوں غلام یا باندی پاس نہیں ہے

اور خریدنے کی استطاعت نہیں ہے سرکار ﷺ یہ شرط بھی پوری نہیں کر سکتا سرکار ﷺ نے کیا فرمایا،کیا
یہ فرمایا میں تو ایک قاصد ہوں میں تو ایک پیامبر ہوں میں تو ایک پیغام لے کر آیا ہوں اس سے
کفارے کی تین صورتیں ہیں وہ تینوں میں نے تمہارے سامنے رکھ دی ہیں اگر تم پوری نہیں کر سکتے تو
اس سے توبہ کرو،وہ رحمن ورحیم ہے وہ بخش دیتا ہے اور اگر نہ بخشے تو پھر سزا بھگت لینا میرے پاس کیا
لینے آئے ہو میں کیا کر سکتا ہوں سرکار ﷺ نے یہ نہیں فرمایا،اس لیئے کہ سرکار ﷺ جانتے تھے کہ
آنے والا خود نہیں آیا بھیجنے والے نے بھیجا ہے **ولو انهم اذ ظلمو انفسهم جاؤك**
سرکار ﷺ نے ان کو مایوس نہیں لوٹایا بلکہ فرمایا بیٹھ

جاؤ انتظار کرنے کو کہا۔صحابی بیٹھ گیا۔اتنے میں ایک اور صحابی حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں
کھجوروں کا ایک ٹوکرا سرکار ﷺ کی بارگاہ میں تحفہ،ہدیہ،نذرانہ لے کر حاضر ہوتے ہیں سرکار ﷺ

قبول فرماتے ہیں اور وہ جو پہلے صحابیؓ جو کہ روزہ توڑ کے آئے بیٹھے ہیں۔ان کو طلب فرماتے ہیں،
اور فرماتے ہیں کہ یہ کھجوریں لے جاؤ اور مدینے کے غریبوں میں،مسکینوں میں تقسیم کر دو تمہاری
طرف سے کفارہ ادا ہو جائے گا وہ صحابیؓ کھجوروں کا ٹوکرا سر پر رکھ کے دو قدم چلتے ہیں۔پھر ٹھٹھکتے
ہیں،رکتے ہیں،پلٹتے ہیں سرکار ﷺ کی بارہ اقدس میں عرض کرتے ہیں کہ سرکار ﷺ مدینے کا جو
سب سے غریب ہے،جو سب سے مسکین ہے جو سب سے زیادہ بے حیثیت ولاچار ہے سرکار ﷺ
وہ تو یہ مجرم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہے یہ خطا کار آپ ﷺ کے روبرو موجود ہے سرکار ہنس پڑتے
ہیں تبسم فرماتے ہیں مسجد نبوی ﷺ کے در و دیوار روشن ہو جاتے ہیں سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں یہ
کھجوریں لے جاؤ اپنے بیوی بچوں کو کھلا دو تو کفارہ ادا ہو جائے گا۔

نعرہ تکبیر۔اللہ اکبر۔نعرہ رسالت یارسول اللہ ﷺ۔۔۔۔شکر ہے آپ نے نعرہ لگایا۔

وہ کہتے ہیں کہ برطانیہ کا مشہور وزیر اعظم تھا (   ) اس کا نام تھا جب وہ پہلی بار تقریر کرنے
کیلئے سٹیج پہ آیا تو زبان لڑکھڑا گئی ٹانگیں کپکپانے لگیں ہو اس جواب دے گئے پسینے چھوٹ گئے،کوئی
لفظ بول نہ سکا لوگوں نے پوری طرح ہوٹ کر دیا وہ شرمند شرمسار،سٹیج سے اتر آیا بعد میں لوگوں نے
دیکھا کہ وہ ایسا فصیح وبلیغ مقرر ہے کہ اپنی خطابت کا جادو ایسا جگاتا ہے کہ لوگوں کو گویا سحرزدہ کر دیتا
ہے لوگوں نے اس سے پوچھا کہ یہ خطابت کا جادو کیسے سیکھا اس نے کہا کہ جو پہلی مرتبہ ہوٹنگ ہوئی
تھی اس کے نتیجے میں میں بہت شرمندہ تھا تو میں پریکٹس (Practice) کیلئے،مشق کیلئے میں
جنگلوں میں نکل جاتا تھا جھاڑیوں کو،پتوں کو،ٹیلوں کو،پتھروں کو مخاطبین سمجھ کے سامعین سمجھ کے میں
تقریر کی پریکٹس کرتا تھا وہاں پر کیونکہ ہوٹ کرنے والا کوئی نہیں ہوتا تھا۔تو رفتہ رفتہ مجھے یہ مہارت ملی
کہ آج میں اپنی خطابت کا سکہ جما دیتا ہوں آج جب میں آپ حضرات کی خدمت میں تقریر کیلئے
حاضر ہوا تو مجھے لگا کہ میں پریکٹس کرنے نہیں آیا ہوں۔الحمد للہ پتہ چلا کہ نہیں یہ جھاڑیوں اور
درختوں سے خطاب نہیں ہو رہا یہ انسانوں سے خطاب ہو رہا ہے۔

مجرم کوسزا کی بجائے انعام

حضور والا حدیث تو آپ نے سن لی۔ لیکن اگر اس حدیث کو آپ سمجھیں گے نہیں تو اس حدیث کا صحیح لطف نہیں آئے گا۔ لیکن وہ صحابیؓ جو سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کفارے کی تینوں صورتوں میں معذرت پیش کی تو سرکار ﷺ یہ بھی تو فرما سکتے تھے کہ بھئی ساٹھ روزے تم نہیں رکھ سکتے، ساٹھ مسکینوں کو کھانا تم نہیں کھلا سکتے ہیں۔ غلام یا باندی تم نہیں آزاد کر سکتے اور تمہاری خوش نصیبی کہ آ گئے ہو میری بارگاہ اقدس میں اب تمہیں مایوس میں نے لوٹانا نہیں، تو چلو ایسا کرو خدا سے مغفرت کرو میں بھی تمہارے لیئے ہاتھ اٹھاتا ہوں قرآن پاک میں بھی تو یہی آیا ہے **(فاستغفرو الله واستغفرلهم الرسول)** تم بھی اللہ سے توبہ کرو میں بھی تمہاری سفارش کرتا ہوں۔ تو تمہارا گناہ بخشا جائے گا مسئلہ حل ہو جائے گا سرکار ﷺ یہ بھی تو فرما سکتے تھے کہ کوئی اور کفارہ ادا نہیں کر سکتے تو میری بارگاہ میں حاضر ہو گئے، یہاں بھی یہی کفارہ ہے تمہارے دل میں خدا کا خوف پیدا ہو گیا، یہی کفارہ ہے آنکھوں سے اشک ندامت ٹپک پڑے یہی کفارہ ہے، پیشانی پر شرمندگی کا پسینہ آ گیا یہی کفارہ ہے اپنے کیئے پر نادم ہو گئے یہی کفارہ ہے اپنی غلطی کا اقرار کر لیا یہی کفارہ ہے سرکار ﷺ یہ بھی تو فرما سکتے تھے، سرکار ﷺ نے یہ نہیں فرمایا، بلکہ انتظار کرنے کو کہا گویا سرکار ﷺ جانتے تھے کہ کوئی اور صورت نکلنے والی ہے اب وہ نقطہ جس طرف میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے، حضور میرا سوال آپ سے یہ ہے کہ اگر آپ کسی غریب کو کسی بے حیثیت کو کسی نادار اور مخلص شخص کو اگر پھلوں کا ٹوکرا دے دیں، تو یہ اس کیلیے سزا ہو گی یا انعام ہو گا۔ انعام ہو گا اور مجرم کو سزا دی جاتی ہے یا انعام دیا جاتا ہے، مجرم کو تو سزا دی جاتی ہے اور سرکار دو عالم ﷺ پھلوں کا ٹوکر عطا فرما رہے ہیں ارے چاہیے تو یہ تھا کہ سرکار ﷺ پھلوں کا ٹوکرا دینے سے پہلے ہی اسے معافی کا راستہ دکھا دیتے خدا کی رحمتوں کے دروازے اس پر کھلوا دیتے اس کیلیے ہاتھ اٹھا دیتے لیکن نہیں سرکار ﷺ نے کھجوروں کا ٹوکرا عطا فرمایا دراصل سرکار ﷺ نے یہ بتانا تھا کہ اے میرے

غلاموں اے میرے امتیو اے میرے نام کا کلمہ پڑھنے والو یاد رکھو مجھے صرف مجرم کی سزا معاف کرنے کا اختیار نہیں بلکہ مجھے یہ بھی اختیار ہے کہ میں اگر چاہوں تو مجرم کو سزا کی بجائے انعام سے نواز دوں۔

سرکش اور باغی کی سفارش نہیں

حضور والا یہ ذہن میں رکھیئے کہ ہم اس نبی ﷺ کے نام کا کلمہ پڑھتے ہیں جو اگر کرم فرمانے پہ آئیں تو مجرم کو سزا کے بدلے انعام عطا فرماتے ہیں۔ اور شفاعت اور کیا چیز ہے ارے جو خطا کار ہوں گے، جو جہنم میں جانے والے ہونگے، تو جہنم سزا ہے یا نہیں ہے جہنم سے سرکار ﷺ بچائیں گے اور جنت میں بھجوائیں گے جنت انعام ہے یا نہیں ہے سزا معاف کروائیں گے اور انعام عطا فرمائیں گے لیکن اس مقام پر ایک وضاحت کرتا چلوں جہاں ہم اپنا مسلک بیان کرتے ہیں وہاں اپنی کمزوری بھی بیان کر دینی چاہیے ہم اہل سنت کا معاملہ بھی عجیب وغریب ہے ان سے کہیں بھئی نماز پڑھا کریں بھئی روزے رکھا کریں، زکوۃ دیا کریں نیکی کیا کریں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو ملحوظ رکھا کریں شریعت اور دین کے مطابق زندگی بسر کیا کریں تو لوگ بڑی بے نیازی سے کہہ دیتے ہیں ہاں جی ہم بڑے خطا کار ہیں، جی بڑے گناہگار ہیں جی بڑے سیاکار ہیں لیکن سرکار ﷺ تو شافع محشر ہیں ناں سرکار ﷺ تو شفیع المذنبین ہیں سرکار ﷺ تو گناہگاروں کو بخشوانے والے ہیں ناں تو بس سرکار ﷺ کی شفاعت کا آسرا ہے ہماری بخشش ہو جائے گی۔ بڑی عجیب وغریب بات ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سرکار ﷺ کی شفاعت کا عقیدہ رکھنے والوں کو نیکی کرنے کی ضرورت نہیں پھر گناہوں سے بچنے کی ضرورت نہیں پھر شریعت کے احکامات کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت نہیں پھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضیات کے مطابق زندگی گزارنے کی ضرورت نہیں کیا یہ مطلب ہے، یاد رکھو جو عقیدہ ہمیں نیکی سے دور کر دے اور گناہوں سے قریب کر دے وہ عقیدہ سچا نہیں ہو سکتا اور سرکار ﷺ کی شفاعت کا عقیدہ سچا ہے تو ماننا پڑے گا کہ ہم سے کہیں سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے ہماری

عقل نے کہیں ٹھوکر کھائی ہے پس اس کو سمجھ لیجئے معاملہ آسان ہو جائے گا۔ بات یہ ہے کہ بے شک سرکار ﷺ گناہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے ہمارا ایمان ہے وہ اور لوگ ہوں گے جنہیں اپنے زہد و تقویٰ پہ ناز ہوگا۔ جنہیں اپنی پارسائی کا غرور ہوگا۔ اپنی نیکی پہ فخر ہوگا۔ ہمیں تو سرکار ﷺ کی شفاعت ہی کا آسرا ہے انسان ہیں ناں۔ خطا کا پتلا ہیں ناں۔ غلطی ہو جاتی ہے خطا ہو جاتی ہے لیکن اگر پھر اس کے دل میں خوف پیدا ہو۔ خوف الٰہی پیدا ہو۔ وہ اس کی بارگاہ میں روئے گڑگڑائے فریاد کرے آنسو بہائے عرض کرے کہ مولا میں انسان ہوں۔ مجھ سے خطا ہو گئی ہے۔ لغزش ہو گئی ہے۔ لیکن تو تو رحمٰن ہے۔ تو تو رحیم ہے۔ مجھے اپنی رحمت سے محروم مت کرنا۔ اپنے محبوب ﷺ کی شفاعت سے محروم مت کرنا۔ مولا مجھے آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھنا۔ اور اپنے محبوب ﷺ کے صدقے سے بخش دینا۔ ارے وہ شخص جو کہ گناہوں پر نادم ہوتا ہے اور گناہ سے بچنے کا عزم کرتا ہے، اور خدا کی بارگاہ میں آنسو بہاتا ہے وہ صرف گناہ گار ہے سرکار ﷺ اس کی شفاعت ضرور کریں گے اور وہ شخص جو گناہ بھی کرے اور شرمندہ بھی نہ ہو لغزش بھی کرے اور نادم بھی نہ ہو خدا کی نافرمانی بھی کرے اور اس کے دل میں خدا خوفی پیدا نہ ہو، چوری بھی کرے اور سینہ زوری بھی کرے، اور گناہ کو بار بار کرے وہ صرف گناہ گار تو نہیں وہ تو خدا کا باغی ہے وہ تو خدا کا سرکش ہے سرکار ﷺ گناہگاروں کی سفارش کریں گے باغیوں کی اور سرکشوں کی شفاعت نہیں کریں گے اس لیئے کسی مولوی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کسی مفتی سے فتویٰ لینے کی حاجت نہیں ہے خود اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو اگر اپنے گناہوں پہ نادم ہوتے ہو اپنے کیئے پہ شرمندہ ہوتے ہو اور آئندہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہو تو تمہیں بشارت ہو تمہیں خوشخبری ہو تمہیں سرکار دو عالم ﷺ کی شفاعت سے ضرور حصہ ملے گا اور اگر اپنے گناہوں پر احساس ندامت ہی ختم ہو گیا ہو تو خدا تو ہر چیز پر قادر ہے لیکن بظاہر امید کی کوئی صورت نہیں نظر آتی اس لیئے گناہوں سے توبہ کیا کرو اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کیا کرو حضرات مکرم وقت بہت ہو گیا صرف ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے وہ عرض کر دوں اور پھر گفتگو کی بساط سمیٹ لوں۔

محبت رسول ﷺ

بات چل رہی تھی ایک محفل میں سرکار ﷺ کی محبت کی، لوگ کہنے لگے کہ سرکار ﷺ کی محبت کا فائدہ کیا ہے ویسے تو اگر فائدے گنوانا شروع کروں تو میری زبان کیا میری حیثیت کیا میری بساط کیا لیکن علماء تشریف فرما ہیں وہ جانتے ہیں کہ قرآن و حدیث اس موضوع سے بھرے پڑے ہیں لیکن میں نے تو اپنی بساط کے مطابق صرف ایک بات کی میں نے ان سے کہا کہ حضور والا سرکار ﷺ کی محبت کا فائدہ کیا ہے ہم نے دیکھا یہ ہے کہ جب بچے ذرا تھوڑے بڑے ہوتے ہیں جب جوانی کی دہلیز جوانی کی سرحدوں پہ آنکھ مچولی کھیلتے ہیں تو دیکھا گیا ہے کہ عموماً کسے کے تیر نظر کا شکار ہو جاتے ہیں نگاہ ناز کا شکار ہو جاتے ہیں محبت کا دم بھرنے لگتے ہیں عاشق ہو جاتے ہیں ایسا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے کوئی قصے کہانیوں کی بات نہیں ہے یہ زندہ حقیقتیں ہیں ہماری نظروں کے سامنے ہیں نیا نیا جوانی کی سرحدوں پہ داخل ہونے والا اس کو بڑا بڑا شوق ہوتا ہے اپنی جوانی کے جوہر دکھانے کا انگریزی میں کہتے ہیں۔

ٹو لو اینڈ ٹو دی لو (To Love & To the Love) چاہنا اور چاہے جانا یہ انسان کی (سرشت) میں داخل ہے جب کسی سے محبت ہو جاتی ہے کسی نوجوان کو تو نیندیں اڑ جاتیں ہیں راتیں تارے گنتے ہوئے گزر جاتیں ہیں اور ایسا بھی نہیں ہے کہ راتیں جاگ کے گزار دی ہیں اور دن میں سو سو کر نیند پوری کر لے ایسا مسئلہ بھی نہیں ہے نیندیں اڑ گئیں بھوک مٹ گئی آدمی اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو جاتا ہے ایسا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے ویسے اگر آپ چاہیں تو کسی شخص کو ایک دو راتیں زبردستی جگا دیں تو کوئی آسان کام ہے ویسے اگر چاہیں تو دو چار وقت کا فاقہ کرا دیں تو کوئی آسان کام ہے نہیں تو انسان کے جسم کی ضرورتوں میں بنیادی ضرورتیں نیند اور بھوک ہیں نیند اور بھوک یہ بنیادیں ضرورتیں ہیں لیکن جب محبت ہوتی ہے تو نیند اڑ جاتی ہے بھوک مر جاتی ہے۔

ارے یہ تو اس ادنیٰ سی محبت کا عالم ہے کہ جب آدمی اس محبت کا شکار ہوتا ہے تو بھوک اور پیاس سے

اور نیند سے بے نیاز ہو جاتا ہے تو اگر کائنات کی اعلیٰ ترین محبت ہمارا مقدر بن جائے تو کون سی تکلیف ہے جو ہم محسوس کریں گے نوجوانوں کی بات ہو رہی تھی ناں وہ نوجوان بھی دیکھے ہیں جو اپنے محبوب کو محبوبہ کو خط لکھنے کیلئے بعض اوقات اپنے ہاتھ کو چیر دیتے ہیں خون نکالتے ہیں جب خون جما ہوتا ہے۔لہو سے خط تحریر کیا جارہا ہے محبت نامہ لکھا جارہا ہے سبحان اللہ یہ عجیب وغریب بات ہے بھئی آپ نے ہاتھ کاٹا تھا خون نکالا تھا کیا آپ کو تکلیف نہیں ہوئی ارے یہ ذرا سی خراش سے کیا تکلیف ہونی تھی ذرا اس لذت کا تصور کیجئے جو اپنے محبوب کو خط لکھنے سے حاصل ہوئی یہ اس ادنیٰ اور حیوانی محبت کی خاطر اگر اپنے ہاتھ پہ چیرا ڈالو تو تکلیف نہیں ہوتی تو سرکار ﷺ کی محبت میں اگر سر کٹا لو تو کیا تکلیف ہو گی ارے محبت کرنے والوں کے لیئے اصل چیز تو محبوب کی رضا ہے محبوب کی خوشنودی ہے ارے بابا بلھے شاہ کے کلام کا مصرعہ ہے۔

جدوں ماہی میرے دکھ وچ راضی تے میں سکھ نوں چلھے پاواں

ارے اصل مقصد تو محبوب کی رضا ہے ناں اگر میرا محبوب مجھے پھٹے پرانے کپڑوں میں دیکھ کر راضی ہے تو میں نے شاہی لباس کو کیا کرنا ہے اگر محبوب مجھے بوریے پہ اور خاک پہ دیکھ کر راضی ہے تو میں نے تخت شاہی کو کیا کرنا ہے اگر محبوب مجھے ننگے سر اور ننگے پاؤں دیکھ کے راضی ہے تو میں نے تاج شاہی کو کیا کرنا ہے۔اگر وہ مجھے جھونپڑے میں دیکھ کے راضی ہے تو میں نے قصر شاہی کا کیا کرنا ہے اصل مقصود تو محبوب کی رضا ہے وہ جس حال میں مجھ سے راضی ہے میں بھی اس حال میں راضی ہوں حضور یہ تمام باتیں یہ کوئی نئی نہیں ہیں یہ کہی جاتی رہی ہیں اور کہی جاتی رہیں گی لیکن لوگ ہیں کہ ان کو باتیں بنانے سے فرصت نہیں ہے اب یہ ایک نیا موضوع شروع ہو رہا ہے اور میں اس طرف جانا نہیں چاہتا صرف ایک اشارہ کر کے میں اپنی گفتگو کی بساط کو لپیٹ رہا ہوں شاعر نے کہا

حق تنقید تجھے ہے مگر اس شرط کے ساتھ
کہ جائزہ لیتے رہو اپنے گریبانوں کا

﴿ وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین ﴾

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتو كل عليه و نعوذ با الله من شر ور انفسنا ومن سياٰت اعمالنا من يهده الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادى له ونشهدان لااله الاالله وحده لاشريك لـه و نشهد ان سيدنا ونبينا وحبيبِنا و كريمنا و رؤفنا ورحيمنا و مولنا وملجنا وما وٰنا محمدًا عبده ورسوله امابعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم يا يها النبى انا ارسلنك شاهد صدق الله مولانا العلى العظيم وصدق رسوله النبى الكريم الامين ونحن على ذالك لمن الشاهد ين والشا كرين والحمدلله رب العلمين۔

واجب تعظیم لائق صد تحریم علماء اہل سنت اور محترم ومعزز حاضرین محفل رب کائنات نے قرآن مجید میں ارشادفرمایاولا تجهرو له بالقول كجهر بعضكم لبعض میرے محبوب ﷺ کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو ان تحبة اعمالكم کہیں ایسا نہ ہو تمہاری نیکیاں برباد ہو جائیں تمہارا نامہ اعمال صاف ہو جائے تمہارے پلے کچھ نہ رہے وانتم لا تشعرون اور تمہیں خبر تک نہ ہو تمہیں پتہ تک نہ ہو تم سمجھتے رہو میں بہت بڑا عابد ہوں شب بیدار ہوں مدرس ہوں محدث ہوں مفتی ہوں مفکر ہوں مبلغ ہوں تم نا جانے اپنے آپ کو کیا کیا گمان کرتے پھرو لیکن درحقیقت تمہارے پلے کچھ نہ بچے یہ کس چیز کی سزا ہے عام طور پہ ذہن میں آتا ہے کہ یہ شان رسالت ﷺ میں گستاخی کی سزا ہے میں بڑے ادب سے دست بستہ اختلاف کی جسارت کروں گا کیوں کہ وہ اس لیئے کہ خطاب ہے یا يهالذين آمنو خطاب ہے ایمان والوں سے اور جو شان رسالت ﷺ میں گستاخی کرے وہ ایمان والا نہیں ہوتا۔ یہ شان رسالت میں گستاخی کی سزا نہیں ان تحبة اعمالكم کہیں ایسا نہ ہو نیکیاں برباد ہو جائیں بھئی جو شان رسالت میں گستاخی کرے اس کے بارے میں تو یہ بات یقینی ہے کہ اس کی نیکیاں لازماً برباد ہونگی وہ

ایمان سے محروم ہو جائے گا دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اس کے پلے کچھ نہیں بچے گا تو اللہ نے یہ گنجائش کیوں رکھی ہے **ان تحبط اعمالکم** گستاخ رسول کیلئے کوئی گنجائش نہیں یہ گنجائش بتا رہی ہے یہ شان رسالت ﷺ میں گستاخی کی سزا نہیں ہے پھر کس چیز کی ہے۔ اللہ تعالیٰ گویا یہ فرماتا ہے کہ اے میرے بندوں جب میرے محبوب ﷺ سے خطاب کرنے لگو کہیں ایسے تم بے احتیاطی میں بے خیالی میں تمہیں یہ خیال نہ رہے کہ کس ہستی سے محو گفتگو ہو تم میرے محبوب ﷺ کو اس طرح پکارلو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو تو پھر تمہاری نیکیاں برباد ہو سکتی ہیں یہ سزا شان رسالت ﷺ میں بے دھیانی کی ہے بے احتیاطی کی ہے جب بے احتیاطی کی سزا یہ ہے تو گستاخی کی سزا کیا ہوگی مولا تو نے یہ تو فرمادیا کہ اس طرح نہ پکاریں جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہیں مولا یہ بھی تو بتادو کس طرح پکاریں اللہ تعالیٰ گویا یہ فرماتا ہے قرآن مجید تعلیم بھی دیتا ہے اور تربیت بھی کرتا ہے۔

تعلیم اور تربیت میں فرق

تعلیم اور تربیت کا فرق تو معلوم ہے ناں آپ کو چلو یہ بھی بتاتا چلوں آپ گھر میں بیٹھے ہیں اپنے بچے کو اپنے فرزند ارجمند کو اپنی آنکھوں کے سرور کو دل کی ٹھنڈک کو تعلیم دیتے ہیں ایجوکیٹ (Educate) کرتے ہیں بتاتے ہیں سکھاتے ہیں جھوٹ بولنا بری بات ہے جھوٹ بولنے والا ذلیل ہوتا ہے جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے جھوٹ بولنے سے اللہ ناراض ہوتا ہے یہ آپ تعلیم دے رہے ہیں اتنے میں کوئی شخص دروازے پہ دستک دیتا ہے دروازہ کھٹکھٹاتا ہے آپ کہتے ہیں، بیٹے ذرا جاؤ دیکھ کے آؤ کون آیا ہے لیکن خیال رکھنا بتانا نہیں کہ میں گھر پہ ہوں وہ پوچھے تو کہہ دینا مجھے نہیں پتہ میں ابھی دیکھ کر آ رہا ہوں اب بچہ گیا واپس آیا بیٹے کون ہے ابو آپ کے فلاں دوست ہیں اچھا بیٹے بتایا تو نہیں میں گھر پہ ہوں نہیں ابو میں نے کہہ دیا تھا کہ مجھے نہیں پتہ میں دیکھ کے آتا ہوں اچھا بیٹے یہ جو صاحب آئے ہیں ناں یہ آتے ہیں تو پھر جانے کا نام ہی نہیں لیتے بڑے

لیچڑ ہیں یہ تو لسوڑہ ہو جاتے ہیں جاؤ بیٹے جا کے کہہ دو کہ ابو گھر پہ نہیں ہیں ابھی تعلیم دی جا رہی تھی جھوٹ بولنے سے اللہ ناراض ہو جاتا ہے جھوٹ بولنے والا رسواء ہوتا ہے یہ گناہ ہے اور اب تربیت دی جارہی ہے کہ جھوٹ اسی طرح سے بولنا چاہیے اگر پہلے بتادیا کہ ابو گھر پہ ہے تو پھر جھوٹ کیسے بولو گے پہلے گنجائش رکھ لینی چاہیے یہی وجہ ہے کہ ہمارے جو بچے ہیں وہ چوں چوں کا مربہ بن جاتے ہیں وہ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں ان کا قول کچھ ہے فعل کچھ ہے عمل کچھ ہے اندر کچھ ہے اور باہر کچھ ہے اور پھر ہم یہ شکایت کرتے ہیں کہ بچے ہمارا کہنا نہیں مانتے میں عرض کروں گا یار وتم نے جو کچھ بویا وہ ہی کاٹ رہے ہو وہ خلیل جبران کا نام تو آپ نے سنا ہو گا لبنان کا فلسفی تھا، تھا تو عیسائی لیکن اچھی بات تو مؤمن کی متاع گم گشتہ ہے جہاں سے ملے لے لینی چاہیے خلیل جبران کا ایک قول ہے کہتا ہے

کہ کچھ روحیں کچھ لوگ وہ (اسپنج)(Spench) کی طرح ہوتے ہیں ان سے آپ وہی کچھ نچوڑ سکتے ہیں جو انہوں نے آپ سے جذب کیا بھئی (اسپنج)(Spench) میں اگر آپ نے شہد جذب کیا ہے تو شہد ہی نچوڑیں گے اور اگر کیچڑ جذب کیا ہے تو کیچڑ ہی نچوڑیں گے یہ کیسے ممکن ہے جذب تو کیچڑ کرے اور چاہیں جب نچوڑیں تو شہد نکلے تو یہ بچے بھی (اسپنج)(Spench) کی طرح ہوتے ہیں جو آپ سے جذب کریں گے آپ کو وہی لوٹا دیں گے معاف کیجئے یہ نصیحتیں تو اچھی نہیں لگتیں اور آدمی کی طبیعت پہ بار ہوتی ہیں اور مجھے بھی اس میدان میں زیادہ وقت نہیں لگانا چاہیے بلکہ گزر جانا چاہیے دراصل میں تعلیم اور تربیت کا فرق بتا رہا تھا جو بات زبانی کلامی ہے وہ تعلیم ہے اور جو پریکٹیکلی (Practically) ہے عملی طور پہ ہے جو کر کے دکھائی گئی ہے یا کروائی گئی ہے وہ تربیت ہے تو قرآن مجید تعلیم بھی دیتا ہے اور تربیت بھی کرتا ہے۔

صحیفہ انقلاب تعلیم بھی دیتا ہے تربیت بھی کرتا ہے

قرآن مجید نے تعلیم تو یہ دی اے لوگو میرے محبوب ﷺ کو اس طرح نہ پکاریں تو رب کائنات تربیت فرماتا ہے اے میرے بندو تمہاری اوقات کیا ہے تمہاری حیثیت کیا ہے مجھے دیکھو میں خالق کائنات ہوں میں مالک بحر و بر ہوں میں خالق خوش خصال ہوں میں علام الغیوب ہوں میں مالک یوم الدین ہوں میں جو چاہوں سو کروں میری بارگاہ میں کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں ہے پوری کائنات میرے کلمہ کن سے وجود میں آئی ہے مجھے دیکھو میں اپنے محبوب ﷺ کو کس طرح پکارتا ہوں حضرات محترم قرآن مجید میں رب کائنات اپنے محبوب ﷺ کو جب بھی خطاب فرماتا ہے تو نام لے کے خطاب نہیں کرتا دیکھیے پکارنے کے مختلف انداز ہوتے ہیں۔

دراصل محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محب کو اپنے محبوب کا نام لے کر پکارنا گوارہ نہیں جب محبت ہو پھر محبوب کا نام لے کر نہیں پکارا جاتا بلکہ محبوب کی اداؤں کو دہرایا جاتا ہے او نشیلی آنکھوں والے او مستانی چال والے او پھول جیسے رخسار والے او ناگن جیسی زلفوں والے او قیامت جیسی قامت والے وہ محبوب کی اداؤں کو ابھارتا ہے نکھارتا ہے محبوب کے حسن کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے مثال نہیں دیتا بلا تشبیہ و بلا تفصیل عرض کرتا ہوں رب کائنات بھی اپنے محبوب ﷺ کو جب خطاب فرماتا کبھی **یا یھا نبی** ﷺ کہہ کر خطاب فرماتا ہے کبھی **یا یا یھا الرسول** ﷺ کہہ کر خطاب فرماتا ہے کبھی **طٰہٰ** ﷺ کبھی **یٰسین** ﷺ کبھی **شاھد** ﷺ کبھی **مبشر** ﷺ کبھی **نذیر** ﷺ کبھی **سراج منیر** ﷺ کبھی **مدثر** ﷺ کبھی **مزمل** ﷺ کبھی **رحمت مجسم** ﷺ ارے رب کائنات اپنے محبوب ﷺ کو پکارنے کا قرآن میں طریقہ اور سلیقہ سکھا رہا ہے جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ رب کائنات قرآن مجید میں اپنے محبوب ﷺ کو پکارنے کا طریقہ اور سلیقہ سکھا رہا ہے **یا یھا النبی** اچھا نبیؐ ایک لفظ ہے اس کا کوئی مطلب تو ہوگا ظاہر ہے ہوگا کوئی معنی ہوگا مفہوم ہوگا نبیؐ کا

مطلب کیا ہے عربی زبان کی لغت اٹھا کے دیکھیئے ڈکشنری کنسرٹ (Dictionary Concert) کیجئے تو آپ کو پتہ چلے گا اس میں لکھا ہے کہ نبیؐ اس ہستی کو کہتے ہیں جو غیب کی خبر دے جو غیب کی خبر دے اسے نبیؐ کہتے ہیں اور یار لوگ کہتے ہیں نبیؐ کو غیب کا پتہ نہیں یہ کیسی مضحکہ خیز بات ہے یہ ایسے ہے جیسے کوئی شخص آپ سے کہے کہ فلاں شخص وہ جو بڑا حسین و جمیل ہے وجیہہ و شکیل ہے جاذب نظر ہے پر کشش ہے وہ جو بہت خوبصورت ہے اس کی تو بڑی بھیڑی شکل ہے وہ تو دیکھنے کے قابل نہیں کوئی کہے کہ وہ جو عابد ہے زاہد ہے شب بیدار ہے زندہ دار ہے نیکوکار ہے پرہیز گار ہے وہ تو پرلے درجے کا فاسق ہے فاجر ہے گنہگار ہے خطا کار ہے کوئی کہے کہ وہ جو سخی ہے فیاض ہے جس کی سخاوت کے ڈنکے پیٹتے ہیں وہ تو پرلے درجے کا کنجوس ہے مکھی چوس ہے آپ کہیں گے یار عجیب بات کرتے ہو بھئی اگر وہ خوبصورت ہے تو بدصورت کیسے ہوسکتا ہے اور اگر بدصورت ہے تو خوبصورت کیسے ہوسکتا ہے اگر وہ سخی ہے تو کنجوس کیسے ہوسکتا ہے اور اگر کنجوس ہے تو سخی کیسے ہوسکتا ہے اور اگر نیکوکار ہے تو بدکار کیسے ہوسکتا ہے اور اگر بدکار ہے تو نیکوکار کیسے ہوسکتا ہے اگر نبیؐ ہے تو غیب سے بے خبر کیسے ہوسکتا ہے اور اگر بے خبر ہے تو نبیؐ کیسے ہوسکتا ہے اچھا مجھے پتہ نہیں چلتا کہ لوگوں نے نبی پاک ﷺ کے علم کو ایک متنازعہ مسئلہ کیوں بنا دیا ہے وجہ کیا ہے غور کریں۔

یارو یہ بتاؤ اللہ کے فضل سے سب مسلمان ہو الحمد للہ اللہ کو مانتے ہو کبھی اللہ میاں سے ملاقات ہوئی آپ کی کبھی نہیں ہوئی کبھی نہیں دیکھا اچھا چلو ڈائریکٹ (Direct) نہیں دیکھا کبھی ٹیلی ویژن پر ریڈیو پر خطاب سنا ہو عزیز ہم وطنو نہیں تو نہیں دیکھا اللہ کو لیکن مانتے تو ہو تسلیم تو کرتے ہوں ماننا پڑے گا تسلیم کرنا پڑے گا اللہ ہے تو سہی اچھا کبھی فرشتوں کی زیارت ہوئی ہے کبھی آپ کا وفد گیا ہو ڈیلی گیشن (Deligation) گیا ہو نیگوشی ایشنز (Negoshiations) کے لیئے باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کرنے کیلئے فرشتوں سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی لیکن مانتے تو ہو فرشتے ہیں تو سہی اچھا کبھی جنت کی سیر کی ہے کبھی سوچا ہے یار موسم بڑا اچھا ہے چلو پکنک (Picnic) منانے جنت چلتے ہیں کبھی نہیں لیکن مانتے ہو کہ جنت ہے تو سہی اچھا کبھی جہنم دیکھی

ہے اللہ نہ دکھائے کبھی سوچا ہو یار سردی بہت ہے سردی بہت بڑھ رہی ہے آگ تاپنے جہنم چلتے ہیں کبھی نہیں اچھا کبھی جبریلؑ وحی لے کے تمہارے پاس آئے ہیں کبھی نہیں آئے میرا خیال ہے کبھی آئیں گے بھی نہیں اچھا قرآن کو اللہ کا کلام مانتے ہو کہ نہیں بے شک مانتے ہیں اچھا قیامت تو ابھی نہیں آئی ہم نے نہیں دیکھی لیکن کیا خیال ہے آئے گی کہ نہیں آئے گی ضروری آئے گی اے لوگو ذرا سوچو خدا کو نہیں دیکھا لیکن مانتے ہو فرشتوں کو نہیں دیکھا مگر مانتے ہو جنت و دوزخ کو نہیں دیکھا مگر مانتے ہو قیامت کو نہیں دیکھا مگر مانتے ہو ارے کیوں مانتے ہو کوئی دلیل تو ہونی چاہیے بھئی یہ زمانہ ہے عقل و دانش مندی کا فہم و فراست کا سائنس و ٹیکنالوجی (Science & Technology) کا ہم کمپیوٹر ایج (Computer Edge) میں سانس لے رہے ہیں انسان چاند پر فتح و نصرت کے پھریرے لہرا رہا ہے اور ستاروں پر کمندیں ڈالتا ہے اور سائنس اپنی ترقی کی انتہا پہ ہے تو جو بھی مانو گے دلیل سے مانو گے عقل سے مانو گے ذہن سے مانو گے اے لوگو ان تمام چیزوں کو جانتے ہو مجھے بتاؤ تمہارے پلے دلیل کیا ہے۔

زبان رسالت ﷺ کے سوا کوئی دلیل ہو تو پیش کرو ممکن ہے کوئی ذہین شخص کہے میں قرآن پیش کرتا ہوں بے شک قرآن کو تو ماننا ہی پڑے گا نہیں مانیں گے تو مسلمان کیسے ہونگے لیکن اے لوگو قرآن تو خود منتظر ہے زبان رسالت ﷺ کا نبی پاک ﷺ بتائیں کہ یہ قرآن ہے تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہ قرآن ہے اے لوگو ذرا غور کرو نبی کریم ﷺ خبر دیتے ہیں کہ اللہ ایک ہے تو ہم مانتے ہیں نبی کریم ﷺ خبر دیتے ہیں کہ جنت و دوزخ ہے تو ہم مانتے ہیں نبی کریم ﷺ خبر دیتے ہیں کہ فرشتوں کا وجود ہے تو ہم مانتے ہیں نبی پاک ﷺ خبر دیتے ہیں کہ قیامت آئے گی تو ہم مانتے ہیں اے لوگو جس ہستی کی دی ہوئی خبر پر تمہارے ایمان کا دارومدار ہے اسی کو بے خبر مانتے ہو اور اگر وہ بے خبر ہے تو پھر تمہارے ایمان کا اعتبار کیا اگر بے خبر کے کہنے پہ اللہ کو مانو گے تمہارے ایمان کو کون مانے گا ہم نبی پاک ﷺ کے علم کو اس لیئے نہیں مانتے کہ ہمیں سرکار دوعالم ﷺ کی عظمت ثابت کرنی ہے ارے ہماری حیثیت کیا ہے ہماری اوقات کیا ہے جو ہم سرکار دوعالم ﷺ کی عظمت ثابت کریں ہم

سرکار دوعالم ﷺ کا علم مانتے ہیں تو اس لیئے کہ ہمارے ایمان کا اعتبار ہو جائے۔

اگر میں آپ کے سامنے ذکر کروں حضرت جعفر کا تو آپ سوچنے لگیں گے کہ پتہ نہیں کہ کس ہستی کا ذکر ہے حضرت امام جعفر صادقؓ کا ذکر ہے یا کوئی اور بزرگ ہیں یا حضرت جعفر طیارؓ ہیں اگر میں حضرت جعفر طیارؓ کا ذکر کرنا چاہوں تو جب تک ان کے ساتھ طیار کا سابقہ نہ بولوں طیار کا لفظ ان کے نام کے ساتھ نہ بولوں لوگ نہیں پہچانیں گے کہ کس ہستی کا ذکر ہے جب بتاؤں کہ حضرت جعفر طیار کا ذکر ہے تو پھر پتہ چلے گا کہ مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰؓ کے بھائی کا ذکر ہے۔ طیار آپؓ کا لقب ہے آپؓ کی پہچان ہے یہ آپؓ کی شناخت ہے صرف ہم اہل سنت کے نزدیک نہیں بلکہ کسی بھی مسلک کسی بھی فرقے کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا ہو ہر ایک حضرت جعفر طیارؓ کا ذکر کرتا ہے تو ان کی پہچان اور شناخت کیلئے طیار کا لقب ساتھ بولا جاتا ہے اچھا طیار کا کیا مطلب ہے یہ ط سے ہے ت سے نہیں ہے یہ تو آپ کو معلوم ہے طیارہ کہتے ہیں ہوائی جہاز کو تو طیار علماء جانتے ہیں مبالغے کا صیغہ ہے بہت زیادہ اڑنے والا حضرت جعفرؓ کو طیار بہت زیادہ اڑنے والا کیوں کہتے تھے کیا آپؓ کسی ہوائی جہاز کے پائیلٹ تھے ظاہر ہے اس زمانے میں جہازوں کا وجود تو نہیں تھا تو کیا آپؓ کے پاس کوئی اڑھن کھٹولا تھا دنیا جانتی ہے اڑھن کھٹولا تو قصوں کہانیوں کی چیز ہے اس میں کوئی حقیقت نہیں تو پھر بھی کہتے ہیں۔

بہت زیادہ اڑنے والے کیا آپؓ کوئی پری زاد تھے آپؓ کے پر تھے کہیں جانا ہوتا تھا اڑ کے جاتے تھے نہیں وہ بظاہر ہماری طرح انسان تھے کوئی پری زاد نہیں تھے پھر آپؓ کو طیار کیوں کہتے ہیں یارو علماء تو جانتے ہیں جو مجھ جیسے ہیں۔ ان کو ذرا بتاتا چلوں کہ آپؓ کو یہ لقب ملا آپؓ کی شہادت کے بعد جب آپؓ دنیا میں جلوہ فگن تھے جب آپؓ روئے زمین پہ تشریف فرما تھے اس وقت آپؓ کو کوئی طیار نہیں کہتا تھا اس وقت آپؓ کو کوئی اڑنے والا نہیں کہتا تھا طیار کا لقب ملا آپؓ کو آپؓ کی شہادت کے بعد کیوں ملا بات یہ ہے کہ میرے آقا کریم ﷺ تشریف فرما ہیں مدینہ منورہ میں اپنے صحابیوںؓ کے جھرمٹ میں اور سینکڑوں ہزاروں میل مدینہ منورہ سے دور مسلمانوں اور کافروں کے

درمیان معرکہ برپا ہے جنگ ہو رہی ہے میرے آقا کریم ﷺ مدینہ منورہ میں بیٹھ کر اس جنگ کا حال اپنے صحابیوںؓ کو بتا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے میرے صحابیو مسلمانوں کے امیر کو کافروں نے شہید کر دیا ہے اب مسلمانوں کی فوج کا علم آیا ہے جعفرؓ کے ہاتھ میں اور اب کافروں نے حملہ کیا اور انہوں نے حضرت جعفرؓ کا بازو کاٹ دیا ہے لیکن جعفرؓ نے علم گرنے نہیں دیا ہے بلکہ دوسرے ہاتھ میں تھام لیا ہے پھر میرے آقا ﷺ نے فرمایا کہ اب کافروں نے جعفرؓ کا دوسرا ہاتھ بھی قلم کر دیا ہے لیکن جعفرؓ نے علم اب بھی گرنے نہیں دیا بلکہ گردن اور جسم کے سہارے پکڑ لیا ہے پھر میرے آقا ﷺ نے خبر دی اب ظالموں نے جعفرؓ کو شہید کر دیا ہے آخر علی المرتضیٰؓ کے بھائی ہیں ابو طالب کے فرزند ہیں میرے آقا ﷺ سے تعلق ہے ناطہ ہے رشتہ داری ہے آقا ﷺ گریہ فرماتے ہیں اشکبار ہوتے ہیں نماز جنازہ ادا فرماتے ہیں اور دعا مانگ کر اپنے صحابیوںؓ کو بتاتے ہیں کہ جعفرؓ تو جنت میں پہنچ گئے ہیں اور کافروں نے ان کے بازو کاٹ دیئے تھے ناں تو اللہ تعالیٰ نے ان کٹے ہوئے بازوؤں کی جگہ جعفرؓ کو پر عطا فرمائے ہیں اور وہ جنت کی فضاؤں میں اڑ رہے ہیں پرواز کر رہے ہیں لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اٹکھیلیاں کر رہے ہیں جب میرے آقا ﷺ نے بتایا کہ جعفرؓ جنت میں اڑ رہے ہیں تو پھر صحابہ اکرامؓ نے ان کو طیارؓ کہنا شروع کیا پہلے ان کو کوئی طیارؓ نہیں کہتا تھا۔ یہ لقب آپؓ کی شہادت کے بعد آپؓ کو ملا اب کوئی کسی مسلک سے ہو کسی فرقے سے ہو کسی نظریے کا حامی ہو کسی فرقے کا پیروکار ہو جعفرؓ کو طیار سب مانتے ہیں لیکن یارو کبھی موقع ملے تو ان سے پوچھنا کہ جعفرؓ کو طیار مانتے ہو اور نگاہ نبوت کو نہیں مانتے بھئی جنت میں دیکھ کر بتا رہے ہیں اس لیئے حضرت جعفرؓ کو طیار کہتے ہیں اور دوسری طرف کہتے ہو پیٹھ پیچھے کی خبر نہیں ہے دیوار کے دوسری طرف کا علم نہیں ہے۔ یار لوگ جو کہتے ہیں وہ سمجھتے نہیں۔

نصیحت آموز بات

یار و تقریر کی بساط کو تو میں نے لپیٹ دیا آخر میں ایک نصیحت عرض کرتا چلوں اے لوگو ذرا یہ بتاؤ آج

کی دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے ہر شخص اپنی عقل اور سوچ کے مطابق جواب دے گا سیاست دان سے پوچھو وہ کہے گا جی سب سے بڑا مسئلہ ہے بحالی جمہوریت کا اگر کسی دردمند مسلمان سے پوچھو وہ کہے گا جی سب سے بڑا بڑا مسئلہ ہے امت مسلمہ کی امریکہ کے ہاتھوں تذلیل و تباہی کا اگر کوئی شخص جس کا بیٹا بے روزگاری کی وجہ سے خودکشی کرنے پر تُلا ہوا اس سے پوچھو تو وہ کہے گا دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے وہ ماں جس کی بچی جہیز نہ ہونے کی وجہ سے بیٹھی ہے اور اس کے سر میں چاندی کے تار جھلملانے لگیں اس ماں سے پوچھو تو وہ کہے گی دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ یہ جہیز کی لعنت کا ہے ہر شخص اپنی ضرورت اور حالات کے مطابق جواب دے گا اگر میں ان تمام مسئلوں کو اکٹھا کر دوں ایک جملے میں سمو دوں تو یوں کہہ سکتا ہوں کہ آج کی دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے ہمارا سکون چھن گیا ہے ہمیں سکون چاہیے ہمارا قرار لٹ گیا ہے وہ قرار لٹنے کی وجوہات مختلف ہو سکتیں ہیں کسی کا قرار اس لیئے لٹا ہے کہ اس کا بیٹا ہی نہیں ہے اور کسی کا قرار اس لیئے لٹا ہے کہ بیٹا ہے مگر نافرمان ہے وجوہات مختلف ہو سکتی ہیں لیکن جو (کمپلین Complain) ہے جو نتیجہ ہے وہ ایک ہی ہے کہ ہمارا سکون چھن گیا ہے ہمارا قرار لٹ گیا ہے لٹا ہوا سکون یا چھنا ہوا قرار یہ کیسے ملے گا۔

لطیفہ

ایک گھسا پٹا پرانا سا لطیفہ ہے شاید اس سے رہنمائی ملے کچھ نوجوان جاتے ہیں راستے میں ایک بوڑھا ضعیف آدمی دیکھتے ہیں کہ گلی میں زمین پہ کچھ ڈھونڈ رہا ہے۔ نوجوان پوچھتے ہیں بابا جی کیا ڈھونڈ رہے ہیں۔ بابا جی کہتے ہیں بیٹا سوئی گر گئی تھی وہ ڈھونڈ رہا ہوں نوجوان سوچتے ہیں یار بوڑھا آدمی ہے باپ دادا کی عمر کا آدمی ہے مدد کرنی چاہیے بابا جی ہم ڈھونڈتے ہیں جب سوئی ڈھونڈنے لگے دو چار منٹ گزر گئے سوئی نہیں ملی تو نوجوانوں نے کہا بابا جی وہ سوئی تو نہیں مل رہی کہاں گری تھی بابا جی بڑی معصومیت سے فرماتے ہیں بیٹا وہ تو گھر کے اندر گری تھی نوجوانوں کو بڑا طیش آیا بڑا غصہ آیا یہ بوڑھا خود پاگل ہے یا ہمیں بے وقوف بنا رہا ہے بابا جی یہ کیا تماشا ہے سوئی گری تھی گھر کے

اندر ڈھونڈتے باہر گلی میں ہو بابا جی کہتے ہیں بیٹا گھر میں لوڈ شیڈنگ (Loadsheding) کی وجہ سے اندھیرا تھا سوئی چھوٹی سی چیز ہے میں بوڑھا آدمی ہوں نظر میری کمزور ہے وہ مجھ بوڑھے کو وہ سوئی اندر اندھیرے میں تو ملتی نہیں تھی میں نے سوچا یار باہر گلی میں اجالا ہے دوکانداروں نے جنریٹرز (Generators) لگا رکھے ہیں چلو چل کے باہر ڈھونڈتے ہیں وہ بوڑھا بے وقوف تھا وہ سودائی تھا، وہ پاگل تھا، وہ نادان تھا، سوئی گھر کے اندر گری تھی وہ ڈھونڈتا باہر تھا لیکن اے لوگو مجھے یہ بتاؤ سکون اور اطمینان یہ آدمی کے اندر کی چیز ہے یا باہر کی چیز ہے سکون آدمی کے اندر کی چیز ہے کہتے ہیں کہ اگر آدمی کے اندر خزاں کا موسم ہو تو باہر اگر بہار آئی ہوئی ہو تو وہ کھلے ہوئے پھول وہ بھی طنز کرتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں اور اگر آدمی کے اندر خوشیاں ہوں اگر آدمی کے اندر بہار ہو تو باہر اگر پت جڑ ہو تو خشک پتے بھی تالیوں پر ہمنوائی کرتے ہیں وہ بھی خوشیوں میں شریک دکھائی پڑھتے ہیں یہ سکون یہ اطمینان یہ چین یہ قرار یہ آدمی کے اندر کی چیز ہے اے لوگو چیز اندر کی ہے ڈھونڈتے باہر ہو کبھی مال و منال میں کبھی جاہ جلال میں کبھی زمین جائیداد میں کبھی آل اولاد میں کبھی عالی شان محلات میں ارے چیز اندر کی ہے ڈھونڈتے باہر ہو کیسے ملے گی اندر ڈھونڈو وہیں ملے گی اور اندر بھی نہیں ملے گی اگر اندر اندھیرا ہوگا تو تمہارے اندر اجالا کرنے والی چیز کون سی ہے تو پھر میری مانو تو سرکار دو عالم ﷺ کی محبت کی شمع جلالو اور نبی ﷺ کے عشق کا الاؤ دہکالو یہ چھنا ہوا سکون لٹا ہوا قرار یہ دل کے آنگن میں مل جائے گا۔

عشق سرکار ﷺ کی اک قندیل جلالو دل میں
بعد مرنے کے لحد میں اجالا ہوگا

قابل اجمیریؒ ایک شاعر گزرا ہے اس نے غزل کہی میں نے نعت سمجھی شاعر گویا یہ کہتا ہے

حرم والو تمہیں سجدوں کا کیونکر ہوش رہتا ہے
در جاناں پہ ہم تو سر جھکانا بھول جاتے ہیں

کوئی دیوانہ چاہے بھی تو لغزش کر نہیں سکتا
تیرے کوچے میں پاؤں لڑکھڑانا بھول جاتے ہیں
اور تیری زلفوں کا جب کوئی قصیدہ چھیڑ دیتا ہے
ستارے رات سے دامن چھڑانا بھول جاتے ہیں

نقیب محفل کی داد انتخاب

کہ نہ رکوع کی مجھ کو خبر رہی نہ سجود مجھ سے ادا ہوئے
مجھے مست اتنا بنا گئی تیری یاد آ کے نماز میں

دوران کیئے گئے سوالات کے جوابات

1- کیا سرکار دو عالم ﷺ حاضر و ناظر ہیں؟

2- کیا انگوٹھے چومنے کا کوئی فائدہ بھی ہے؟

جواب نمبر 1- دراصل یہ حاضر و ناظر کا مسئلہ وہ ہے کہ میں نے دیکھا ہے علماء کرام بعض اوقات لوگوں کو صحیح طور پر سمجھا نہیں پاتے تو آج اگر کسی شخص کے ذہن میں میری بات بیٹھ جائے تو میری محنت وصول ہو جائے گی۔

یا یھا انبی انا ارسلنا شاھد

اے غیب کی خبریں دینے والے ہم نے آپ ﷺ کو گواہ بنا کر بھیجا

ویسے شاہد کا ترجمہ ہم اہل سنت کرتے ہیں اے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو حاضر و ناظر بنا کر بھیجا تو لوگوں کو شرک کی بو آنے لگتی ہے ایمان خطرے میں نظر آتا ہے توحید ڈانواں ڈول دکھائی دیتی ہے چلو آج حاضر و ناظر کا مسئلہ سمجھ لو کچھ تو فائدہ ہو محفل میں آنے کا لوگوں کے ذہن میں بڑی پریشانی ہے خلفشار ہیں یار لوگ اعتراض کرتے ہیں کہتے ہیں تم نبی پاک ﷺ کو حاضر و ناظر مانتے ہو تو جو پہلے موجود ہو تو اس کا آنا بے معنی ہوتا ہے بھئی آپ یہاں بیٹھے ہیں اگر کوئی دوست آپ کے کان

میں کہے چلو یار وہ دولت آباد شہر میں محفل نعت ہو رہی ہے چلو اس میں چلتے ہیں تو وہ کہے گا یار عجیب بات کرتے ہو محفل میں ہی تو بیٹھے ہیں اب کہاں جائیں گے ٹھیک ہے ناں آپ اپنے گھر میں بیٹھے ہیں اور آپ کا بچہ کہے چلو ابو گھر چلیں تو آپ کہیں گے بچے بے وقوف ہو ہم اپنے گھر میں ہی تو بیٹھے ہیں اگر کوئی مسجد میں بیٹھا ہو تو آپ اس سے کہیں چلو یار مسجد میں چلتے ہیں تو وہ کہے گا یار مسجد میں ہی تو بیٹھے ہیں۔ جب پہلے سے کسی جگہ موجود ہو اس جگہ آ تو نہیں سکتا بھئی آیا تو ہے موجود تو ہے یار لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ کہتے ہیں نبی پاک ﷺ حاضر و ناظر ہیں جب سرکار دو عالم ﷺ ہر جگہ پہ ہیں تو مکے سے مدینے کیسے گئے مدینے سے مکے کیسے آئے زمین سے آسمان کیسے گئے آسمان سے زمین کیسے آئے کبھی حجرے میں کبھی مسجد میں ہیں کبھی سفر میں ہیں کبھی حجر میں ہیں یہ آنا جانا یہ کیسے ممکن ہے جو حاضر و ناظر ہو اس کے لیئے آنا جانا تو ممکن نہیں ہوتا ذرا یہ خلش دور کرتا چلوں دیکھو حاضر اور ناظر یہ دو لفظ ہیں اور ان کا علیحدہ علیحدہ مطلب ہے جب مطلب سمجھ میں آ جائے تو مسئلہ حل ہو جائے حاضر کا مطلب وہ شخص جو ہے اور ناظر کا مطلب وہ شخص جو دیکھتا ہے ناظر ہے دیکھنے والا میں کہاں تک ناظر ہوں جہاں تک میری نگاہ کام کرتی ہے میں ناظر ہوں آپ نے یہ چراغوں کی تریب سجائی ہوئی ہے یہ چراغاں کیا ہوا ہے جہاں تک یہ چراغاں ہے جہاں تک میری نگاہ ہے اگر آسمان پہ چاند ہے اگر ستارے ہیں اگر سورج چمکتا ہے جہاں تک میں دیکھتا ہوں وہاں تک میں ناظر ہوں اے لوگو میں چاند کو دیکھتا ہوں ناظر تو ہوں لیکن کیا چاند پر حاضر بھی ہوں میں سورج کو دیکھتا ہوں سورج کا ناظر تو ہوں لیکن کیا سورج پر حاضر بھی ہوں ذرا یہ سمجھ لیجئے کہاں تک حاضر ہوں کہاں تک ناظر ہوں مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب والا! میرا جسم یہاں پہ ہے اس جگہ پہ ہے آپ دیکھ رہے ہیں اس کی ایک حد ہے لیکن یہ اسٹیج سیکرٹری صاحب تشریف فرما ہیں، میں ان کے کندھوں پر سوار تو نہیں ہوں میں ان کی گود میں چڑھا ہوا بھی نہیں ہوں لیکن میں ان کے اوپر حاضر ہوں

یا نہیں ہوں ظاہر ہے حاضر ہوں اچھا یہ ڈیک رکھا ہے یہ آپ کے سامنے لائیٹنگ

(Lighting) کی ہوئی ہے اگر میں چاہوں کہ اس کا سوئچ آف (Switch Off) کر دیا جائے تو مجھے اٹھ کے وہاں جانا پڑے گا یا کسی دوست سے کہوں گا مہربانی کریں سوئچ آف (Switch Off) کر دیں سامنے کنات ہے تو میں اگر خیال کروں کہ یہ ہٹ جائے تو مجھے وہاں جانا پڑے گا یا کسی دوست سے کہوں گا بھئی کنات ہٹا دو میں کہوں سوئچ آف (Switch Off) کریں یہ کہوں کنات ہٹائیں تو آپ مجھ سے کہیں کاظمی صاحب آپ بھی تو یہاں حاضر ہیں آپ خود ہٹا لیں تو میں کہوں سائیں آپ سوئچ کے پاس ہیں آپ کنات کے پاس ہیں آپ مہربانی کریں آف کر دیں کنات ہٹا دیں میں اگر سوئچ آف کرنا چاہوں گا میں اگر کنات ہٹانا چاہوں گا مجھے اٹھ کر یہاں آنا پڑے گا پتہ چلا میں وہاں سوئچ کے بالکل پاس نہیں ہوں کنات کے بالکل قریب نہیں ہوں اسٹیج پہ حاضر ہوں یہ ذرا سمجھ لیجئے میں جہاں تک دیکھتا ہوں وہاں تک ناظر ہوں میں حاضر کہاں تک ہوں میں کنات پر حاضر نہیں ہوں مگر ناظر ضرور ہوں میں سوئچ پر حاضر نہیں ہوں مگر ناظر ضرور ہوں کیوں نہیں ہوں اس لیئے کہ وہ کنات میری دسترس سے دور ہے وہ سوئچ میری دسترس سے دور ہے وہ رسائی سے باہر ہے وہ میری پہنچ سے آگے ہے جہاں تک میری دسترس ہے جہاں تک میری رسائی ہے میری دسترس میں میری رسائی میں یہ جتنا دائرہ ہے حالانکہ میرا جسم یہی ہے میں لاؤڈ سپیکر کے اوپر نہیں بیٹھا مگر میں لاؤڈ سپیکر پر حاضر ہوں کیوں حاضر ہوں چاہوں تو اس کو اٹھا کر اِدھر سے اُدھر کر دوں یہ میری دسترس میں ہے اسٹیج سیکرٹری صاحب میری دسترس میں ہیں چاہوں تو ان کا ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف بلا لوں جناب محترم اب یہ جگہ یہاں پر لاؤڈ سپیکر رکھا ہوا ہے یہاں پر میں حاضر ہوں یا نہیں ہوں حاضر تو ہوں لاؤڈ سپیکر کے پاس چل کے جا سکتا ہوں یا نہیں جا سکتا پتہ یہ چلا کہ حاضر ہونے کیلئے میرا جسم ہونا ضروری نہیں۔

جناب میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میرے حاضر ہونے کیلئے میرا جسم ہونا ضروری نہیں جہاں تک میری دسترس ہے جہاں تک میری رسائی ہے وہاں تک میں حاضر ہوں ناظر ہوں۔

بات یہ ہے کہ تمام کائنات پر ہم سرکار دو عالم ﷺ کو حاضر و ناظر مانتے ہیں سبب یہ ہے کہ تمام کائنات سرکار دو عالم ﷺ کی نگاہ میں ہے اس لیئے سرکار دو عالم ﷺ تمام کائنات پر ناظر ہیں اور یہ تمام کائنات سرکار دو عالم ﷺ کی دسترس میں ہے اس لیئے سرکار دو عالم ﷺ تمام کائنات پر حاضر ہیں۔ ارے جسد اطہر ہر جگہ نہیں ہے سرکار دو عالم ﷺ تشریف فرما ہیں مدینہ منورہ میں سرکار دو عالم ﷺ جلوہ فگن ہیں اپنے روضۂ انور میں آپ ﷺ کا جسد اطہر آپ ﷺ کا جسم عنصری وہ تو مدینے میں ہے لیکن حضور اکرم ﷺ تمام کائنات پہ حاضر و ناظر ہیں ذرا دیکھو دیکھنے والو اللہ تمہیں نگاہ دے رسول پاک ﷺ اس دنیا میں اس زمین پر تشریف فرما ہیں لیکن اشارہ کرتے ہیں چاند دو ٹکڑے ہو کر قدموں میں آ جاتا ہے تو پتہ یہ چلا چاند بھی سرکار دو عالم ﷺ کی دسترس میں ہے اور جہاں تک انسان کی دسترس ہے وہاں تک انسان حاضر ہوتا ہے جہاں تک انسان کی نظر کام کرے وہاں تک انسان ناظر ہوتا ہے ارے یہ چاند بھی سرکار دو عالم ﷺ کی دسترس میں ہے سرکار دو عالم ﷺ سورج کو اشارہ فرمائیں سورج الٹے پاؤں پلٹتا ہے پتہ چلا سرکار دو عالم ﷺ سورج پر بھی حاضر ہیں سورج بھی سرکار دو عالم ﷺ کی دسترس میں ہے۔

ارے بے وقوفو، حضور اکرم ﷺ کی دسترس میں جب یہ تمام کائنات ہے تو تمام کائنات پہ سرکار دو عالم ﷺ حاضر ہیں آپ ﷺ کا جسد اطہر آپ ﷺ جسم اطہر مدینہ منورہ میں ہے تمام کائنات چونکہ آپ ﷺ کی نگاہ میں ہے اس لیئے سرکار دو عالم ﷺ تمام کائنات پر ناظر ہیں کچھ مسئلہ حل ہوا یا نہیں ہوا اگر ہو گیا تو سبحان اللہ، نہیں ہوا تو ماشاء اللہ

جواب نمبر 2- یار لوگ کہتے ہیں کہ یہ سنی عجیب لوگ ہیں نام نبی ﷺ کا آتا ہے انگوٹھے اپنے چومنے بیٹھ جاتے ہیں ویسے میں بھی کہتا ہوں کہ سنی ہیں تو واقعی عجیب ماشاء اللہ علماء کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں جناب والا ذرا انگوٹھے چومنے کا بیان تو فرمائیں علماء کرام وہ پوری تفصیل سے وضاحت و صراحت سے وہ پوری ڈیٹیلز (Detai
ls) سے بتاتے ہیں کہ انگوٹھے چومنے کی وہ احادیث کہاں پہ ہیں وہ کون سی کتابیں ہیں ان کے نام

کیا ہیں وہ پیج (Page) نمبر کیا ہے وہ ریفرنسز (References) کیا ہیں وہ جوابات کیا ہیں وہ بتاتے ہیں۔ یہ سیدنا حضرت آدمؑ کی سنت مبارکہ ہے یہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی سنت مبارکہ ہے علماء کرام بتاتے ہیں فقہ کی کتابوں میں انگوٹھے چومنے کا سلیقہ اور طریقہ تک دیکھایا گیا پوری وضاحت و صراحت کے ساتھ بتاتے ہیں اور ہمارے سنی ہر دوسرے دن پھر کھڑے ہوتے ہیں جی انگوٹھے چومنے کا کوئی ثبوت ہے اے لوگو بلا دلیل بلا ثبوت صرف آپ کے ذہن کے دروازے پہ دستک دینا چاہتا ہوں دعوت غور و فکر دیتا ہوں اے لوگو کل جب قیامت کا دن ہو گا محشر برپا ہو گا اور ہر ایک کے ہاتھ میں اس کا نامۂ اعمال تھما دیا جائے گا پھر ایکس پلینیشن Explaination کال ہو گی جواب طلبی ہو گی پوچھا جائے گا یہ کام کیوں کیا یہ راستہ اختیار کیوں کیا یہ گناہ کیوں کیا یہ غلطی کیوں کی یہ جرم کیوں کیا جب یہ جواب طلبی ہو گی تو ہم میں سے ماشاء اللہ کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو میدان محشر میں چالاک بننے کی کوشش کریں گے مکر جائیں گے، چٹا انکار کریں گے مولا یہ کام میں نے کیا ہی نہیں، مولا فرشتوں سے کوئی بھول چوک ہو گئی ہو گی ورنہ ہمارا ان سے کوئی زمین کا جھگڑا تو تھا نہیں جیسے وہ غالب نے کہا ناں کہ

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی اپنا کوئی تا دم تحریر بھی تھا

مولا فرشتوں نے اکیلے اکیلے بیٹھ کے ہمارا اعمال نامہ کمبائن (Combine) کر دیا لکھ دیا جو جی چاہا مولا جب وہ لکھ رہے تھے ہمارا کوئی بندہ تھا کہ اس چیکنگ کیلئے کہ صحیح لکھتے ہیں یا غلط لکھتے ہیں اب فرشتوں نے لکھ دیا جواب طلبی ہماری ہو رہی ہے ایسے میں کچھ لوگ جب چالاک بنیں گے پھر کیا ہو گا پھر ہماری زبان پر مہر لگا دی جائے گی پھر ہمارے جسم کے اعضاء کو زبان ملے گی یہ ہاتھ گواہی دیں گے مولا نامہ اعمال میں سچ لکھا ہے یہ ظلم یہ جرم اس نے ہمارے ذریعے سے کیا تھا ٹانگیں گواہی دیں گی مولا یہ گناہ کرنے ہمارے ساتھ چل کے
گیا تھا یہ آنکھیں گواہی دیں گی مولا بے حیائی کے منظر یہ ہم سے دیکھا کرتا تھا اے لوگو کسی مفتی کے

پاس نہ جاؤ کسی مولوی کا دروازہ نہ کھٹکھٹاؤ ویسے تمہارے پاس وقت ہے بھی کہاں جو دین کیلئے تم نکال سکو چلو ایسا کرو تھوڑی دیر کے لیئے اپنے دل کو مفتی بنالو اپنے دل سے پوچھو کل قیامت کے دن تمہارے ہاتھ پاؤں تمہارے اپنے خلاف گواہی دیتے ہوں گے اگر اس وقت ان انگوٹھوں نے گواہی دی مولا جب تیرے محبوب ﷺ کا نام آتا تھا یہ ہمیں چوم لیتا تھا آنکھوں سے لگاتا تھا ارے دل سے پوچھو اس گواہی کا فائدہ ہوگا یا نقصان ہوگا اگر دل گواہی دے کہ اس کا فائدہ ہوگا تو یار و جب سرکار دو عالم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی آئے تو انگوٹھے چوم لیا کرو اور اگر دل چپ رہے تو انگوٹھے چومنے کا بھی فائدہ نہیں ہوگا اصل گواہی تو دل کی ہے۔

﴿ وآخر دعونا ان الحمد لله رب العالمین ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر 9

معراج النبی ﷺ

پارٹ (1)

پاس نہ جاؤ کسی مولوی کا دروازہ نہ کھٹکھٹاؤ ویسے تمہارے پاس وقت ہے بھی کہاں جو دین کیلئے تم نکال سکو چلو ایسا کرو تھوڑی دیر کے لیئے اپنے دل کو مفتی بنالو اپنے دل سے پوچھو کل قیامت کے دن تمہارے ہاتھ پاؤں تمہارے اپنے خلاف گواہی دیتے ہوں گے اگر اس وقت ان انگوٹھوں نے گواہی دی مولا جب تیرے محبوب ﷺ کا نام آتا تھا یہ ہمیں چوم لیتا تھا آنکھوں سے لگاتا تھا ارے دل سے پوچھو اس گواہی کا فائدہ ہوگا یا نقصان ہوگا اگر دل گواہی دے کہ اس کا فائدہ ہوگا تو یارو جب سرکار دو عالم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی آئے تو انگوٹھے چوم لیا کرو اور اگر دل چپ رہے تو انگوٹھے چومنے کا بھی فائدہ نہیں ہوگا اصل گواہی تو دل کی ہے

﴿ وآخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 9

مِعراجُ النَّبِی ﷺ

پارٹ (1)

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتو كل عليه و نعوذ با الله من شر ور انفسنا ومن سيأت اعمالنا من يهده الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادی له ونشهدان لااله الاالله وحده لاشريك لـه و نشهد ان سيدنا ونبينا وحبيبِنا و كريمنا و رؤفنا ورحيمنا و مولنا وملجنا وما ونا محمدًا عبده ورسوله امابعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم والنجم اذا هوٰی صدق الله مولانا العلی العظيم وصدق رسوله النبی الكريم الامين ونحن علی ذالك لمن الشاهد ين والشا كرين والحمدلله رب العلمين۔

واجب التعظیم لائق صد تحریم علماء مشائخ اہل سنت اور محترم ومعزز حاضرین محفل مجھے حاضری میں کچھ تاخیر ہوئی اور روانگی میں عجلت ہے ایسے میں کسی باقاعدہ موضوع کسی باقاعدہ خطاب کا میں متحمل نہیں ہوسکتا صرف کوشش کروں گا مختصر سے وقت میں چند گزارشات وقف سماعت کروں اور پھر آپ سے اجازت طلب کروں حضرات محترم میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی علماء اور مفسرین کی وضاحت کے مطابق یہ معراج سے متعلق ہے جناب والا معراج حضور اکرم ﷺ کی فضیلت کا چمکتا ہوا نشان ہے اس پہ کسی کو شبہ نہیں ہوسکتا میرا سوال یہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے لیئے جو فضیلت ہے معراج میں وہ کس حوالے سے ہے کیا آسمانوں پر جانا فضیلت ہے اگر یہ فضیلت ہے تو سرکار دو عالم ﷺ سے پہلے حضرت عیسیٰؑ کو حاصل ہے وہاں پر انبیاء اکرامؑ سے ملاقات ہوئی یا نہیں ہوئی جناب والا آسمانوں پر جانا فضیلت کیا ہوگی میں ان تمام موضوعات کو مختصر سی بات میں سمیٹ دوں رب کائنات نے ارشاد فرمایا حدیث قدسی ہے۔

لولاك لما خلقت الدنيا ۔ لولاك لما خلقت الافلاك ۔لولاك لما اظهرت الربوبية

اے محبوب ﷺ اگر تو نہ ہوتا تو یہ ارض وسما نہ ہوتے ۔ یہ دشت وجبل نہ ہوتے ۔ یہ کوہ ودمن نہ ہوتے ۔

سمیٹ دوں رب کائنات نے ارشاد فرمایا حدیث قدسی ہے۔

لولاك لما خلقت الدنيا ۔ لولاك لما خلقت الافلاك ۔ لولاك لما اظهرت الربوبية

اے محبوب ﷺ اگر تو نہ ہوتا تو یہ ارض و سما نہ ہوتے۔ یہ دشت و جبل نہ ہوتے۔ یہ کوہ و دمن نہ ہوتے۔ یہ برگ و شجر نہ ہوتے۔ یہ مناظر کائنات نہ ہوتے۔ یہ مظاہر فطرت نہ ہوتے۔ اے محبوب ﷺ یہ تمام کائنات اس لیئے کہ تو ہے اگر تو نہ ہوتا میں اپنا رب ہونا ظاہر نہ کرتا۔ کہ اے محبوب ﷺ جو مزہ تیرا رب ہونے میں ہے وہ کسی اور کا رب ہونے میں کہاں۔

یہ تمام کائنات بنی ہے سرکار ﷺ دو عالم ﷺ کے صدقے میں جس کائنات کا وجود سرکار دو عالم ﷺ کے صدقہ ہے اس کائنات سے سرکار دو عالم ﷺ کو عظمت کیسے مل سکتی ہے بڑی سیدھی سی بات ہے اس میں کوئی پیچیدہ فلسفہ نہیں ہے اس میں نہ کوئی عقل میں نہ آنے والی بات نہیں ہے ارے معراج سرکار دو عالم ﷺ کی عظمت کا نشان ہے ہم مانتے ہیں لیکن معراج میں سرکار دو عالم ﷺ کی عظمت کا خاص پہلو کیا ہے۔ یہ تمام کائنات تو سرکار دو عالم ﷺ کے صدقے میں بنی ہے جن کو جو سرکار دو عالم ﷺ کے طفیل ملے وہ تو سب سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں اپنے وجود کے لیئے جھولی پھیلائے کھڑے ہیں حضور اکرم ﷺ تمام کائنات کو عظمتیں بانٹنے والے ہیں کسی سے عظمت لینے والے نہیں ہیں ٹھیک ہے ناں اگر یہ بات اسی طرح ہے تو ماننا پڑے گا کہ معراج میں جو عظمت ہے سرکار دو عالم ﷺ کی وہ اس کائنات کے اندر نہیں ہے وہ اس کائنات سے ماوریٰ ہے سرکار دو عالم ﷺ کے لیئے عظمت کا اصل پہلو کیا ہے وہ دیدار الٰہی ہے وہ اللہ کے جمال کو دیکھنا ہے ویسے تو اللہ نے فرما دیا اے محبوب ﷺ یہ معراج کرائی ہے آپ ﷺ کو اپنی نشانیاں دکھانے کیلئے اللہ کی نشانیاں کیا ہیں اللہ نے کیا دکھایا ہے سرکار ﷺ براق پہ تشریف فرما ہوئے ابھی جا رہے ہیں راستے میں سرخ ٹیلے پر دیکھتے ہیں موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر انور میں کھڑے صلوٰۃ پڑھ رہے ہیں۔ یہ اللہ نے اپنی پہلی نشانی دکھائی یہ اللہ کی نشانی کیسے ہے ویسے تو لمبی چوڑی دلیلوں کی ضرورت نہیں **ان الصفاء**

والمروة من شعائر الله ارے جہاں نبیؑ کی ماںؓ یا نبیؑ کی بیویؓ کے قدم لگ جائیں وہ پہاڑیاں اللہ کی نشانیاں ہو جاتی ہیں پھر جس قبر میں بنفس نفیس اللہ کا نبیؑ موجود ہو وہ اللہ کی نشانی کیوں نہیں ہوگی لیکن یہاں پر نشانی کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہم تو یہ دیکھتے ہیں ناں ہمارا جو شخص دنیا سے رخصت ہوتا ہے بچھڑتا ہے وہ قبر میں جاتا ہے اس کے اعضاء منتشر ہو جاتے ہیں نام و نشان مٹ جاتا ہے مٹی میں مل جاتے ہیں ختم ہو جاتا ہے فناء کے گھاٹ اتر جاتا ہے ہم تو یہ دیکھتے ہیں لیکن اللہ نشانی دکھا رہا ہے میرے جو نبیؑ ہوتے ہیں وہ قبر کے اندر بھی میری عبادت و ریاضت میں مشغول ہوتے ہیں۔

اللہ نے زمین پہ حرام کر دیا کہ وہ انمبیاء کے جسم کو نہیں کھا سکتی

ایک صحابیؓ نے سوال کیا۔ سرکار ﷺ آپ کا فرمان ہے کہ مجھ پہ درود پڑھا کرو میں آپ کا درود سنتا ہوں۔ سرکار ﷺ اس وقت تو آپ ہمارے سامنے جلوہ فگن ہیں اس وقت تو آپ ہماری نگاہوں کے احاطے میں ہیں۔ سرکار ﷺ اس وقت تو آپ روئے زمین پر تشریف فرما ہیں۔ اس وقت تو آپ ہماری محفلوں کی رونق ہیں۔ اس وقت ہم درود بھیجتے ہیں آپ ﷺ سن لیتے ہیں لیکن سرکار ﷺ جب آپ ﷺ اپنی قبر انور میں تشریف لے جائیں گے۔ ہم قبر میں جاتے ہیں ہمارا جسم منتشر ہو جاتا ہے۔ اعضاء بکھر جاتے ہیں۔ سرکار ﷺ جب آپ اس مرحلے سے گزریں گے۔ کیا اس وقت بھی آپ ﷺ ہمارا درود سنیں گے گویا صحابیؓ پوچھ رہے ہیں سرکار ﷺ ہمارا جسم تو منتشر ہو جاتا ہے بکھر جاتا ہے نام و نشان مٹ جاتا ہے، فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے۔ سرکار ﷺ قبر میں تو آپ ﷺ نے بھی جانا ہے موت کا قانون آپ پر بھی طاری ہونا ہے۔ سرکار ﷺ جب اس مرحلے سے آپ ﷺ گزریں گے۔

کیا آپ ﷺ اس وقت بھی ہمارا درود سنیں گے سرکار ﷺ نے کیا جواب عطا فرمایا

ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء

اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسم کو نہیں کھا سکتی اللہ ہم پر کوئی چیز حرام کر دے ہم کیا کرتے ہیں نافرمانی کر جاتے ہیں۔ ہم روگردانی کر جاتے ہیں ہم پرہیز نہیں کرتے۔ لیکن زمین کے اندر اتنی ہمت نہیں کہ وہ رب سے سرکشی کر سکے بھئی صحابیؓ نے سوال کیا تھا درود سننے کے بارے میں سرکار ﷺ جواب عطا فرما رہے ہیں جسم اطہر کے حوالے سے سرکار ﷺ نے جواب عطا فرمایا ہے سرکار ﷺ نے ایک مقام بڑھ کر ایک مرحلہ بڑھ کر جواب عطا فرمایا ارے تم یہ پوچھتے ہو کہ ہم درود سنیں گے یا نہیں سنیں گے۔ ارے ہمارے تو جسم بھی محفوظ رہیں گے اللہ نے فرمایا۔

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسم کو نہیں کھا سکتی۔ انبیاء علیہم السلام کے جسم بھی محفوظ ہوں گے وہ درود بھی سنیں گے۔ آپ جانتے ہیں سننا زندگی کی دلیل ہے پتہ چلا کہ حدیث پاک سے صرف جسموں کی حفاظت ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ **حیات مع الجسد** ثابت ہوئی ہے قبر میں انبیاء علیہم السلام کے جسم بھی محفوظ ہوں گے اور زندگی بھی موجود ہوگی، اگر زندگی نہیں ہوگی تو سنیں گے کیسے۔ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو پہلے بتا دیا ہے کہ رب کائنات یہ بات اپنے محبوب ﷺ کے علم میں لے آیا ہے کہ زمین پر حرام کر دیا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کے جسم کو نہیں کھا سکتیں اللہ نے پہلے بتایا تھا اپنے محبوب ﷺ کو آج دکھا دیا ہے اپنے محبوب ﷺ کو۔ محبوب ﷺ آج کی رات ہے نشانیاں دکھانے کی اللہ نے نشانی دکھا دی ہے۔

اے محبوب ﷺ پہلے تجھے بتایا تھا سننے کی بات اور ہوتی ہے دیکھنے کی بات اور ہوتی ہے باری تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محبوب ﷺ آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں میرے کلیم موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز صلوۃ پڑھ رہے ہیں۔ ایک بات کرنے لگا ہوں دلیل نہیں ہے ذوق کی بات ہے حضور ﷺ براق پہ تشریف فرما جا رہے ہیں براق کی تیزیٔ رفتار کا عالم یہ ہے براق کا پہلا قدم حد نگاہ پہ پڑتا تھا مسجد اقصیٰ پہنچنے میں کتنی دیر لگی ہوگی۔ ساری معراج پلک جھپکنے میں ہوگئی۔ ظاہر ہے کوئی وقت نہیں لگا سرکار ﷺ مسجد اقصیٰ پہنچے موسیٰ علیہ السلام پہلے سے وہاں موجود ہیں سرکار ﷺ نے

راستے میں دیکھا موسیٰ علیہ السلام نماز میں مشغول تھے قیام کے بعد رکوع ہے رکوع کے بعد سجود ہیں سجود کے بعد قعدہ ہے ابھی بیٹھنا ہے۔ نماز تو ابھی مکمل نہیں ہوئی ہوگی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام مسجد اقصیٰ میں موجود کیسے ہیں میں نے پہلے عرض کیا ہے دلیل نہیں ہے ذوق کی بات ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کو گزرتے ہوئے دیکھا ہوگا تو انہیں پتہ ہوگا انہیں دعوت ہوگی۔ آج مسجد اقصیٰ میں وہ اجتماع ہے اور سرکار ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ تو موسیٰ علیہ السلام ظاہر ہے نماز چھوڑ کر مسجد اقصیٰ حاضر ہوئے ہوں گے۔

حضرات محترم اگر اب یہ معراج پہ اس انداز سے میں نے کلام شروع کیا تو پھر وہ تمام میری پلاننگ (Plaining) دھری کی دھری رہ جائے گی جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی اس پہ چند باتیں عرض کروں پھر نگاہوں نگاہوں میں اللہ حافظ کی رسم ادا کریں۔

والنجم قسم ہے ستارے کی اللہ تعالیٰ ستارے کی قسم کھا رہا ہے کوئی عام ستارہ تو نہیں ہوگا ٹھیک ہے ناں ویسے تو اب آسمان پر دیکھنے کی ضرورت نہیں زمین پہ بھی ستارے ہوتے ہیں بڑے سپر سٹارز (Super Stars) ہوتے ہیں یہاں پہ اللہ تعالیٰ جس ستارے کی قسم کھا رہا ہے وہ کوئی عام ستارہ نہیں ہوگا یقیناً وہ کوئی خاص ستارہ ہوگا یہ ستارہ کونسا ہے یہ ستارہ وہ ستارہ ہے۔ جس کو دیکھ کر حضرت جبریلؑ اپنی عمر کا حساب رکھتے تھے یہ وہ ستارہ ہے آقا علیہ السلام نے فرمایا جبریلؑ تمہاری عمر کتنی ہے جبریلؑ عرض کرتے ہیں آقا ﷺ اور تو کچھ نہیں جانتا صرف اتنا جانتا ہوں کہ آسمان پر ایک نوری ستارہ ستر ہزار سال کے بعد طلوع ہوتا ہے میں نے اس نوری ستارے کو بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ سرکار ﷺ فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں مجھ محمد ﷺ کی جان پاک ہے وہ نوری ستارہ میں ہوں۔

یہ وہ ستارہ ہے اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کی قسم کھائی قسم ہے ستارے کی اے محبوب ﷺ تو ستارہ ہے تیری قسم لوگ سوچتے ہیں یہ عجیب بات کرتے ہیں یہ صوفیاء اکرام یہ اہل سنت کہتے ہیں نجم سے مراد سرکار ﷺ کی ذات ہے مفسرین نے وضاحت فرمائی کہ نجم سے مراد سرکار ﷺ کی ذات ہے اللہ

تعالیٰ فرماتا اے محبوب ﷺ تیری قسم کہتے ہیں یہ بنی عجیب لوگ ہیں یہ ہر بات کو کھینچ تان کر نبی ﷺ کی ذات تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہ بھی کوئی تک ہے بھئی اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کی قسم کھائی تھی تو فرماتا ہے۔ اے محبوب ﷺ تیری قسم یہ ستارے کا چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی۔ بھئی اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کی قسم کھانی تھی تو فرما دیتا اے محبوب ﷺ تیری قسم تیرے حسن و جمال کی قسم تیرے خدوخال کی قسم تیرے نقش ونگار کی قسم تیرے قد وقامت کی قسم تیرے سراپا کی قسم تیری اداؤں کی قسم امت کے ساتھ نبھائی ہوئی وفاؤں کی قسم اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو ستارہ کیوں کہا ستارے میں اور سرکار ﷺ میں قدرت مشترک کیا ہے مماثلت کیا ہے کون سی چیز ملتی ہے۔

راستے کا پتہ تیری ذات سے چلے گا

علماء اور اکابرین نے وضاحت فرمائی بات دراصل یہ ہے کہ پرانے زمانے میں جب قافلے سفر کرتے تھے تو اس وقت سڑکیں نہیں ہوتیں تھیں سنگ میل نہیں لگے ہوتے تھے ہر موڑ پہ سائن بورڈ (Sign Board) بھی نہیں لگے ہوتے تھے اس وقت دنیا کی آبادی بھی بہت تھوڑی تھی جگہ جگہ بسوں کے اڈے اور سگریٹ پان کے کھوکھے بھی نہیں ہوا کرتے تھے کہ لوگ راہگیروں سے پوچھ لیں اور آنے جانے والوں سے اپنی منزل کے نشان کا پتہ کرلیں اس وقت پرانے زمانے میں جب قافلے چلتے تھے تو دن کے وقت جب قافلہ سفر کرتا تھا سورج کی روشنی میں انہیں راستے کی نشانیاں بھی نظر آجاتیں تھیں بھئی ایک پہاڑ آنا تھا وہ بھی آ گیا ایک ٹیلہ آنا تھا وہ بھی آ گیا جی ایک درختوں کا بڑا سا جھنڈ آنا تھا وہ بھی آ گیا۔

دن کے اندر راستے کی نشانیاں دکھائی دے رہی ہیں دن کا وقت ہے سورج کی کرنوں سے پتہ چل رہا ہے کہ مشرق کدھر ہے مغرب کدھر ہے، شمال کدھر ہے، جنوب کدھر ہے دن کا وقت ہے کوئی نہ کوئی راہگیر بھی مل سکتا ہے منزل کا نشان پتہ پوچھا جا سکتا ہے اور اگر کسی قافلے نے رات کو سفر کرنا ہوتا تھا تو رات کے وقت تو اندھیرے کی چادر پھیلی ہوئی ہے اس میں راستے کی نشانیاں نظر نہیں آ رہیں

سٹریٹ لائٹس (Street Light) کا انتظام نہیں ہوا کرتا تھا اس وقت بلدیہ سے بھی شکایت نہیں کی جاتی تھی کہ جی ہماری گلی میں تو اندھیرا ہے اس وقت صورت حال اور تھی رات میں روشنی نہیں ہوتی تھی ہر چیز اندھیرے کے اندر لپٹی ہوئی ہے راستے کی نشانیاں نظر نہیں آ رہیں اس وقت لوگ بھی اپنے گھروں میں سو رہے ہوتے تھے۔ وہ لیٹ شوز (Late Shows) بھی نہیں ہوا کرتے تھے۔ ٹیلی ویژن کے سیچرڈے نائٹ (Saturday Night) سپیشل کے ڈرامے بھی نہیں ہوتے تھے کہ لوگ دیکھنے کیلئے جاگتے رہیں۔ لوگ جلدی سو جایا کرتے تھے رات کے وقت قافلوں نے سفر کرنا ہوتا تھا۔ نہ انہیں راستے کی نشانیاں نظر آتی تھیں نہ کوئی راہگیر ملتا تھا۔ نہ سورج ہے۔ جو مشرق مغرب کا پتہ بتائے منزل کا پتہ کیسے چلتا تھا راستے کا تعین کیسے کرتے تھے جب منزل کا پتہ بتانے والا اور کوئی نہیں ہوتا تھا تو لوگ ستاروں سے اپنی منزل کا نشان پتہ پوچھتے تھے آج کل بھی کچھ بڑے بوڑھے دیہاتوں کے اندر موجود ہیں جو رات کو آسمان دیکھ کر ستارے دیکھ کر بتا دیتے ہیں کہ شمال کدھر ہے اور جنوب کدھر ہے۔ ایسا ہے یا نہیں اللہ تعالیٰ نے گویا یہ فرمایا کہ محبوب ﷺ دن کے وقت تو بہت سی چیزیں ہیں جو راستے کا منزل کا پتہ دیتی ہیں رات کو تو منزل کا پتہ صرف ستاروں سے چلتا ہے کوئی اور بتانے دکھانے والا نہیں ہوتا اے محبوب ﷺ تجھ سے پہلے تو میں نے نبیؑ بھی بھیجے تھے رسول بھی بھیجے تھے ہادی بھی بھیجے تھے لیکن اب اے محبوب ﷺ اب جب تو آ گیا ہے، اب کسی اور نبیؑ نے نہیں آنا کسی اور رسولؑ نے نہیں آنا کسی اور ہادی نے نہیں آنا کسی اور رہبر نے نہیں آنا تو اے محبوب ﷺ اب تو راستہ دکھانے والا اکیلا تو ہے ناں۔ جب راستہ دکھانے والا اور کوئی نہ ہو تو ستاروں سے منزل کا پتہ چلتا ہے اے محبوب ﷺ اب منزل کا راستے کا پتہ بتانے والا کوئی اور نہیں اب منزل کا پتہ راستے کا پتہ تیری ذات سے چلے گا۔ اس لحاظ سے تو ستارہ ہے تیری قسم۔

عقل اور مکھی میں قدر مشترک

حضرات محترم آدمی کی عقل بھی وہی کام کرتی ہے جو کہ مکھی کرتی ہے آپ کو پتہ ہے ناں کہ مکھی کیا کام

کرتی ہے سارا جسم صاف ستھرا ہو اور کسی ایک جگہ زخم ہو تو مکھی سارے جسم کو چھوڑ کر زخم پہ آ کر بیٹھتی
ہے اسی طرح ساری تقریر ساری کتاب، سارا مضمون، سیدھا سادھا ہو سمجھ میں آتا ہو اور کوئی ایک
جگہ ہو جہاں اعتراض کی گنجائش ہو عقل کہاں پہ آ کے بیٹھتی ہے وہیں جہاں اعتراض ہو زخم پہ آ کے
بیٹھتی ہے مکھی اور عقل میں یہ قدر مشترک ہے یہ مماثلت ہے۔

کائنات انسانیت کے مرکز ومحور

کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ بھئی اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو ستارہ اس وجہ سے کہا تھا
چلیئے یہ معقول وجہ ہے ہم مانتے ہیں۔ لیکن قرآن پاک صرف ماضی کیلئے ہی نہیں بلکہ حال کیلئے بھی
ہے اور مستقبل کیلئے بھی ہے بھئی ماضی میں قافلے ستاروں سے منزل کا پتہ پوچھتے تھے لیکن بتایئے
آج بھی کوئی شخص ہے جو ستارے دیکھ کے پتہ چلاتا ہے کہ مجھے کہاں جانا ہے آج تو سفر کرنا ہو تو
سڑکیں بنی ہوئی ہیں۔ سنگ میل لگے ہوئے ہیں۔ سائن بورڈ (Sign Board) بنے ہوئے
ہیں۔ جگہ جگہ آبادی بھی ہے راستہ بھی پوچھ سکتے ہیں تو آج تو منزل کا پتہ ستاروں سے نہیں چلاتے تو
قرآن ماضی کیلئے بھی تھا حال کیلئے بھی ہے مستقبل کیلئے بھی ہے اگر اللہ نے چودہ سو سال پہلے ڈیڑھ
ہزار سال پہلے اپنے محبوب ﷺ کو اس لیئے ستارہ کہا تھا کہ اب راستہ بتانے والا کوئی اور نہیں ہے۔
صرف تو راستے کا پتہ بتائے گا تو بات سمجھ میں آتی تھی۔ لیکن آج کے زمانے میں تو قافلوں والے
ستاروں سے منزل کا پتہ نہیں چلاتے آج آپ کس حوالے سے کہتے ہیں کہ آج بھی ستارے سے
مراد نبی پاک ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ آج کیا جسٹی فیکیشن (Justification) ہے کیا دلیل
ہے کیا ثبوت ہے چلئے اس حوالے سے دیکھ لیتے ہیں۔ ڈیرہ غازی خان شہر میں بیٹھے ہیں الحمد للہ
پڑھے لکھے لوگ میرے آوڈینز (Audians) میرے سامعین شامل ہیں۔ اور اسٹوڈنٹس بھی
موجود ہیں۔ سکول وکالج سے جن کا رشتہ ناطہ ہے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آسمان پہ جتنے اجرام
فلکی دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی کتنی قسمیں ہیں دو ہیں یا سیارے ہیں یا ستارے ہیں۔ سٹارز

(Stars) ہیں یا پلینٹس (Planets) ہیں اس کے علاوہ کوئی اور کلاسفکیشن
(Classification) تو نہیں ہے بس یہی دو قسمیں ہیں ناں یا ستارے ہیں یا سیارے ہیں بھئی
ستاروں اور سیاروں میں کیا فرق ہے آپ انہیں کس طرح ممتاز کرتے ہیں کس طرح پہچانتے ہیں
کون سا ستارہ ہے اور کون سا سیارہ ہے ستارے اور سیارے میں پہلا کیا فرق ہے۔ یہ ہے ستارہ اپنی
جگہ پہ ساقط اور قائم ہوتا ہے ستارہ اپنے سسٹم کا اپنے نظام کا مرکز محور ہوتا ہے اور جو سیارے ہیں وہ
ستارے کے ارد گرد گھومتے ہیں چکر لگاتے ہیں گردش کرتے ہیں سورج جو ہے وہ ایک ستارہ ہے
آپ کہیں گے کہ یہ عجیب فتویٰ سنا ہے مولوی صاحب سے کہ سورج ایک ستارہ ہے یارو سائنس کی
زبان میں سورج ایک ستارہ ہے آپ اسے سورج کہیں ستارہ نہ مانیں چلیئے مجھ سے نہ پوچھئے کسی
کالج کے لیکچرار سے پوچھئے سکول وکالج کے سٹوڈنٹس سے پوچھ لیجئے کہ سورج ایک ستار
ہ ہے یا نہیں ہے بھئی سورج بھی ایک ستارہ ہے اس نظام شمسی کا اس سولر سسٹم (Soler
System) کا وہ مرکز ہے محور ہے۔ یہ مریخ یہ عطارد، یہ مشتری، یہ زحل، یہ تمام سیارے سورج کے
گرد چکر لگاتے ہیں گردش کرتے ہیں جو ستارہ ہے وہ اپنی جگہ سٹیشنری (Stationery) ہوتا ہے۔
وہ اپنی جگہ ساقط اور قائم ہوتا ہے اپنے نظام کا مرکز محور ہوتا ہے ستارے اس کے ارد گرد چکر لگاتے ہیں
گھومتے ہیں گروش کرتے ہیں تو گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا۔ یہ جو میں نے نظام
کائنات بنایا ہے اس کا مرکز ومحور تیری ذات ہے۔ اس کا محور تو ہے اس کا مرکز تو ہے تمام کائنات
سیارے کی طرح تیرے گرد گھومتی ہے تیرا طواف کرتی ہے۔ تیرے گرد رقص کنا ہے محبوب ﷺ
چونکہ اس کائنات کا مرکز محور تو ہے اور اپنی جگہ ساقط وقائم ہے تو اس لیئے تو ستارہ ہے تیری قسم

ساری کائنات تیرے قدموں پہ جھکی ہوئی ہے۔

اچھا بچے جب میٹرک میں پہنچتے ہیں اور انہوں نے سائنس رکھی ہوئی ہو۔ انہیں وہ حرکت کے قوانین
پڑھائے جاتے ہیں اس حرکت سے مراد وہ حرکت نہیں جن سے ہم روکتے ہیں سیدھا سادھا یہ لاز

آف موشن Law's of Motion حرکت کے قوانین پڑھائے جاتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ حرکت دو قسم کی ہے۔دائرے کی حرکت کے قوانین مختلف ہیں میں نے اگر فزکس (Physics) پڑھانا شروع کی تو مشکل ہو جائے گا۔اکیلا میں بیٹھا رہ جاؤں گا میں نے تو صرف آپ کو بات سمجھانی ہے۔جناب والا آپ کو سائیکل چلانا تو آتی ہے ناں جب آپ سائیکل سیدھی سادھی سڑک پہ چلا رہے ہوں تو آپ سیدھے سادھے جا رہے ہوتے ہیں۔مڑے ہوئے جھکے ہوئے نہیں ہوتے لیکن آپ اگر سائیکل دائرے میں چلائیں تو اس وقت سیدھے ہوئے ہوتے ہیں یا تھوڑے سے جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔آپ جھکے ہوئے ہوتے ہیں یہ دائرے کی حرکت کا قانون ہے کہ جو چیز دائرے میں حرکت کرتی ہے اس کا جھکاؤ ہوتا ہے مرکز کی طرف،دائرے میں حرکت کرنے والی چیز کا جھکاؤ دائرے کے مرکز کی طرف ہوتا ہے ٹھیک ہے ناں تو یا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محبوب ﷺ تو اس نظام کائنات کا مرکز و محور ہے اسی لیئے تو تمام کائنات تیرے قدموں میں جھکی ہوئی ہے اس لحاظ سے تو ستارہ تیری قسم۔

سرکار دو عالم ﷺ روشنیوں کا سرچشمہ ہیں

ستارے اور سیارے میں دو فرق ہیں ایک فرق بتا دیا دوسرا فرق کیا ہے دوسرا فرق یہ ہے کہ ستارہ روشنیوں کا سرچشمہ ہوتا ہے روشنی کا مخزن ہوتا ہے۔روشنی کا منبع ہوتا ہے ستارہ اجالے بکھیرتا ہے روشنیاں بانٹتا ہے اور جو سیارہ ہے وہ خود روشن نہیں ہوتا وہ ستارے سے روشنی حاصل کرتا ہے وہ ستارے سے روشنی منعکس کرتا ہے سورج ایک ستارہ ہے اس لیئے سورج سے روشنی پھوٹتی ہے اور چاند ایک سیارہ ہے سورج کی روشنی چاند پہ پڑتی ہے اور چاندنی کی صورت میں ہم تک پہنچتی ہے کیا یہ حقیقت اسی طرح ہے گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب ﷺ تو تو نور الانوار ہے۔تو تو روشنیوں کا سرچشمہ ہے تو تو اجالوں کا منبع ہے تمام کائنات میں روشنیاں بانٹنے والا تو تو ہے اے محبوب ﷺ سیارے جو گھومتے ہیں وہ تجھ سے روشنیاں لیتے ہیں۔خواہ وہ اہلبیتؑ ہوں،خواہ وہ صحابہؓ ہوں،خواہ

وہ تابعینؒ ہوں،خواہ وہ اولیاءؒ ہوں،خواہ وہ علماء ہوں وہ تجھ سے اجالے لیتے ہیں۔وہ تجھ سے روشنیاں حاصل کرتے ہیں۔وہ تجھ سے نور حاصل کرتے ہیں پھر آگے وہی نور بانٹتے ہیں۔اس لحاظ سے اے محبوب ﷺ تو ستارہ ہے تیری قسم۔

اہل بیت کا سایہ سب سے بڑا ہے

اچھا آپ ایک تجربہ اور کر کے دیکھیں لوڈ شیڈنگ کا زمانہ ہے لوڈ شیڈنگ ہوا اور آپ نے کمرے کے اندر لالٹین روشن کی ہوئی ہوا تنے میں آپ کی نظر پڑھے کمرے کی دیوار پر اور آپ کو کسی عجیب بھوت دیو کا عجیب سایہ نظر آئے اور آپ ڈر جائیں گے۔

پتہ نہیں کیا چیز ہے تو تھوڑی دیر کے بعد پتہ چلتا ہے کہ لالٹین کی چمنی کے اوپر ایک کیڑا چل رہا ہے تو وہ کیڑے کا سایہ اتنا بڑا ہو کر دیوار پہ پڑا ایسا کبھی تجربہ کیا ہے آپ نے پتہ یہ چلا کہ جو چیز روشنی کے سرچشمے کے جتنی زیادہ قریب ہوتی ہے اس کا سایہ اتنا ہی بڑا ہو کر دیوار پہ پڑتا ہے۔آفتاب نبوت ﷺ کے گرد سب سے پہلا دائرہ جو ہے وہ کس کا ہے وہ اہل بیت کا ہے وہ صحابہؓ کرام کا ہے اس لیئے تو اہل بیت کا اور صحابہ کرامؓ کا سایہ اتنا بڑا ہے کہ ساری امت پہ پھیلا ہوا ہے۔والنجم قسم ہے ستارے کی اے محبوب ﷺ تو ستارہ ہے تیری قسم۔

یہ کمال یہ حوصلہ تیرا ہے

جناب والا یہاں پہ لوگ اعتراض کرتے ہیں نجم سے مراد سرکار دو عالم ﷺ کی ذات ہے مان لیا آپ نے ایک حدیث بھی پیش کر دی جبریلؑ کی ہم نے مان لیا کہ نجم سے مراد سرکار دو عالم ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔مگر (اذا ھوی) اس کا کیا مطلب ہے جب وہ غروب ہونے لگا جب مائل با غروب ہوا اس کا کیا مطلب ہے۔اللہ اپنے محبوب ﷺ کی قسم کھا رہا ہے کہ اے محبوب ﷺ جب تو غروب ہونے لگا بھئی قسم کھانی تھی تو عروج کی کھاتا قسم کھانی تھی تو طلوع کی کھاتا،غروب کی قسم کیوں کھائی جا رہی ہے۔علماء واکابرین نے یہ بھی وضاحت فرمائی اکابرین کہتے ہیں۔گویا یہاں پہ اللہ

تعالیٰ گویا یہ فرماتا ہے اے محبوب ﷺ جب تو معراج کے سفر سے واپس ہوا مولا یہ عجیب ماجرہ ہے بھئی معراج پہ جانے کی قسم کیوں نہیں کھائی آنے کی قسم کھائی ہے یہ کیا ماجرہ ہے بھئی وہاں رفعتوں پہ جانا بلندیوں سے ہمکنار ہونا آسمانوں پہ پہنچنا لوح وقلم کا مشاہدہ کرنا جنت ودوزخ کا معائنہ کرنا عرش الٰہی پہ متمکن ہونا سدرۃ المنتہٰی سے آگے جانا لامکاں کی سرحدوں میں داخل ہونا اور جمال یزداں کو بے حجاب اور بے نقاب دیکھنا وہاں عظمتوں پہ جانا تو کمال تھا وہاں سے آنے میں کونسا کمال ہے۔ بھئی قسم تو کمال کی کھائی جاتی ہے۔ تو مولا تو فرماتا ہے اے محبوب ﷺ تیری قسم جب تو معراج سے واپس ہوا رب کائنات نے گویا یہ فرمایا کہ اے میرے محبوب ﷺ جب تو سفر معراج کا تذکرہ فرمائے گا کہ میں آسمانوں پہ گیا، میں نے یہ سفر کیا اور راتوں رات میں واپس آ گیا ہوں۔ تو لوگ مزاق اڑائیں گے باتیں بنائیں گے۔

اے محبوب ﷺ فرمادے **سبحان الذی اسریٰ بعبدہ** جانے والا خود نہیں گیا لے جانے والا لے گیا ہے اب کسی کو اعتراض ہے تو تیری ذات پر نہ کرے مذاق تیرا نہ اڑائے تنقید تجھ پہ نہ کرے انگشت نمائی تجھ پر نہ کرے اگر ہمت ہے تو مجھ پہ اعتراض کرے محبوب ﷺ تیرا دعویٰ نہیں ہے کہ تو گیا ہے دعویٰ میرا ہے کہ میں لے گیا ہوں اگر کسی کی ہمت ہے تو مجھ پہ اعتراض کرے اور میں تو وہ ہوں کہ مجھ پہ اعتراض ہو نہیں سکتا وہ اس لیئے میں سبحان ہوں ہر اعتراض سے پاک ہوں مجھ پہ اعتراض نہیں ہو سکتا اے محبوب ﷺ جب میں نے یہ وضاحت فرمادی تو خود نہیں گیا۔ تجھے تو میں لے گیا ہوں تو پھر تیرے جانے کی قسم کیسے کھاؤں۔ محبوب ﷺ اگر جانے کی قسم کھاؤں تو قرآن میں تضاد ہو جائے گا ایک دوسرے کے خلاف بات ہو جائے گی اور اگر قرآن میں اتضاد ہو گیا تو یہ کلام الٰہی نہ رہے گا۔ یہ تو بشر کا کلام بن جائے گا اس لیئے اے محبوب ﷺ تیرے جانے کی قسم نہیں کھاتا لے جانے کی نسبت تو میں نے اپنی طرف کر لی ہے تو نہیں گیا میں لے گیا ہوں۔ اس لیئے میں نے تیرے سفر معراج کی واپسی کی قسم کھائی ہے۔ لیکن سوال تو پھر بھی اپنی جگہ برقرار رہا واپس آنے میں کونسا کمال ہے۔ واپس آنے کی قسم کیوں کھائی گئی یار و اللہ تعالیٰ نے گویا یہ فرمایا اے محبوب ﷺ

آسمانوں پہ تو تجھے میں نے بلایا ہے۔ میں لے گیا ہوں یہ کمال تو میرا ہے جنت ودوزخ دکھائی ساری کائنات کی سیر کرائی اپنی نشانیاں دکھائیں یہ کمال بھی میرا ہے۔ لیکن اے محبوب ﷺ تیری جگہ میں نے کسی اور کو بلایا ہوتا تیری جگہ کوئی اور آیا ہوتا تو یہاں پہنچ کر مچل جاتا ایڑیاں رگڑنے لگتا ضد کرنے لگتا مولا میں یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا اب مجھے یہاں پہ موت دے دے فنا کے گھاٹ اتار دے ختم کر دے ان بلندیوں کو پا کر پستیوں کا سفر نہیں کروں گا۔ آدمی کی عادت ہوتی ہے ناں کوئی عہدہ مرتبہ مقام یا منصب مل جائے پھر اس سے دستبردار ہونا اس کو گوارا نہیں ہوتا اگر یقین نہ آئے تو میاں نواز شریف سے پوچھ لو بھئی اس سے کہا گیا ناں کہ ریزائن کر دیجئے جب آدمی کسی منصب اور عہدے پہ پہنچتا ہے کسی رفعت کے مقام پہ پہنچتا ہے تو اس کیلئے عہدے یا منصب سے دستبردار ہونا آسان نہیں ہوتا۔ اللہ نے فرمایا اے محبوب ﷺ تیری جگہ کوئی اور ہوتا مچل جاتا ضد کرنے لگتا ایڑیاں رگڑ جاتا اور کہتا مولا اب یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا۔ محبوب ﷺ آسمانوں پہ بلایا ہے یہ کمال میرا ہے۔ جنت ودوزخ دکھائی یہ کمال میرا ہے۔ عرش الٰہی پہ متمکن فرمایا یہ کمال میرا ہے۔ اپنا جمال یزداں دکھایا یہ کمال میرا ہے۔ لیکن یہاں پہ آ کر تو واپس گیا ہے یہ کمال، یہ حوصلہ، تیرا ہے۔ والنجم اذا ھوی قسم ہے ستارے کی اے محبوب ﷺ تو ستارہ ہے تیری قسم جب تو سفر معراج سے واپس تشریف فرما ہوا۔

دوران تقریر کیئے گئے سوال کا جواب

حضور اکرم ﷺ نے اپنی مبارک زندگی میں سفر بھی کیا، تجارت بھی کی، شادیاں بھی کیں، جنگیں بھی لڑیں اور دیگر دینی، دنیوی امور بھی سرانجام دیئے یہ سب امور انسانیت کے خاصے ہیں خصوصاً یہاں پر سفر طائف کا ذکر کروں گا کہ تبلیغ دین کیلئے جب سرکار دو عالم ﷺ طائف پہنچے تو طائف والوں نے اسلام کا سچا پیغام سننے کی بجائے آپ ﷺ پر پتھر برسائے لہولہان کیا پھر بھی آپ ﷺ نے بددعا نہ دی کیا یہ سب علامتیں انسانیت اور بشریت کے مقام اعلیٰ تک پہنچنے کا خاصہ نہیں ہیں۔ کیا یہ علامات

فرشتوں میں بھی پائی جاتیں ہیں کیونکہ وہ بھی تو نورانی مخلوق ہیں تعصب اور فرقہ بندی سے بالاتر ہو کر جواب دیجئے کیونکہ اللہ ہم سب کو دیکھ رہا ہے اور ایک دن خدا کے حضور پیش بھی ہونا ہے علماء اور اہل بصیرت کے نزدیک نور اور نورانیت کا مطلب ہے روشنی کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ روشنی کا مینار بن کر دنیا میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کی آمد سے کفر اور شرک کے اندھیرے دور ہو گئے۔

جواب: حضرات محترم اب یہ پرچی آ گئی ہے جب مجھ سے تعصب سے بالاتر ہو کر سوال کیا ہے تو میں بھی درخواست کروں گا کہ خدا کیلئے تعصب سے بالاتر ہو کر جواب سنیئے معترضین نے چکر یہ چلایا ہے جو اصل چکر ہے وہ سوال میں رکھ دیا سوال کرتے ہیں کہ جی بتاؤ سرکار دو عالم ﷺ نور ہیں یا بشر ہیں جناب والا میں پوچھتا ہوں آپ سے کہ آپ انسان ہیں یا مرد ہیں کیا جواب ہے آپ کا کیا دونوں ہیں میں کہوں نہیں جی انسان ہیں تو مرد نہیں ہو سکتے مرد ہیں تو انسان نہیں ہو سکتے آپ کہیں گے کہ کاظمی صاحب آپ عجیب آدمی ہیں اتنی موٹی بات آپ کی سمجھ میں نہیں آتی میں انسان ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ میں حیوان نہیں ہوں اور میں مرد ہوں اس کا مطلب ہے کہ میں عورت نہیں ہوں انسان ہونا مرد ہونے کے خلاف نہیں ہے اور مرد ہونا انسان کے خلاف نہیں ہم سرکار دو عالم ﷺ کو نور بھی مانتے ہیں اور بشر بھی مانتے ہیں۔ یہ جو آپ نے اتنی لمبی چٹ لکھی اس کا سیدھا سادہ جواب تو یہ ہے کہ ہم سرکار دو عالم ﷺ کو بشر مانتے ہیں اور جو سرکار دو عالم ﷺ کو بشر نہ مانے وہ مسلمان نہیں مؤمن نہیں وہ اس لیئے کہ قرآن کا منکر ہے۔ ہم سرکار دو عالم ﷺ کو بشر مانتے ہیں لیکن یہاں چند ایک باتیں ہیں سمجھنے کی اللہ توفیق دے۔

جناب والا پہلا سوال تو یہ ہے کہ نورانیت اور بشریت اکٹھے ہو سکتے ہیں یا نہیں جب یہ پتہ چل جائے بات ختم ہو جائے۔ بھئی یہی سوال ہے ناں کہ سرکار دو عالم ﷺ بشر ہیں یا نور ہیں ہم کہتے ہیں بشر بھی ہیں نور بھی ہیں وہ کہیں کہ بشر اور نور اکٹھے نہیں ہو سکتے میں کہتا ہوں ہو سکتے ہیں کیا خیال ہے ہم بشر ہیں یا نہیں ہیں انسان ہیں ناں یا کوئی اور چیز ہیں جیسے وہ شاعر نے کہا تھا کہ

لوگ کہتے ہیں فرشتہ ہیں جناب بھائی ہم بھی کہتے تو یہی ہیں کہ وہ انسان نہیں

بھئی ہم انسان ہیں بشر ہیں اب یہ بتاؤ کہ ہماری آنکھوں میں نور ہے یا نہیں ظاہر ہے نور ہے تو بشریت اور نورانیت اکٹھے ہوئے ہیں یا نہیں۔ اچھا ایمان بھی نور ہے یا نہیں ہے ظاہر ہے ایمان بھی نور ہے ہمارے سینے ایمان کے نور سے جگمگاتے ہیں۔ بشریت اور نورانیت اکٹھے ہوئے یا نہیں ہوئے علماء سے پوچھے بھئی اپنے علماء سے پوچھئے جو اعتراض کرنے والے ہیں ان سے پوچھئے کہ ایمان نور ہے یا نہیں ہے اور یہ بھی پوچھئے کہ عقل نور ہے یا نہیں ہے ممکن ہے میری بات نہ مانیں انہی سے پوچھئے ان کو ماننا پڑے گا وہ تسلیم کریں گے تسلیم کرنا پڑے گا کہ عقل نور ہے بتاؤ ہمارے کاسئہ سر میں عقل ہے یا نہیں ہے بھئی جن کی کھوپڑیوں میں عقل ہے وہ جواب دیں۔ ہمارے کاسئہ سر میں عقل ہے عقل نور ہے ہمارے سینے میں ایمان کا نور ہے ہماری آنکھوں میں بصارت کا نور ہے ٹھیک ہے ناں پتہ یہ چلا کہ بشریت اور نوارانیت اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

یہ سوال ہی غلط ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ بشر ہیں یا نور ہیں سرکار دو عالم ﷺ نور بھی ہیں اور سرکار دو عالم ﷺ بشر بھی ہیں رہی یہ بات کہ سرکار دو عالم ﷺ نے سفر کیا تجارت کی شادی کی، بھئی یہ کس چیز کی دلیل ہے بشریت کی ہے سرکار ﷺ نے کھانا بھی کھایا سرکار دو عالم ﷺ نے شادی بھی کی سرکار دو عالم ﷺ کو جب زخم لگا آپ ﷺ لہولہان بھی ہوئے۔ یہ ذکر ہے ناں خاص طور پر اچھا بشر کے چوٹ لگے تو خون نکلتا ہے یا نہیں ظاہر ہے نکلتا ہے اگر خون نکلنا بشریت کی دلیل ہے تو مجھے یہ بتا دو کہ اگر نہ نکلے تو یہ نورانیت کی دلیل ہوگی یا نہیں ہوگی سرکار دو عالم ﷺ کا شق صدر مبارک ہوا یا نہیں ہوا صحیح احادیث سے ثابت ہے اور وہ بخاری جس کا ڈھنڈورا پیٹتے پھرتے ہو اور گلی کوچوں میں لیئے پھرتے ہو اور لوگوں کو ورغلانے کیلئے بخاری بخاری کرتے پھرتے ہو اسی بخاری میں شق صدر مبارک کا واقع ہے یا نہیں ہے جب شق صدر مبارک ہوا سرکار دو عالم ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا خون کا کوئی قطرہ نکلا اگر خون نکلنا بشریت کی دلیل ہے تو نہ نکلنا کس کی دلیل ہوگی یہ تم بتا دو ہم تو نور بھی مانتے ہیں بشر بھی مانتے ہیں تم ایک دلیل مانتے ہو دوسری کا انکار کیوں کرتے ہو ہم سرکار دو عالم ﷺ کو فرشتہ نہیں مانتے یہ غلط فہمی ذہن سے نکال دو فرشتوں کا جو سردار ہے جبریل امینؑ ہم تو انہیں بھی

سرکار دو عالم ﷺ کا خادم مانتے ہیں حضور والا اگر خون نکلنا بشریت کی دلیل ہے تو نہ نکلنا نورانیت کی دلیل ہوگی اگر سرکار دو عالم ﷺ کا کھانا یہ بشریت کی دلیل ہے تو بتاؤ ناں کھانا نورانیت کی دلیل ہوگی یا نہیں ہوگی اب بخاری سے پوچھو مسلم سے پوچھا صحاح ستہ سے پوچھو احادیث کی تمام معتبر کتب سے پوچھو یہ حدیثیں مشہور ہیں سرکار دو عالم ﷺ صوم وصال رکھتے تھے ستر ستر دن تک مسلسل روزہ چل رہا ہے درمیان میں افطاری نہیں ہے سحری نہیں ہے ستر ستر دن تک مسلسل روزہ چل رہا ہے صحابہ اکرامؓ نے دیکھا انہیں بھی شوق ہوا کہ ہم بھی نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہوں انہوں نے بھی روزے رکھنے شروع کیئے ایک دن سرکار دو عالم ﷺ نے دیکھا کچھ صحابیوں کا عجیب حال ہے اٹھا نہیں جاتا بات نہیں کی جاتی چلتے ہیں تو غش آ جاتا ہے چکر آ جاتے ہیں ناتوانی اور کمزوری کی انتہا ہے سرکار دو عالم ﷺ نے باقی ساتھیوں سے پوچھا بھئی ان کو کیا ہوگیا ہے۔ باقی صحابہ اکرام علیہم الرضوان عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ انہوں نے جب دیکھا کہ آپ ﷺ صوم وصال رکھتے ہیں مسلسل روزے رکھتے ہیں بغیر سحری اور افطاری کے تو سرکار دو عالم ﷺ انہوں نے چاہا یہ بھی آپ ﷺ کی سنت مبارکہ پر عمل پیرا ہوں تو آج دوسرا تیسرا دن ہے یہ حال ہوگیا ہے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: **لستک احد منکم**

(ترجمہ: میں تو تم میں سے کسی ایک جیسا بھی نہیں ہوں)

اچھا یہ تو ایک اسٹیٹ منٹ (Statement) ہے ناں یہ تو سیدھا سادھا ایک بیان ہے ناں میں تم میں سے کسی جیسا نہیں ہوں اگر یہاں سے کوئی شخص کھڑا ہو کے کہے کہ میں ڈی جی خان کا سب سے طاقتور آدمی ہوں تو ممکن ہے کہ لوگ چپ ہو جائیں چلو ٹھیک ہے۔ ڈینگیں مار رہا ہے تو مارنے دو کیا فرق پڑتا ہے ٹھیک ہے ناں لیکن اگر کوئی کھڑا ہو کے چیلنج کرے کہ کوئی مجھ سے زیادہ طاقتور ہے تو آئے سامنے اور پھر بھی کوئی سامنے نہ آئے تو ماننا پڑے گا کہ سب سے زیادہ طاقتور ہے اگر کوئی چیلنج کا جواب نہ دے تو ماننا پڑے گا سرکار دو عالم ﷺ نے صرف اتنا نہیں فرمایا کہ میں تو تم میں سے کسی ایک جیسا بھی نہیں ہوں۔ فرمایا: **ایکم مثلی** تم میں سے کون میرے جیسا ہے چیلنج ہے یا نہیں

ہے اور چیلنج کن کو ہے یہ صحابہ کرامؓ کو ہے ارے جب صحابہ اکرامؓ کی بات آتی ہے تو تمہاری زبان نہیں چھوٹ سکتی ان کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے ان کی عظمتوں کا ذکر کرتے ہوئے صحابیؓ کی عظمت بہت ہے یقیناً ہم مانتے ہیں کوئی کروڑوں سال عبادت کرتا رہے صحابیؓ کے برابر نہیں ہوسکتا کیوں نہیں ہوسکتا اباجی قبلہؒ نے جواب عطا فرمایا کہ کوئی کروڑوں سال عبادت کرے صحابیؓ کے برابر نہیں ہوسکتا وہ اس لیئے کہ اللہ نے کروڑوں سال کی عبادت کا وہ ثواب نہیں رکھا جو اپنے محبوب ﷺ کو ایک نظر دیکھنے کا رکھا ہے ثواب دینے والا تو وہ ہے ناں تو اس نے جس چیز کا جتنا ثواب رکھا ہے وہ ماننا پڑے گا صحابیؓ کی عظمت ایسی ہے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرا صحابی مٹھی بھر جو خدا کی راہ میں خرچ کرے اور بعد میں آنے والا میرا کوئی امتی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے یا روا حد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنے والے کو وہ ثواب نہیں ملے گا جو میرے صحابیؓ کو ملا ہے صحابیؓ کی عظمت ہے ناں کوئی شک شبہ ہے جب صحابیؓ کی اتنی عظمت ہے۔

تو ہمیں چاہیئے ہم بھی صحابیؓ بن جائیں دن رات نمازیں پڑھیں صحابیؓ بن جائیں گے ساری زندگی سجدے میں گزار دیں صحابیؓ بن جائیں گے، سارا سارا سال روزہ رکھا کریں کیا صحابیؓ بن جائیں گے اگر ہم ہر سال حج کرنے اور ہر مہینے عمرہ کرنے چلے جائیں تو کیا صحابیؓ بن جائیں گے اپنا کاروبار گھر بار زمین جائیداد سب کچھ خدا کی راہ میں لٹا دیں صحابیؓ بن جائیں گے اپنے جوان بچوں کو خدا کی راہ میں میدان جہاد میں کٹوا دیں تو کیا صحابیؓ بن جائیں گے کمال ہے صحابیؓ جہاد سے نہیں بنتا روزے سے نہیں بنتا نماز سے نہیں بنتا حج سے نہیں بنتا۔ زکوۃ سے نہیں بنتا صدقہ وخیرات سے نہیں بنتا کسی چیز سے نہیں بنتا وجہ کیا ہے پتہ یہ چلا کہ صحابیؓ خدا کی عبادت سے نہیں بنتا مصطفیٰ ﷺ کی زیارت سے بنتا ہے تو جس کے دیدار کے صدقے میں یہ عظمت ملتی ہے اس کی عظمت کا انکار کیوں کرتے ہو لوگ کہتے ہیں جی آپ جو کہتے ہیں ہم بشر مانتے ہیں پھر کہتے کیوں نہیں بھئی سوال تو اتنا ہی رہ گیا کہ بشر مانتے تو ہیں کہتے نہیں ارے جو ہم پہ اعتراض کرے ہم انہیں پوچھتے ہیں کہ تم نور کیوں نہیں مانتے ہم تو بشر مانتے ہیں تم نور کیوں نہیں مانتے سوال کرتے ہیں اہل سنت حضرات بشر

مانتے تو ہیں مگر کہتے نہیں اچھا کہتے نہیں بڑی سادہ اور آسان سی بات ہے آپ کا کوئی دوست آئے کہیں سے فرض کیجئے ملتان سے آئے پڑھا لکھا آدمی ہے اس نے ایم اے کیا ہے سمجھدار ہے پڑھا لکھا ہے باشعور ہے وہ یہاں پہ آیا آپ اپنے کسی دوست سے اس کا تعارف کروانے لگے بھئی یہ صاحب آئے ہیں ملتان سے نہایت نفیس اور عمدہ آدمی ہیں واہ واہ بڑے قابل ہیں عالم ہیں فاضل ہیں انہوں نے میٹرک پاس کیا ہوا ہے مجھے اتنا بتاؤ کہ اس ایم اے پاس نے میٹرک پاس کیا ہے یا نہیں کیا، کیا کوئی انکار کرسکتا ہے بھئی میٹرک (Metric) پاس تو کیا ہے اب جس نے ایم اے پاس کیا ہے اس کے بارے کہو کہ اس نے میٹرک پاس کیا ہے، تو وہ چڑھے گا یا نہیں چڑھے گا اب وہ ایم اے پاس ہے بھائی اس نے میٹرک کے بعد انٹر (Inter) کیا ہے انٹر (Inter) کے بعد گریجویشن (Graduation) کی ہے گریجویشن (Graduation) کے بعد اس نے ماسٹر کی ڈگری حاصل کی ہے اور جس نے ایم اے کرلیا ہے اسے تم کہتے ہو یہ میٹرک پاس ہے یہ تو بدتمیزی ہے یہ تو گستاخی ہے یہ تو بے ہودگی ہے یہ تو مذاق ہے۔

یہ تو اس کو غصہ دلانے والی بات ہے۔ بلکہ چڑانے والی بات ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ بشر ہیں ہم مانتے ہیں کون ہے جو انکار کرے لیکن بشر سب ہیں یا نہیں ہیں۔ یہ بتاؤ کافر بھی بشر ہیں یا نہیں ہیں جب سب بشر ہیں تو بشر میں سے جس نے کلمہ پڑھ لیا جو ایمان لے آیا اس کا ایک درجہ بلند ہو گیا یا نہیں ہو گیا۔ ایک لیول (Level) ایک سٹیپ (Step) ایک درجہ اس کا بلند ہو گیا اچھا ایمان لانے والے کلمہ پڑھنے والے تو بے شمار ہیں کہتے ہیں گنہگار میں منافق ہیں، فاسق ہیں، فاجر ہیں بد کار ہیں، کلمہ پڑھنے والوں میں جو نیکو کار ہیں اس کا ایک درجہ اور بلند ہو گیا یا نہیں ہو گیا دو درجوں کا فرق پڑھ گیا اچھا نیکو کار تو بہت ہیں لیکن سب تو مقام ولایت پر فائز نہیں ہوتے تو جس کو اللہ نے اپنا ولی بنالیا محبوب بنالیا ہے مقام ولایت پہ فائز ہو گیا ہے اس کا ایک درجہ اور بلند ہو گیا یا نہیں ہو گیا کتنے درجوں کا فرق پڑھا تین درجوں کا ٹھیک ہے ناں اچھا مقام ولایت کے بعد درجہ کس کا ہے۔ یہ قرآن سے پوچھو من النبین والصدیقین والشھداء والصالحین ولیوں کے بعد درجہ ہے شہید کا سب

ولی مقام شہادت پہ فائز نہیں جو ولی مقام شہادت پہ پہنچا اس کا ایک درجہ اور بلند ہو گیا کتنے درجوں کا فرق پڑھ گیا چار درجوں کا اچھا شہید کے بعد درجہ ہے صدیق کا جو مقام صدیقیت پہ فائز ہو گیا اس کا ایک درجہ اور بلند ہو گیا کتنے درجوں کا فرق پڑھا پانچ درجوں کا صدیقیت کے بعد درجہ ہے نبوت کا بھئی جس کو اللہ نے مقام نبوت پہ فائز کیا اس کا ایک درجہ اور بلند ہو گیا کتنے درجوں کا فرق پڑھ گیا چھ درجوں کا اور رسول ﷺ کا درجہ ہے نبیؐ سے بلند ٹھیک ہے ناں نبیؐ تو بہت ہیں لیکن جس کو کتاب ملی ہے جس کو شریعت ملی ہے تو اس کا ایک درجہ اور بلند ہو جاتا ہے وہ مقام رسالت پہ فائز ہو جاتا ہے اب کتنے درجوں کا فرق پڑھ گیا اور جو امام الانبیا ﷺ جو امام الرسل ﷺ ہے جو ختم الرسل ﷺ ہے جو تمام رسولوں علیہ السلام کا سردار ﷺ ہے اس کا درجہ کتنا بلند ہو گیا وہ تو گن بھی نہیں سکتے وہ تو ہم شمار بھی نہیں کر سکتے۔ ارے جو شخص ایم اے پاس کر کے آیا ہے اس کے بارے میں تم کہو کہ یہ میٹرک پاس ہے وہ چڑھ جائے گا اسے غصہ آئے گا یہ بدتمیزی ہو گی یہ گستاخی ہو گی یہاں تو صرف تین درجوں کا فرق ہے اور وہ ہستی جو امام الانبیا ﷺ ہے جو امام الرسل ﷺ ہے جو ختم الرسل ﷺ ہیں وہ جو باعث تخلیق کائنات ﷺ ہیں۔

وہ جو محبوب رب کائنات ﷺ ہیں تم جلسوں میں جگہ جگہ پر کہتے پھرتے ہو سرکار دو عالم ﷺ بشر ہیں تم نے کتنے درجے نیچے کیئے ہیں ان کے تم سرکار دو عالم ﷺ کو بشر بشر کہتے پھرتے ہو تمہیں شرم نہیں آتی کیا یہ چڑانے کی بات نہیں ہے کیا یہ غصہ دلانے کی بات نہیں ہے وہ جو ختم الرسل ﷺ ہیں تم اس کے بارے میں کہتے ہو یہ بشر ہیں ارے بشر تو کافر بھی ہے تم کافر کے برابر کہتے ہو کہتے ہیں کہ نہیں جی دراصل بات یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اس لیئے ہم انسان اور بشر کہتے ہیں یار وہ ہر بشر اشرف المخلوقات ہے میں تم سے پوچھتا ہوں اعتراض کرنے والے سے پوچھتا ہوں اشرف المخلوقات کہتے ہو تم کہو تم تو اپنی نظر میں صاحب ایمان ہو ناں کیا تم فرشتوں سے افضل ہو تم نہیں ہو تم بھی تو بشر ہو صرف بشر کہنے سے تو فضیلت نہیں مل جاتی فضیلت صرف بشریت کے حوالے سے نہیں ہے فضیلت کے پیمانے کچھ اور ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ سید البشر بھی ہیں ارے سرکار دو عالم ﷺ

کے اندر کچھ ایسی خصوصیات ہونی چاہیں ناں جو باقی انسانوں میں نہیں ہیں اسی لیئے تو تمام انسانوں میں اعلیٰ ارفع ہیں تو یہ نورانیت بھی سرکار دو عالم ﷺ کی ایسی صفت ہے جو سرکار دو عالم ﷺ کو باقی انسانوں پر فوقیت عطا فرماتی ہے اور پھر ایک بات اور سمجھنے کی ہے بھئی بندہ بشر ہم کسے کہتے ہیں بھئی ہم سب بندہ بشر ہیں ناں بھئی کوئی شخص غلطی کر لے کسی سے خطا ہو جائے کوئی ایسا اوٹ پٹانگ کام کر ڈالے اور لوگ اس سے ناراض ہو جائیں تو ہم سمجھانے جاتے ہیں ۔ یار تم جانے بھی دو خطا ہو گئی معاف کر دو بھئی بندہ بشر ہے غلطی ہو جاتی ہے ٹھیک ہے ناں یا آدمی کوئی بہت اچھا کام کرے کوئی نفیس عمدہ کام کرے اور پھر ہم کہتے ہیں یار بندہ بشر ہے واہ واہ کیا کام کیا ہے ۔ کیا ایسے کہتے ہیں بھی اپنی زبان کا اپنے محاورے کا تو تمہیں پتہ ہو گا ناں کہ جب تم بندہ بشر کہتے ہو حقیر مراد ہوتی ہے یا عظمت مراد ہوتی ہے حقارت ہے بھئی بندہ بشر ہے خطا ہو گئی کہ یارو انسان ہے یارو انسان خطا کا پتلہ ہے۔

اس لیئے جب کسی سے خطا ہو غلطی ہو گناہ ہو کوئی الزام ہو بہتان ہو تو ہم اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ بندہ بشر ہے خطا ہو گئی ہے ارے تم جو نبی ﷺ کو جگہ جگہ بشر کہتے پھرتے ہو بتاؤ ناں نبی کریم ﷺ سے کیا خطا ہوئی ہے بھئی بتاؤ ناں نبی ﷺ سے کیا خطا ہوئی ہے۔

یارو نبی پاک ﷺ بشر ضرور ہیں لیکن بشر بشر کہنا گستاخی ہے یہ بدتمیزی ہے حضور والا میں نے اپنے ایمان کے مطابق بات کی ہے اور خدا شاہد ہے تعصب سے بالاتر ہو کر بات کی ہے جسے میں اپنے دل کی گہرائیوں سے سچ مانتا ہوں جسے صداقت کا معیار سمجھتا ہوں لیکن تم بھی ان باتوں کو ذرا تعصب سے بالاتر ہو کر سوچنا انہی لوگوں کی یہ پیدا کی ہوئی غلط فہمیاں ہیں ناں وہ لوگ کہتے ہیں جی یہ اہل سنت سرکار دو عالم ﷺ کو نور مانتے ہیں یعنی فرشتہ مانتے ہیں **(لا حول ولا قوۃ الا باللہ)** فرشتے تو سرکار دو عالم ﷺ کے خادم ہیں بھئی اللہ نور ہے یا نہیں ہے اس میں کوئی شک ہے کوئی شک نہیں، تو اللہ کو فرشتہ مانتے ہو بھئی نور ہے نور کی ایسی ٹرم (Term) ہے نور کی ایسی اصطلاح ہے جو ہمارے وہم و گمان سے بالاتر ہے عام طور پہ آپ نے ترجمہ کیا نور روشنی کو کہتے ہیں حضور والا یہ کس

نے کہا کہ نور روشنی کو کہتے ہیں ایمان نور ہے عقل نور ہے ہماری آنکھ کے اندر بصارت ہے اور بصارت نور ہے فرشتے بھی نور ہیں ہم جب اندھیروں میں جاتے ہیں وہاں کوئی روشنی ہوتی ہے یہ ہمارے کندھوں پہ فرشتے بیٹھے ہیں یا نہیں ویسے سیدھے ہاتھ کا تو خالی بیٹھا رہتا ہے الٹے ہاتھ کی بات کیجئے فرشتے ہمارے کندھوں پہ سوار ہیں تو کہیں روشنی نہیں ہوتی اجالا نظر نہیں آتا ٹھیک ہے ناں پتہ یہ چلا کہ نور کا ترجمہ روشنی کرنا ہماری زبان کی مجبوری ہے ہماری عقل کی مجبوری ہے ورنہ نور کا صحیح ترجمہ روشنی نہیں ہے حضور والا بات دراصل یہ ہے دیکھئے ایک اندھا ہے تو آپ اسے کسی طرح نہیں سمجھا سکتے کہ سبز رنگ کیسا ہے اسی طرح ماں کے پیٹ سے جو اندھا پیدا ہوا ہے اس کو کسی انداز سے نہیں بتا سکتے کہ سبز رنگ کیسا ہے سرخ کیسا ہوتا ہے اس لیئے کہ اس نے رنگوں کی دنیا میں آنکھ کھولی نہیں اس طرح ہم جب انسان ہیں ہم عالم نور کے لیئے اندھے ہیں ہم نے اس دنیا میں آنکھ کھولی ہے ہمیں نہیں پتہ کہ نور کیا ہوتا ہے بھئی ہم نے تو قرآن میں پڑھا اللہ قرآن میں فرماتا ہے **قد جاءکم من اللہ نور** اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو نور فرمادیا ہم نے مان لیا اب وہ کیا ہوتا ہے تم کھوجتے پھرو ہمیں تو نہیں پتہ بھئی جو اللہ نے فرمایا وہ ہم نے مان لیا بات ختم ہو گئی۔

اب نور اور بشر کی بحث چھڑی ہے تو یہاں یہ بات مکمل کر دوں

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد

یہ آیت جگہ جگہ پڑھ کے خواہ مخواہ لوگوں کو پریشان کرتے رہتے ہیں لوگوں کو ورغلاتے ہیں ذرا اس کی وضاحت بھی کرتا چلوں حضور والا مزہ تو تب ہے ناں کہ اسی آیت سے ثابت ہو کہ سرکار دو عالم ﷺ کی عظمت کیا ہے۔

اے محبوب ﷺ کہہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا بشر ہی تو ہوں **یوحی الی** میری طرف وحی ہوتی ہے **انما الھکم الہ واحد** کہ تمہارا معبود فقط ایک ہی معبود ہے مجھے یہ بتایئے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے میں تو تم جیسا بشر ہی تو ہوں یہ آیت کے دو مختلف جملے ہیں ان دونوں جملوں پر غور کریں ان دونوں جملوں میں کوئی ربط ہونا چاہیے یا نہیں ہونا چاہیے اللہ کا کلام ہے

بے ربط نہیں ہو سکتا ربط کیا ہے وہ جو نورانیت کے منکر تھے انہوں نے اپنی طرف سے مطلب نکالا کہتے ہیں جی بات دراصل یہ ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ اے محبوب ﷺ کہہ دیجئے میں تو تم جیسا بشر ہی تو ہوں فرق بس اتنا ہے کہ میرے اوپر وحی ہوتی ہے تمہارے اوپر نہیں ہوتی یہ مطلب نکالا یار لوگوں نے اگر یہ مطلب سچ مان لوں تب بھی ان کا مقصد تو ثابت نہیں ہوتا وہ کیسے اردو کا ایک مزاح نگار ہے شفیق الرحمان ہم نے بھی اپنی سٹوڈنٹ لائف (Student Life) میں ہم نے بھی خاصی پڑھی تھیں اس کے اندر اس نے ایک سچویشن کریٹ (Situation Create) کی ہے کہ ایک واقعہ لکھا ہے جناب ایک شخص ہے وہ گھوڑے کی تلاش میں ہے اس کو رائڈنگ (Riding) کا شوق ہے گھڑ سواری کا شوق ہے اب جب وہ گھوڑا خریدنے جاتا ہے تو گھوڑے بہت مہنگے ہیں اس کے پاس پیسے تھوڑے ہیں اب وہ بیچارہ منہ لٹکا کے واپس آ جاتا ہے گھر بیٹھا پریشان ہے کہ میرے پاس تو جیب میں کل پانچ سو (500) روپے تھے اور وہاں پر کوئی گھوڑا پانچ ہزار (5,000) روپے سے کم کا نہیں ہے میں کروں تو کیاں کروں اتنے میں ایک دوست آیا چہرے پہ لکھی پریشانی دیکھی کہا کیا بات ہے ہکا بکا بیٹھے ہو خیر تو ہے بس یار کیا بتاؤں رائیڈنگ (Riding) کا شوق ہے گھڑ سواری کا شوق ہے میرے پاس کل پانچ سو 500 روپے ہیں اور وہاں پہ کوئی گھوڑا پانچ ہزار 5,000 سے کم کا نہیں ہے میں کروں تو کیا کروں اس نے کہا ایک بڑا اچھا گھوڑا مل رہا ہے صرف تین سو 300 روپے میں یہ حیران کہ تین سو روپے میں گھوڑا مل رہا ہے کہنے لگا بھائی وہ تو بالکل بوڑھا ہوگا اس نے کہا جی بوڑھا نہیں جوان ہے کہا اچھا جوان ہے، جی وہ تو بالکل کمزور ہوگا لاغر ہوگا ناتواں ہوگا چل بھی نہیں سکتا ہوگا اس نے کہا جی وہ بڑا ہٹا کٹا ہے موٹا ہے لاغر اور کمزور نہیں ہے اچھا پھر تو وہ کوئی لنگڑا ہوگا اندھا ہوگا کہا جی لنگڑا اور اندھا بھی نہیں ہے۔

جی بس ایک مسئلہ ہے کیا مسئلہ ہے جی بس وہ ذرا مر گیا ہے یہ مذاق ہے یا نہیں ہے بھئی زندگی اور موت کا فرق کوئی چھوٹا فرق ہے کہتے ہیں بس وہ ذرا مر گیا ہے بھئی نبی کریم ﷺ تو بس ہم جیسے ہی ہیں بس ان پر ذرا وحی ہوتی ہے ارے وحی کا ہونا کوئی چھوٹا فرق ہے اللہ نے جس کو اپنی وحی کیلئے چنا

ہے مقام نبوت پہ فائز کیا ہے یہ کوئی چھوٹا فرق ہے تم عبادت و ریاضت کرو تم کچھ بھی کرو تم تو نبی کو دیکھنے والے کے برابر نہیں ہو سکتے نبی کے برابر کیسے ہو سکتے ہو یہ کوئی چھوٹا فرق تو نہیں ہے ناں لیکن مسئلہ دوسرا ہے یہاں انہوں نے تو ڈنڈی ماری ناں اپنے جیسا بتانے کے چکر میں ان سے پوچھو کیا صحابیؓ ہم جیسے ہیں کانوں کو پکڑیں گے توبہ کرو کہاں صحابیؓ اور کہاں ہم گنہگار سیاہ کار ارے جس نے نبی کو دیکھا ہے تم اس جیسے نہیں ہو سکتے پھر جس نے خدا کو دیکھا ہے اس جیسے کیسے ہو سکتے ہو اچھا نبی ہم جیسا بشر ہے قرآن نے کہا اے محبوب ﷺ فرما دیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں کس چیز میں سرکار دو عالم ﷺ ہم جیسے ہیں کیا شکل و صورت میں ہم جیسے ہیں سرکار دو عالم ﷺ نے فرما دیا **لستک هیتکم** یہ بھی بخاری شریف کی حدیث ہے خود ارشاد فرما دیا کہ میری تمہاری شکل بھی نہیں ملتی تمہیں تو بچے دیکھتے ہیں ڈر جاتے ہیں اور میں وہ ہوں کہ مجھے دیکھنا تو خدا کو دیکھنا ہے **من رآنی فقد رأ الحق** میری تمہاری شکل نہیں ملتی ظاہر نہیں ملتا کیا باطن ملتا ہے کون مسلمان ہے جو دعویٰ کرے کہ میرا باطن نبی کریم ﷺ سے ملتا ہے کیا تمہاری سخاوت نبی کریم ﷺ جیسی ہے، کیا عادت نبی کریم ﷺ جیسی ہے کیا عبادت نبی کریم ﷺ جیسی ہے، کیا شب و روز نبی کریم ﷺ جیسے ہیں بھئی بتاؤ تو سہی کون سی چیز تم میں ہے جو نبی کریم ﷺ جیسی ہے۔

اللہ فرماتا ہے اے محبوب ﷺ کہہ دیجئے میں تم جیسا بشر ہوں مولا تم نے قرآن میں اپنے محبوب ﷺ سے کہلوا دیا کہ محبوب کہہ دو میں تم جیسا بشر ہوں مولا تیرا محبوب ﷺ کس بات میں ہم جیسا ہے ذرا یہ تو بتا دے نہ ظاہر ہم جیسا نہ باطن ہم جیسا نہ بشریت ہم جیسی نہ نورانیت ہم جیسی نہ حقیقت ہم جیسی نہ شب و روز ہم جیسے نہ عادات و اطوار ہم جیسے نہ سخاوت ہم جیسی نہ بہادری ہم جیسی نہ رحم دلی ہم جیسی نہ عفو و درگزر ہم جیسا نہ استقلال ہم جیسا نہ تدبر ہم جیسا نہ ذہانت ہم جیسی نہ فطانت ہم جیسی مولا تیرا محبوب ﷺ کس بات میں ہم جیسا ہے ذرا یہ تو بتا دے ذرا غور کیجئے آپ کے پاس ایک شخص آئے وہ بیچارہ عشق کا مارا راتوں کو تارے گنتا ہو اپنے محبوب ﷺ کی یاد میں آہیں بھرتا ہو آپ نے کہا یار تم جس سے محبت کرتے ہو حالت تمہاری پتلی ہو چکی ہے پہچانے نہیں جاتے ہڈیوں کے ڈھانچہ ہو گئے

ہو تمہارا محبوب ﷺ آخر چیز کیا ہے اس نے کہا جناب میرا محبوب تو پھول ہے اچھا آپ نے کہا پھول ہے کیا کسے گملے میں لگا ہے اسے کھاد بھی دیتے ہو روز پانی بھی ڈالتے ہو اس نے زمین سے جنم لیا ہے کیا یہ مطلب ہے کوئی سننے والا یہ مطلب نکالتا ہے کیا واقعی پھول جیسا ہے آپ کے پاس آیا کوئی شخص کہنے لگا میرا بیٹا شیر جیسا ہے آپ نے کہا اچھا اچھا آپ کا بیٹا شیر جیسا ہے کیا وہ بھی بغیر نکاح کے رہتا ہے کیا وہ بھی کپڑے وپڑے نہیں پہنتا بھئی آپ بتائیں آپ نے کسی شیر کو کسی ٹیلر ماسٹر کے پاس سوٹ کا ناپ دیتے ہوئے دیکھا ہے یا کسی شیر کے نکاح کے چھوارے آپ نے کھائے ہیں بھئی شیر کا نکاح تو نہیں ہوتا شیر تو کپڑے نہیں پہنتا شیر تو دم دار جانور ہے ۔تم نے کہا میرا تو بیٹا شیر جیسا ہے میں کوئی سیاسی تقریر نہیں کر رہا میں کسی انتخابی نشان کی بات نہیں کر رہا میں تو سیدھی سادھی ایک مثال دے رہا ہوں بھائی جناب جب کہنے والے نے کہا میرا بیٹا شیر جیسا ہے کسی نے نہیں کہا کہ جناب کس بات میں شیر جیسا ہے نہ شکل شیر جیسی نہ صورت شیر جیسی نہ نین نقش شیر جیسے نہ آواز شیر جیسی نہ خوراک شیر جیسی نہ شجرہ نسب شیر جیسا ہے کوئی بات بھی تو نہیں ملتی شیر سے نہ آواز ملتی ہے نہ لہجہ ملتا ہے نہ خیال ملتا ہے ناں زندگی ملتی ہے کون سی چیز شیر سے ملتی ہے کسی نے نہیں پوچھا ہر ایک سمجھ گیا کہ ایک قدر مشترک ہوتی ہے۔

ایک وجہ تشبیہ ہوتی ہے اس کو ڈھونڈنا پڑتا ہے جب کہا کہ میرا محبوب ﷺ پھول جیسا ہے کسی نے نہیں کہا ہر بات سے ہر پہلو سے محبوب پھول جیسا ہے کسی نے نہیں کہا جب کہا کہ بیٹا شیر جیسا ہے کسی نے نہیں کہا بیٹا بالکل شیر جیسا ہے جب اللہ نے فرمایا اے محبوب ﷺ فرما دیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں تو یار لوگوں نے نعرہ مارا کہ دیکھو نبی ﷺ تو ہم جیسا ہے بھئی یہاں بھی تو وجہ تشبیہ ڈھونڈنی چاہیے تھی کہ کس بات میں نبی کریم ﷺ جیسا ہے ڈھونڈنی چاہیے تھی پہلے نہیں ڈھونڈی تھی جو آج ڈھونڈلو اور اگر اپنی طرف سے کوئی مطلب نکالو گے تو ظاہر ممکن ہے کہ بھٹک جاؤ خود قرآن سے پوچھ لو ناں **یوحی الی انما الھکم الہ واحد** اے محبوب ﷺ بتا دیجئے میں تو تم جیسا بشر ہوں مجھ پر وحی ہوتی ہے فقط تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے جب میں کہتا ہوں کہ میں تم جیسا بشر ہوں تو

تم سوچو گے ناں کس چیز میں تم جیسا ہوں نہ ظاہر تم جیسا نہ باطن تم جیسا نہ عادات نہ رسوم و رواج نہ مزاج شب و روز کی کوئی کیفیت تم جیسی نہیں ہے اب تم پوچھو گے کس چیز میں تم جیسا ہوں تو میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ ہم دونوں کا خدا ایک ہی ہے تم بھی خدا نہیں ہو میں بھی خدا نہیں ہوں بلکہ یہ زیادہ صحیح طریقے سے بات سمجھ آئے گی جب اس بات کو آپ سمجھیں گے کہ قرآن میں کسی اور ہستی کے بارے میں وضاحت نہیں ہوئی کہ کہہ دیجئے یہ بھی تم جیسا بشر ہے بھئی آپ میں سے کوئی کھڑا ہو کے کہے کہ جناب میں بھی تو آپ جیسا انسان ہوں تو میں کہوں گا بھائی کونسا آپ نے انکشاف کیا ہے یہ کون سے راز سے پردہ اٹھایا ہے نظر آ رہے ہیں کہ آپ ہم جیسے انسان ہیں ٹھیک ہے ناں۔

پھر اللہ نے اپنے محبوب ﷺ سے بطور خاص قرآن میں کئی جگہ کیوں کہلوایا کہ محبوب ﷺ کہہ دیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہی تو ہوں کوئی وجہ ہوگی ناں مغالطے کا کہیں اندیشہ ہوگا ناں اس مغالطے کو دور کرنا مقصود ہے وہ مغالطہ کیا تھا اللہ نے فرمایا کہ اے محبوب ﷺ یہ تیرے امتی یہ میرے بندے جب یہ دیکھیں گے کہ تیری شان یہ ہے کہ تیری انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے تیرے تو ہاتھ کی جنبش سے سورج پلٹ آتا ہے تیری بارگاہ میں تو پتھروں کو زبان مل جاتی ہے جانور تیرے قدموں پہ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں پودے اور درخت تیرے بلاوے پہ جڑوں سمیت گھسٹتے ہوئے تیری بارگاہ میں حاضر ہو جاتے ہیں۔

اے محبوب ﷺ یہ میرے بندے ہیں یہ ناں سمجھ بیٹھیں کہ تو تو خدا ہے مخلوق کے اندر تو یہ طاقت نہیں ہوتی پہلے بھی تو میں نے اپنے بندے عیسیٰؑ کو بھیجا تھا ناں ان کی شان تو یہ تھی کہ وہ مردوں کو زندہ کر دیتے تھے اور مردہ وہ ہوتا ہے جو پہلے زندہ تھا اے محبوب ﷺ جب تیری بارگاہ میں پتھروں کو زبان مل جائے گی پتھروں کو زندگی مل جائے گی تو کہیں تجھے بھی یہ خدا نہ سمجھ بیٹھیں میرا عیسیٰؑ تو یہ بھی بتا دیتا تھا کہ تم کھا کے یہ آئے ہو اے محبوب ﷺ تم تو منبر پہ بیٹھ یہ بھی بتا دو کہ تم صحیح النسل ہو یا تم کسی اور کے نطفے سے ہو اے محبوب ﷺ جب تم شکم مادر کی بات بتا دو گے بلکہ اس سے پہلے کی بات بتا دو گے نطفے کی بات بتا دو گے تو اے محبوب ﷺ کہیں تجھے خدا نہ سمجھ لیں تیری بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو

جائیں تو ان کو بتا دے میں تو تم جیسا بشر ہوں ناں یہ پوچھیں گے کہ کس بات میں ہم جیسے ہیں تو یہ بتا دینا **الھکم الہ واحد** تم بھی خدا نہیں ہو میں بھی خدا نہیں ہو تم بھی معبود نہیں ہو میں بھی معبود نہیں ہوں تم بھی عبادت کے لائق نہیں میں بھی عبادت کے لائق نہیں ہوں تم بھی اس کے بندے ہو میں بھی اس کا بندہ ہوں خدا نہ ہونے میں ہم ایک جیسے ہیں اچھا آیت پڑھیں۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد وویل المشرکین خرابی ہے مشرکوں کیلئے یہاں پر یہ وضاحت کیوں فرمائی اس لیئے کہ پتہ چل جائے کہ اس آیت میں دراصل نفی ہو رہی ہے شرک کی۔

اے محبوب ﷺ تیرے کمالات کو تیری عظمت کو نورانیت کو دیکھ کر کہیں کوئی تجھے میرا شریک نہ بنا بیٹھیں اس لیئے بتا کہ میں تو تم جیسا بندہ ہوں کس چیز میں تم جیسا ہوں تو سنو میں بھی خدا نہیں ہوں تم بھی خدا نہیں ہو مشرکوں کیلئے خرابی ہے کبھی مجھے خدا کا شریک نہ بنا دیں اس آیت میں نفی تھی شرک کی یار لوگوں نے کہا کہ نفی ہے نورانیت کی اب کروں تو میں کیا کروں بھئی یہ تو قرآن کے الفاظ گواہ ہیں کہ یہاں پر نفی ہے شرک کی آپ نے کس بات سے سمجھا کہ نورانیت کی نفی ہے جناب والا قرآن پڑھنا اور چیز ہے اور قرآن کو سمجھنا اور چیز ہے محبوب ﷺ فرما دو میں تو تم جیسا بشر ہی تو ہوں محبوب بتا دو میں بھی خدا نہیں ہوں تم بھی خدا نہیں ہو میں بھی معبود نہیں ہوں تم بھی معبود نہیں ہو میں بھی عبادت کے لائق نہیں تم بھی عبادت کے لائق نہیں ہو خدا نہ ہونے میں ہم ایک جیسے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وحدیث کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے نبی کریم ﷺ کا ادب اور محبت نصیب فرمائے۔

دنیا کے سلاطیں تیرے جھاڑو کشوں میں عالم کے سکندر تیری چوکھٹ کے بھکاری

گردوں کی بلندی تیرے پاپوش کی زد میں جبریل کے شہپر پر تیرے بچوں کی سواری

﴿وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین﴾

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتو كل عليه و نعوذ با الله من شر ور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادى له ونشهدان لااله الاالله وحده لاشريك لـه و نشهد ان سيدنا ونبينا وحبيبِنا و كريمنا و رؤفنا ورحيمنا و مولنا وملجنا وما وٰنا محمدًا عبده ورسوله امابعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم سبحان الذى اسرٰى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصىٰ صدق الله مولانا العلى العظيم وصدق رسوله النبى الكريم الامين ونحن على ذالك لمن الشاهد ين والشا كرين والحمدلله رب العلمين۔

بارتی تعالیٰ نے رجب المرجب کی ستائیسویں شب کو اپنے محبوب ﷺ کی میزبانی فرمائی۔سوال یہ ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج کیوں کرائی۔بڑا سیدھا سادھا جواب قرآن پاک میں بیان فرمایا۔

لنرويه من ايتنا۔

باری تعالیٰ نے اپنی آیتیں اپنی نشانیاں دکھانے کے لیئے معراج کرائی۔اللہ کی نشانیاں کیا ہیں۔یارو سفر معراج کے ابتدائی حصے کو دیکھیں۔سرکار ﷺ براق پہ تشریف فرما ہیں۔براق کتنی تیز رفتار سواری ہے۔براق کی تیزی رفتار کا اندازہ براق کے لفظ سے لگایا جا سکتا ہے۔براق برق سے ہے اور برق بجلی کو کہتے ہیں۔بجلی کی رفتار ایک لاکھ 44 ہزار کلومیٹر فی سیکنڈ ہے۔جب بجلی کی اتنی تیز رفتار ہے تو یہ بجلی اس براق کے سامنے کیا معنی رکھتی ہے۔جس براق پہ سرکار ﷺ تشریف فرما ہوئے تھے۔ اس براق کے کیا کہنے۔روایات میں آتا ہے کہ براق کا پہلا قدم حد نگاہ پہ پڑتا تھا۔جہاں پہ آنکھ کی بصارت کی انتہا ہوتی۔وہاں پہ براق کا پہلا قدم پڑھتا تھا۔ستائیسویں شب آپ جانتے ہیں یہ

تاریک رات ہوتی ہے۔اس میں اجالا نہیں ہوتا چاندنی نہیں ہوتی اندھیرے کی حکمرانی ہوتی ہے۔ ظلمتوں کے پہرے ہوتے ہیں۔نور روشنی اور اجالے کی کوئی رمق دکھائی نہیں دیتی۔سرکار ﷺ فرماتے ہیں میں سفر معراج پر روانہ ہوا۔میں نے سرخ رنگ کا ایک ٹیلہ دیکھا۔اس ٹیلے پر ایک قبر دیکھی اور اس قبر میں موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔رات کا وقت ہو اندھیرا ہو کہیں اجالا نہ ہو ہم رنگوں میں تمیز نہیں کر سکتے۔اور اگر اتفاق سے ذرا سواری پر ہوں اور سواری بھی تیز رفتار ہو تو دن میں رنگ گڈمڈ ہو جاتے ہیں۔رات کو رنگوں کا پتہ کیسے چلے گا سرکار ﷺ رات کے وقت ستائیسویں شب کو سرخ رنگ کا ٹیلہ دیکھ لیتے ہیں۔ٹیلہ بھی دیکھتے ہیں اس کا رنگ بھی پہچانتے ہیں ٹیلے پر بنی ہوئی قبر بھی دیکھتے ہیں۔قبر میں کھڑی ہوئی ہستی کو بھی دیکھتے ہیں۔اور اس ہستی کو پہچان بھی لیتے ہیں کہ یہ کون ہیں۔یہ اللہ کی پہلی نشانی ہے جو سرکار ﷺ نے معراج کے ابتدائی حصہ میں دیکھی۔یہ اللہ کی نشانی کیسے ہے ذرا اس کی وضاحت بھی کرتا چلوں سرکار ﷺ کے

اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے

ایک صحابیؓ نے سوال کیا۔سرکار ﷺ آپ کا فرمان ہے کہ مجھ پہ درود پڑھا کرو میں آپ کا درود سنتا ہوں۔سرکار ﷺ اس وقت تو آپ ہمارے سامنے جلوہ فگن ہیں اس وقت تو آپ ہمارے نگاہوں کے احاطے میں ہیں۔سرکار ﷺ اس وقت تو آپ روئے زمین پر تشریف فرما ہیں۔اس وقت تو آپ ہماری محفلوں کی رونق ہیں۔اس وقت ہم درود بھیجتے ہیں آپ ﷺ سن لیتے ہیں لیکن سرکار ﷺ جب آپ اپنی قبر انور میں تشریف لے جائیں گے۔ہم قبر میں جاتے ہیں ہمارا جسم منتشر ہو جاتا ہے۔اعضاء بکھر جاتے ہیں۔سرکار ﷺ جب آپ اس مرحلے سے گزریں گے۔کیا اس وقت بھی آپ ہمارا درود سنیں گے گویا صحابیؓ پوچھ رہے ہیں سرکار ﷺ ہمارا جسم تو منتشر ہو جاتا ہے بکھر جاتا ہے نام ونشان مٹ جاتا ہے، فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے۔سرکار ﷺ قبر میں تو آپ ﷺ نے بھی جانا ہے موت کا قانون آپ پر بھی طاری ہونا ہے۔سرکار ﷺ جب اس مرحلے سے

آپ گزریں گے کیا آپ ﷺ اس وقت بھی ہمارا درود سنیں گے سرکار ﷺ نے کیا جواب عطا فرمایا۔

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسم کو نہیں کھا سکتی اللہ ہم پر کوئی چیز حرام کر دے ہم کیا کرتے ہیں نافرمانی کر جاتے ہیں۔ہم روگردانی کر جاتے ہیں ہم پرہیز نہیں کرتے۔لیکن زمین کے اندر اتنی ہمت نہیں کہ وہ رب سے سرکشی کر سکے۔

بھئی صحابیؓ نے سوال کیا تھا درود سننے کے بارے میں سرکار ﷺ جواب عطا فرما رہے ہیں جسم اطہر کے حوالے سے سرکار ﷺ نے جواب عطا فرمایا ہے سرکار ﷺ نے ایک مقام بڑھ کر ایک مرحلہ بڑھ کر جواب عطا فرمایا ارے تم یہ پوچھتے ہو کہ ہم درود سنیں گے یا نہیں سنیں گے۔ارے ہمارے تو جسم بھی محفوظ رہیں گے اللہ نے فرمایا۔

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسم کو نہیں کھا سکتی۔انبیاء کے جسم بھی محفوظ ہوں گے وہ درود بھی سنیں گے۔آپ جانتے ہیں سننا زندگی کی دلیل ہے پتہ چلا کہ حدیث پاک سے صرف جسموں کی حفاظت ثابت نہیں ہوئی۔بلکہ **حیات مع الجسد** ثابت ہوئی ہے قبر میں انبیاء کے جسم بھی محفوظ ہوں گے اور زندگی بھی موجود ہوگی، اگر زندگی نہیں ہوگی تو سنیں گے کیسے۔اللہ نے اپنے محبوب کو پہلے بتا دیا ہے کہ مولا کریم یہ بات اپنے محبوب کے علم میں لے آیا ہے کہ زمین پر حرام کر دیا ہے۔کہ انبیاء کے جسم کو نہیں کھا سکتی اللہ نے پہلے بتایا تھا اپنے محبوب ﷺ کو آج دکھا دیا ہے اپنے محبوب ﷺ کو۔محبوب آج کی رات ہے نشانیاں دکھانے کی اللہ نے نشانی دکھا دی ہے۔

اے محبوب پہلے تجھے بتایا تھا سننے کی بات اور ہوتی ہے دیکھنے کی بات اور ہوتی ہے باری تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محبوب ﷺ آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں میرے کلیم موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک بات کرنے لگا ہوں دلیل نہیں ہے ذوق کی بات ہے حضور ﷺ براق پہ تشریف فرما جا رہے ہیں براق کی تیزی رفتار کا عالم یہ ہے براق کا پہلا قدم حدنگاہ

پہ پڑتا تھا مسجد اقصیٰ پہنچنے میں کتنی دیر لگی ہوگی۔ساری معراج پلک جھپکنے میں ہوگئی۔ظاہر ہے کوئی
وقت نہیں لگا سرکار ﷺ مسجد اقصیٰ پہنچے موسیٰ علیہ السلام پہلے سے وہاں موجود ہیں سرکار ﷺ نے
رستے میں دیکھا موسیٰ علیہ السلام نماز میں مشغول تھے قیام کے بعد رکوع ہے رکوع کے بعد سجود ہیں
سجود کے بعد قعدہ ہے ابھی بیٹھنا ہے۔نماز تو ابھی مکمل نہیں ہوئی ہوگی۔پھر موسیٰ علیہ السلام مسجد اقصیٰ
میں موجود کیسے ہیں میں نے پہلے عرض کیا ہے دلیل نہیں ہے ذوق کی بات ہے۔جب موسیٰ علیہ
السلام نے حضور ﷺ گزرتے ہوئے دیکھا ہوگا تو انہیں پتہ ہوگا انہیں دعوت ہوگی۔آج مسجد اقصیٰ
میں وہ اجتماع ہے اور سرکار ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔تو موسیٰ علیہ السلام ظاہر ہے نماز چھوڑ کر مسجد
اقصیٰ حاضر ہوئے ہوں گے۔

اللہ کی نشانیاں

سرکار ﷺ آسمانوں پر تشریف لے گئے غور کرنے کا مقام ہے معراج کا واقعہ آپ نے سنا ہے
۔سرکار ﷺ نے جب آسمانوں کا نقشہ کھینچا جنت و دوزخ کی بات نہیں کر رہا۔سدرۃ المنتہیٰ کی بات
نہیں کر رہا، لوح قلم کی بات نہیں کر رہا، عرش و کرسی کی بات نہیں کر رہا۔میں بات کر رہا ہوں آسمانوں
کی، جب سرکار ﷺ آسمانوں پہ گئے، تو سرکار ﷺ نے وہاں کیا کچھ دیکھا۔حدیث پاک میں کیا
کچھ آیا ہے۔سرکار ﷺ نے صرف اتنا فرمایا کہ پہلے آسمان پر فلاں نبیؑ سے ملاقات ہوئی۔دوسرے
آسمان پر فلاں نبیؑ سے ملاقات ہوئی۔سرکار ﷺ کے فرمان کے مطابق انبیاءؑ سے ملاقات کا ذکر ہے
،سرکار ﷺ نے آسمانوں کا کوئی اور نقشہ نہیں کھینچا۔اگر کوئی شخص کسی چھوٹے سے ملک میں چلا جائے
دبئی ایک چھوٹا سا ملک ہے، کوئی شخص ہفتے دو ہفتے دبئی رہ کے آ جائے۔تو وہ مہینوں بتا تا رہتا ہے کہ
دبئی میں میں نے کیا کچھ دیکھا ہے۔وہاں کی سڑکیں کیسی ہیں۔وہاں کی عمارتیں کیسی ہیں۔وہاں
شاپنگ سنٹرز کیسے ہیں۔وہاں لوگ کیسے ہیں، ان کا مزاج کیسا ہے۔وہاں پر ائیر کنڈیشنرز کیسی ہوتی
ہے، وہاں پہ موسم کیسا ہے، وہاں پہ دولت کی ریل پیل کیسی ہے۔ایک ایک چیز کا نقشہ کھینچتے ہیں۔

بھئی سرکار ﷺ آسمانوں پہ گئے آسمان کوئی چھوٹی سی جگہ ہے بھئی آسمان کوئی 10 پندرہ مرلے کا
مکان ہو گا مرلوں کی نہیں۔۔ایکڑوں کی بات کر لیں۔ایکڑوں کی نہیں مربوں کی بات کر لیں،
جناب عالی آسمان تو وہ ہیں۔جنہوں نے دنیا کو زمین کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔
وہ آسمان کتنے بڑے ہوں گے اتنے وسیع و عریض آسمان سرکار ﷺ نے دیکھے۔سرکار ﷺ نے یہ
نہیں فرمایا وہاں کا نظارہ کیا تھا کیسے گلزار تھے کیسے گلستان تھے، کیسے محلات تھے۔وہاں پہ عبادت
گاہیں کیسی تھیں، وہاں پہ فرشتے رب کی بارگاہ میں کیسے سجدہ ریزی کر رہے تھے۔آسمانوں کی منظر کشی
سرکار ﷺ نے نہیں فرمائی صرف اتنا فرمایا ہے۔کون سے آسمان پر کس نبی سے ملاقات ہوئی ہے گویا
پتہ چلا کہ۔سرکار ﷺ تو صرف اللہ کی نشانیوں کا ذکر فرما رہے ہے۔سرکار ﷺ نے غیر ضروری باتوں کا
ذکر نہیں فرمایا۔اللہ کے نبی اللہ کی نشانیاں بن کر وہاں آسمانوں پر موجود ہیں۔اس لیئے صرف انبیاء کا
ذکر ہے۔پہلے آسمان پر فلاں نبی سے ملاقات ہوئی، دوسرے پر فلاں نبی سے ملاقات ہوئی اللہ کے
نبی آسمانوں پر اللہ کی نشانیاں بن کر موجود ہیں۔اللہ کے نبی اللہ کی نشانیاں کیسے ہیں۔جب سرکار
ﷺ نے راستے میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا یہ اللہ کی پہلی نشانی ہے۔یہ نشانی کیسے ہے۔لمبی چوڑی
دلیلوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ **انالصفا ولمروۃ من شعائر اللہ**
جہاں نبیؑ کی والدہ ماجدہ یا نبیؑ کی بیوی کے قدم لگ جائیں وہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔تو پھر جس قبر میں
بنفس نفیس اللہ کا نبی موجود ہو وہ اللہ کی نشانی کیوں نہیں ہو سکتی۔اللہ کے نبی اللہ کی نشانیاں بن کر
آسمانوں پر موجود ہیں۔

سبب فضیلت دیدار الٰہی عزوجل

بھئی معراج سرکار ﷺ کی عظمت کا چمکتا ہوا نشان ہے۔سوال یہ ہے کہ سفر معراج کے ایک ایک لمحے
کو دیکھیے ایک ایک مرحلے کو دیکھے، ایک ایک منزل کو دیکھیے۔اور دیکھ کر یہ بتائیں کہ سفر معراج میں
سرکار ﷺ کی عظمت کس مقام پر پوشیدہ ہے۔۔سفر معراج سرکار ﷺ کی عظمت ہے، سرکار کی

خصوصیت ہے انفرادیت ہے، سفر معراج کی تمام روئیداد کو سامنے رکھیں۔ معراج کے سفر میں در حقیقت سرکار ﷺ کی عظمت کس جگہ موجود ہے۔ سرکار ﷺ براق پہ تشریف فرما ہوئے براق تیز رفتار سواری ہے اس پر بیٹھنا کیا باعث عزت ہے یہ تو براق کو عزت ملی۔ کہ سرکار ﷺ براق پہ تشریف فرما ہوئے۔ آج ہم دیکھتے ہیں جس کی جیب میں دو پیسے آ جاتے ہیں، وہ تیز رفتار سواری پہ بیٹھ جاتا ہے۔ تیز رفتار سواری پہ بیٹھنا کوئی عزت وعظمت شرف وفضیلت نہیں ہے۔ سرکار ﷺ مسجد اقصیٰ میں گئے بے شک مسجد اقصیٰ میں جانا فضیلت ہے، لیکن سرکار ﷺ کا مسجد اقصیٰ میں جانا سرکار ﷺ کی فضیلت کا سبب نہیں ہوسکتا اس لیئے کہ سرکار ﷺ سے پہلے تمام انبیاءؑ وہاں پہلے سے موجود ہیں اس فضیلت میں تو سب شامل ہیں مسجد اقصیٰ میں جانا سرکار ﷺ کی فضیلت کا سبب نہ ہوا۔

سرکار ﷺ آسمانوں پر تشریف لے گئے بے شک آسمانوں پہ جانا فضیلت ہے۔ لیکن یہاں بھی سرکار ﷺ منفرد نہیں ہیں، آسمانوں پہ سرکار ﷺ سے پہلے اور کئی انبیاءؑ موجود ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام تو اپنے جسم اطہر کے ساتھ موجود ہیں۔ تو یہ بھی خصوصیت نہ ہوئی۔ سرکار ﷺ نے جنت کا معائنہ فرمایا، جنت میں جانا بہت بڑا انعام ہے، بے شک جنت میں جانا فضیلت کا سبب ہے۔ لیکن یارو جنت تو سرکار ﷺ کے غلاموں کا گھر ہے۔ جو سرکار ﷺ کے نام لیوا ہیں، جو سرکار ﷺ کے کلمہ گو ہیں۔ جو سرکار ﷺ کے غلام ہیں۔ جنت تو ان کا گھر ہے۔ سرکار ﷺ نے اپنے غلاموں کے گھروں کو دیکھ لیا۔ تو کون سی اتنی بڑی عظمت مل گئی، پتہ چلا جنت کا معائنہ کرنا بھی سرکار ﷺ کے لیئے فضیلت کا سبب نہ ہوا۔ سرکار ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پہنچے، سدرہ کی عظمت سے انکار نہیں کرتے لیکن آپ کو بتادوں کہ سدرہ بیری نما ایک درخت ہے۔ آقا ﷺ فرماتے ہیں جب میں سدرۃ المنتہیٰ پہنچا تو سدرۃ المنتہیٰ کے ہر ہر پتہ پہ فرشتوں کا ایک بہت بڑا ہجوم تھا۔ فرشتے سرکار ﷺ کی زیارت کیلئے جمع تھے، سرکار ﷺ کے دیدار کیلئے جمع تھے۔ سرکار ﷺ کا سدرۃ المنتہیٰ پہ جلوہ فگن ہونا یہ بھی باعث عزت نہیں ہے۔ لیکن ذرا غور کرنے کا مقام ہے۔ اگر سدرہ پہ سرکار ﷺ کا جلوہ فگن ہونا باعث عزت ہے تو یہ عزت کتنے ہی بے شمار فرشتوں کو بھی حاصل ہے۔ پتہ چلا سدرۃ المنتہیٰ جانا اعث عزت نہیں ہے۔ حدیث قدسی ہے

لولاك لما خلقت الدنيا لولاك لما خلقت الافلاك لولاك لما اظهرت الربوبية

اے محبوب ﷺ اگر تو نہ ہوتا تو میں دنیا کو پیدا نہ فرماتا، تو میں آسمانوں کو بھی پیدا نہ فرماتا، میں اپنا رب ہونا ظاہر نہ کرتا۔ میں ان تمام موضوعات کو مختصر سی بات میں سمیٹ دوں، ۔ اے محبوب اگر تو نہ ہوتا یہ ارض وسماء نہ ہوتے، یہ دشت وجبل نہ ہوتے، یہ کوہ دمن نہ ہوتے۔ یہ برگ وشجر نہ ہوتے، یہ قطرہ و دریا نہ ہوتے، یہ ذرہ اور صحرا نہ ہوتے، مناظر کائنات نہ ہوتے۔ مظاہر فطرت نہ ہوتے، اے محبوب ﷺ یہ کائنات اس لیئے ہے کہ تو ہے۔ اے محبوب اگر تو نہ ہوتا میں اپنا رب ہونا ظاہر نہ کرتا۔ جو مزہ تیرا رب ہونے میں ہے وہ کسی اور کا رب ہونے میں کہاں، یہ تمام کائنات بنی ہے۔ سرکار ﷺ کے صدقے میں جس کائنات کا وجود سرکار ﷺ کے صدقے سے ہے اس کائنات سے سرکار ﷺ کو عزت کیسے مل سکتی ہے۔ ساری کائنات کی سرکار ﷺ کی بارگارہ میں اپنے وجود کے لیئے جھولی پھیلائے ہوئے ہے۔ ماننا پڑے گا اس کائنات کے اندر ہر وہ چیز جس کا رب اللہ ہے۔ وہ در اصل سرکار ﷺ کے صدقے میں پیدا ہوئی ہے۔ ساری کائنات اپنے وجود کیلئے سرکار ﷺ کی شرمندہ احسان ہے، ساری کائنات سرکار ﷺ کی مرہون منت ہے۔ جس کائنات کا وجود سرکار ﷺ کے صدقے سے ہے وہ کائنات سرکار ﷺ کی عظمت کا سبب کبھی نہیں ہوسکتی۔ ارے سرکار ﷺ تمام کائنات کو عظمت بانٹنے والے ہیں کسی کی عظمت لینے والے نہیں ہیں۔ ماننا پڑے گا معراج کی جو عظمت ہے وہ اس کائنات کے اندر نہیں ہے۔ سرکار ﷺ کی عظمت اس کائنات سے ماوریٰ ہے۔ اور وہ کیا ہے وہ دیدار الٰہی ہے۔ وہ جمال الوہیت کا مشاہدہ ہے۔

حضور ﷺ نے رب کو دیکھا ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کو دیکھنا ممکن ہے ہی نہیں بھئی کیوں نہیں ممکن۔ دلیل دیتے ہیں جی ام المومنینؓ کی حدیث ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں

کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ رسول پاک ﷺ نے اللہ کا دیدار کیا ہے، تو اس نے اللہ پر بہتان باندھا۔ام المومنینؓ کے فرمان کے مطابق تم اللہ پر بہتان باندھتے ہو کہتے ہو سرکار ﷺ نے رب کو دیکھا ہے۔یار وام المومنینؓ کے فرمان کا جواب دینا میری کیا اوقات ہے میری کیا حیثیت ہے میں جواب نہیں دیتا۔امام **احمد بن حنبل**ؒ سے بھی کسی نے یہی سوال کیا، جوانہوں نے جواب دیا تھا وہی میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہے۔

امام **احمد بن حنبل**ؒ وہ آئمہ اربعہ میں سے ہیں، اہم امام اعظم ابوحنیفہ کے مقلد ہیں اسی طرح **احمد بن حنبل**ؒ کے ماننے والے حنبلی کہلاتے ہیں۔اتفاق سے سعودیہ کے اندر حنبلی فقہ نافذ اور رائج ہے۔امام **احمد بن حنبل**ؒ سے کسی نے پوچھا بلکہ جو بھی پوچھتا تھا، **احمد بن حنبل**ؒ آپ کے رسول پاک ﷺ نے رب کو دیکھا ہے۔تو امام فرماتے ہاں میرے رسول پاک ﷺ نے رب کو دیکھا ہے، دیکھا ہے، دیکھا ہے، دیکھا ہے، دیکھا ہے۔اتنا مسلسل فرماتے کہ ان کی سانس اکھڑنے لگتی۔ایک سوال کرنے والے نے امام سے سوال کیا کہ **احمد بن حنبل**ؒ آپ اتنی شدت سے رؤیت باری تعالیٰ کے قائل ہیں۔

جبکہ ام المومنینؓ کا فرمان ہے کہ اگر کوئی یہ کہے رسول پاک ﷺ نے رب کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ پر بہتان باندھا اب فرمایئے اس کا جواب کیا ہے امام فرماتے ہیں میں کون ہوں جواب دینے والا در اصل مسئلہ یہ ہے ام المومنینؓ فرماتی ہیں نہیں دیکھا، خود سرکار ﷺ فرماتے ہیں۔**رائیت ربی فی احسن صورۃ** خود سرکار ﷺ فرماتے ہیں میں نے اپنے رب کو بہت خوبصورت دیکھا۔

اب کیا کریں کس کی مانیں۔پہلی بات یہ ذہن میں رکھیں معراج ہوئی ہے نبوت کے پہلے ڈیڑھ دو سال کے عرصے میں اور یہ وہ وقت ہے جب ابھی ام المومنینؓ حضرت عائشہؓ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئیں ابھی جنم تک نہیں لیا ظاہر ہے ولادت بعد میں ہوئی، سرکار ﷺ کے نکاح میں بعد میں آئیں، سرکار ﷺ کے گھر میں بعد میں آئیں۔تو انہوں نے واقع معراج کے حوالے سے نا جانے کس سے کیا سنا ہے اور کس طرح سنا ہے۔اور جو کچھ بیان کیا ہے اس کا مفہوم اور مدعا کیا ہے۔وہ ام المومنینؓ

جانیں ہماری کیا حیثیت ہے۔ہم تو صرف اتنا کہتے ہیں کہ آقا ﷺ نے فرمایا، میں نے رب کو دیکھا ہم نے مان لیا بات ختم ہوگئی۔لیکن اعتراض کرنے والوں نے ابھی بھی نہیں جان چھوڑی۔کہتے ہیں جناب آپ حدیث پیش کرتے ہیں آقا ﷺ کا فرمان پیش کرتے ہیں۔کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا میں نے رب کو دیکھا ہے۔لیکن قرآن میں باری تعالیٰ فرمارہا ہے **لاتدرکہ الابصار** کوئی آنکھ اسے نہیں دیکھ سکتی۔اگر حدیث میں بھی آئے کہ رسول پاک نے رب کو دیکھا ہے اور ایسی حدیث کہ کہ قرآن کے خلاف ہو۔بھئی حدیث میں آ جائے کہ رسول پاک ﷺ نے رب کو دیکھا ہے۔اور قرآن کہے کوئی آنکھ اللہ کا دیدار نہیں کر سکتی۔یہ تو قرآن اور حدیث میں اتضاد ہو گیا اور اگر قرآن اور حدیث میں اتضاد ہو جائے قرآن اللہ کا کلام نہیں رہتا اس کا جواب دیں۔

جتنا دکھانے والے نے دکھانا چاہا

جناب عالی دراصل بات یہ ہے قرآن پڑھنا اور چیز ہے اور سمجھنا اور چیز ہے، آپ میں سے اکثر لوگ پڑھے لکھے ہیں سکول کالج سے جن کا تعلق ناطہ ہے۔انگریزی کا ایک لفظ ہے Look اس کا مطلب ہے دیکھنا۔ایک اور لفظ ہے See اس کا مطلب بھی ہے دیکھنا۔دونوں لفظوں کا ایک ہی مطلب ہے یا درمیان میں کچھ فرق ہے ٹیچرز (Teachers) کہتے ہیں۔ان دونوں لفظوں میں کچھ فرق ہے کیا فرق ہے See اس کا مطلب ہے محض دیکھنا اچانک نظر پڑھ گئی دیکھ لیا۔لیکن اگر کسی کو بغور دیکھا جائے توجہ سے دیکھا جائے اس پر غور و فکر کیا جائے سوچا جائے سمجھا جائے تو پھر۔یہ See نہیں بلکہ Look ہوگا۔اسی لیئے استاد جب شاگردوں سے کہتا ہے تختہ سیاہ کی طرف دیکھو تو وہ یہ نہیں کہتا See the Black Board۔بلکہ یوں کہتا ہوں کہ Look at the Black Board۔Black Board پر محض نظر نہ ڈالو بلکہ میں نے جو کچھ اس پر لکھا ہے ذرا اس کو دیکھو ذرا پڑھو ذرا سمجھنے کی کوشش کرو۔پتہ چلا Look کا مطلب ہے غور سے دیکھنا توجہ کرنا See کا مطلب ہے محض نظر ڈال لینا دیکھ لینا۔چونکہ ہم نے انگریزی زبان پڑھی ہے اس

لیئے یہ فرق ہمیں معلوم ہے۔اگر عربی زبان پڑھی ہوتی ہمیں پتہ ہوتا ادراک اور دیکھنے میں کیا فرق ہے۔See کا مطلب ہے عام دیکھنا۔Look کا مطلب عام دیکھنا نہیں ہے بغور دیکھنا ہے ۔دیکھنا تو عام دیکھنا ہے، ادراک عام دیکھنا نہیں ہے، ادراک کا مطلب ہے کسی چیز کو ہر طرف سے دیکھ لیا جائے۔ ہر سمت سے دیکھ لیا جائے ہر جہت سے دیکھ لیا جائے ہر اعتبار سے دیکھ لیا جائے۔

کسی چیز کو اپنی نگاہوں کے احاطے میں لے لیا جائے کسی چیز کو نظروں کے گھیرے میں لے لیا جائے تو یہ ادراک ہے۔ایک مثال کے ذریعے سمجھاتا ہوں میں کراچی گیا جب واپس آیا تو میں نے آپ کو بتایا کہ میں کراچی سے آیا ہوں۔ کلفٹن گیا سمندر دیکھا، بڑا لطف آیا آپ نے کہا اچھا تو آپ نے کلفٹن دیکھا ہے آپ نے سمندر دیکھا ہے۔آپ کہنے لگے ہاں جی آپ نے سمندر دیکھا ہے، میں نے کہا میں نے سمندر دیکھا ہے، تو سمندروں میں مچھلیاں ہوتی ہیں۔وہ بھی آپ نے دیکھی ہوں گی میں شرمندہ ہوا نہیں جی وہ تو نہیں دیکھیں اچھا چلو نہیں دیکھیں سمندروں کی لہروں میں موتی ہوتے ہیں وہ بھی آپ نے دیکھیں ہوں گے۔ میں پھر شرمندہ ہوا میں نے کہا موتی بھی میں نے نہیں دیکھے وہاں پہ بحری جہاز ہوتے ہیں وہ بھی دیکھے ہوں گے، میں پھر شرمندہ ہوا نہیں جی وہ بھی نہیں دیکھے، میں نے کہا تم عجیب آدمی ہو۔

جب میں سمندر گیا تھا بحری جہاز اس وقت سمندر میں نہیں تھے ۔میں نے یہ کب کہا کہ میں نے سارے سمندر کو دیکھا ہے، پورے سمندر کو دیکھا ہے سمندر کو کھنگال ڈالا ہے۔سمندر کے چپے چپے کو دیکھا ہے میں نے یہ کب کہا کہ سمندر میں میں نے غوطہ زنی کی ہے۔ارے نہیں میں تو ساحل پہ کھڑا ہوا نگاہ میں نے دوڑائی جتنا میری نگاہ نے کام کیا جہاں تک میری نظر گئی میں نے سمندر دیکھ لیا ۔ارے ہم یہ کب کہتے ہیں کہ سرکار نے رب کو ہر طرف سے دیکھ لیا ہے، ہم یہ کب کہتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے رب کو ہر جہت سے دیکھ لیا ہے۔رسول پاک ﷺ نے رب کو اپنی آنکھوں کے گھیرے میں لے لیا ہے۔اور رب کا احاطہ کرلیا ہے۔ارے ہم تو اتنا کہتے ہیں۔ جتنا دیکھنے والا دیکھ سکا، جتنا دکھانے والے نے دکھانا چاہا بس سرکار نے اتنا رب کو دیکھ لیا بات ختم ہوگئی۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ سرکار ﷺ نے یہ سفر کیا ہے۔

آج کل مسئلہ یہ ہے کہ لوگوں کو پتہ نہیں چلتا سچ کیا ہے جھوٹ کیا ہے۔بھئی یہ بھی عالم ہیں وہ بھی عالم ہیں۔یہ بھی قرآن پڑھتے ہیں وہ بھی قرآن پڑھتے ہیں۔یہ کہتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے رب کو دیکھا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے رب کو نہیں دیکھا۔کون سچا ہے اور کون جھوٹا کس کی بات مانیں، مولا ہمیں سچ کا پتہ کیسے چلے گا۔کسی نے کان میں کہہ دیا تم پریشان کیوں ہوتے ہو سچ کا پتہ اس سے پوچھ لو جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہے۔بھئی جو سب سے بڑا سچا ہے تم اس سے پوچھ لو، جہاں سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سچ ملا ہے تمہیں بھی مل جائے گا۔بھئی ابوبکر کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا لقب کب ملا، اور کیسے ملا، جب معراج کی رات کی صبح ہوئی۔سرکا ﷺ نے واقع معراج کا ذکر فرمایا، کافروں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا، وہ بڑے خوش ہوئے۔دشمن خوش ہو تو سوچنا چاہیے کہ وہ کیوں خوش ہو رہا ہے، بھئی کافر، سرکا ﷺ کی عظمت پر تو خوش نہیں تھے۔

وہ تو خوش اس لیئے تھے کہ وہ ہمیشہ اس فکر میں رہتے اس تاڑ میں رہتے کسی طرح معاذ اللہ سرکار سرکا ﷺ کو جھوٹا ثابت کر سکیں اور انہیں موقع نہیں ملتا تھا۔اس لیئے سرکار جو کچھ فرمادیتے تھے وہ سچ ہو جاتا تھا۔اب جب سرکا ﷺ نے واقع معراج کا ذکر فرمایا۔تو کفار نے نعرہ مارا، آج تو مسلمانوں کے نبی ﷺ نے ایسی بات کردی کہ معاذ اللہ خود کہہ کے پھنس گئے یہ تو ایسی بات ہے کہ کوئی سچ مان ہی نہیں سکتا ذرا پکڑو سب سے پہلے ابوبکر کو بات بات پہ جو نبی ﷺ کی سائیڈ لیتے ہیں۔بات بات پہ جو نبی ﷺ کی حمایت کرتے ہیں، بات بات پہ جو نبی ﷺ کی تائید کرتے ہیں، اب کیسے کہیں گے کہ نبی ﷺ سچے ہیں۔جب سیدنا ابوبکرؓ کو ڈھونڈا تو پتہ چلا کہ آپ یہاں تشریف فرما نہیں ہیں۔اب کافر گھات میں ہیں انتظار میں ہیں۔جیسے ہی ابوبکرؓ پہنچے کافر بھی ابوبکر کے پاس پہنچ گئے، بھئی ابوبکر یہ بتاؤ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں راتوں رات مسجد حرام سے چلا مسجد اقصیٰ پہنچا اور بھی پتہ نہیں کہاں کہاں کی سیر کی اور راتوں رات واپس آ گیا کیا خیال ہے یہ بات کہنے والا سچا ہو گیا یا جھوٹا

ہوگا۔ ابوبکر غور فرماتے ہیں آخر یہ مجھ سے ہی کیوں پوچھ رہے ہیں اتنے بے شمار لوگ ہیں کسی اور سے پوچھ لیتے ابوبکر فرماتے ہیں یہ بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے یہ بتاؤ یہ قول ہے کس کا۔ یہ فرمان کس کا ہے یہ دعوی کس کا ہے۔ جب کافروں نے دیکھا ابوبکر اس طرح نہیں بتائیں گے تو کفار کو بتانا پڑا۔ کہ یہ دعوی اس ہستی نے کیا ہے جس کا آپ کلمہ پڑھتے ہیں۔ جس کی غلامی پہ آپؓ ناز کرتے ہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کفار کا جواب سنا اور کیا فرمایا۔ کیا یہ فرمایا کہ تم تو کافر ہو تمہارا کیا اعتبار مجھے ذرا بارگاہ رسالت ﷺ میں جانے دو۔ پوچھنے دو تصدیق کرنے دو۔ ذرا سرکار ﷺ سے پوچھ لوں پھر میرے پاس آنا پھر میں بتاؤں گا۔ کیا ابوبکرؓ نے یہ فرمایا۔ نہیں یارو ابوبکرؓ نے یہ نہیں فرمایا بلکہ فوراً کہا میں گواہی دیتا ہوں سرکار ﷺ نے یہ سفر کیا ہے۔ جب حضور ﷺ تک ابوبکرؓ کی گواہی کی خبر پہنچی تو پھر آپ ﷺ نے ابوبکرؓ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا لقب عطا فرمایا۔ یہ واقع اسی طرح ہے ناں کوئی ڈنڈی تو نہیں ماری ویسے یار لوگ ڈنڈا مار جاتے ہیں ہمیں پتہ نہیں چلتا۔

صحابیؓ خدا کی عبادت سے نہیں مصطفی ﷺ کی زیارت سے بنتا ہے

یارو واقعہ معراج تو آپ نے سن لیا۔ لیکن قصہ گوئی مقصد نہیں ہوتا۔ سبق سیکھنا یا سکھانا مقصد ہوتا ہے۔ واقعہ معراج سے دو سبق ملتے ہیں۔ آج کل کچھ لوگ صحابہؓ کا ذکر بہت کرتے ہیں، صحابہؓ کی عظمت کے گن بہت گاتے ہیں، صحابہؓ کی عظمت کے نعرے بہت لگاتے ہیں۔ لیکن ان کے سامنے نبی ﷺ کی عظمت کا ذکر کیا جائے تو ان کی پیشانی پر بل پڑ جاتے ہیں۔ انہیں کفر و شرک کی بو آنے لگتی ہے۔ پھر انہیں فتوے یاد آنے لگتے ہیں۔ یہ بھی عجیب مسئلہ ہے صحابیؓ کی عظمت کو مانتے ہیں نبی ﷺ کی عظمت کا انکار کرتے ہیں۔

صحابیؓ کی عظمت بہت ہے سرکار ﷺ نے فرمایا میرا صحابیؓ مٹھی بھر جو اللہ کی بارگاہ میں خرچ کرے بعد

میں آنے والا میرا امتی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے، احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنے والے کو وہ ثواب نہیں ملے گا۔ جو باری تعالیٰ میرے صحابیؓ کو عطا فرمائے گا۔ اب جب صحابیؓ کی اتنی عظمت ہے تو ہم چاہیں ہم بھی صحابیؓ بن جائیں۔ کیا دن رات نمازیں پڑھیں صحابیؓ بن جائیں گے، کبھی نہیں۔ کیا ہر روز روزہ رکھیں کیا صحابیؓ بن جائیں گے کبھی نہیں۔ کیا ہر سال حج کو چلے جائیں صحابیؓ بن جائیں گے کبھی نہیں۔ کیا اپنا سارا مال اللہ کی بارگاہ میں خرچ کر دیں صحابیؓ بن جائیں گے کبھی نہیں۔ کیا زکوۃ اور صدقہ خیرات ادا کریں کیا صحابیؓ بن جائیں گے کبھی نہیں۔ کمال ہے صحابیؓ روزے سے نہیں بنتا، نماز سے نہیں بنتا، زکوۃ سے نہیں بنتا، صدقہ خیرات سے نہیں بنتا۔ پھر صحابیؓ کیسے بنتا ہے۔ صحابیؓ خدا کی عبادت سے نہیں بنتا مصطفیٰ ﷺ کی زیارت سے بنتا ہے۔ سرکار ﷺ کے دیدار کے صدقے میں یہ عظمت ملتی ہے۔ پھر نبی ﷺ کی عظمت کا انکار کیسے کر سکتے ہو۔ ہم نبی ﷺ کی عظمت کی خاطر حدیث کے ثبوت پیش کریں تم کہتے ہو یہ حدیث ضعیف ہے اس کا راوی کمزور ہے۔ ہم اس حدیث کو صحیح نہیں مانتے یہ حدیث ضعیف ہے

یہ لوگ وہ ہیں۔ جو صحابہ کی عظمت کے ڈنکے پیٹتے ہیں اور ان کا طریقہ کار یہ ہے، مسلمان راوی کو بہانا بنا کر سرکار ﷺ کی حدیث کا انکار کر دیتے ہیں۔ لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نعرے بہت لگاتے ہیں۔ یارو اگر آپ کو موقع ملے تو ان لوگوں سے پوچھنا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نام کے نعرے لگانے والو۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عظمت کے گن گانے والو، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ سنت ہے نبی کی عظمت کا ذکر اگر کافر سے سنو تو اس کا بھی انکار مت کرو۔ ہم سرکار ﷺ کی عظمت کے ثبوت میں حدیث پیش کریں تم مسلمان راویوں کا انکار کرتے ہو، وہ راوی جو کلمہ گو ہیں، جو مسلمان ہیں۔ جو سرکار ﷺ کے غلام ہیں، جو سرکار ﷺ کے صحابہؓ ہیں تم ان کا بہانہ بنا کر حدیث کا انکار کر دیتے ہو، ۔ جبکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سنت یہ ہے کہ نبی ﷺ کی عظمت کا ذکر کافر سے بھی سنو تو تم اس کا انکار بھی مت کرو۔ اگر کافر ہے تو ہوتا رہے عظمت تو میرے نبی ﷺ کی بیان کر رہا ہے۔

ہمیں اغیار سے نہیں واسطہ ہمیں تو یار سے واسطہ ہے۔

سچ کا پتہ زبانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے چلتا ہے۔

پہلا سبق بیان کر دیا دوسرا سبق یہ ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے سفرِ معراج کی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گواہی دی غور کرنے کا مقام ہے کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ساتھ گئے تھے۔ کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ نہیں یارو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ساتھ بھی نہیں گئے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے ہوئے بھی نہیں دیکھا۔ پتہ چلا جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گواہی دی تو آنکھ کی گواہی نہیں تھی، اور نہ عقل کی گواہی تھی سفرِ معراج معجزہ ہے اور عظیم معجزہ ہے۔ معجزہ کہتے ہی اس کو ہیں، جو عقل کو عاجز کر دے، جس کے سامنے عقل ہتھیار ڈال دے اس کو معجزہ کہتے ہیں۔ جو چیز عقل میں نہ آئے وہ معجزہ ہوتی ہے۔ معراج سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور عظیم الشان معجزہ ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ معجزے کی گواہی دے رہے ہیں۔ پتہ چلا ابوبکرؓ نے جو گواہی دی وہ نہ آنکھ کی گواہی تھی نہ عقل کی گواہی تھی۔ پھر ابوبکر کو سچ کیسے ملا سوچنے کی بات ہے، ارے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نعرے لگانے والو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گن گانے والو۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ درس ہے اے لوگو جب تمہاری عقل کچھ کہے تمہاری فہم و فراست کچھ کہے تمہاری سوجھ بوجھ کچھ کہے۔ تمہارا تجربہ اور مشاہدہ کچھ کہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اور کہے تو تم ایسا کرو اپنی عقل کا انکار کر دو۔ اپنی آنکھوں کو جھٹلا دو، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو مان لو تو تمہیں سچ مل جائے گا۔ جب تم اپنی فہم و فراست کو اپنی عقل و خرد کو اپنے تجربے اور مشاہدے کو نبوت کی دہلیز پر قربان کر دو گے۔ تو تمہیں سچ مل جائے گا۔ تم سچ کو پا لو گے، سچ کا پتہ تو زبانِ رسالت سے چلتا ہے، اور صداقت کا معیار تو فرمانِ نبوت ہے۔

﴿ وآخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين ﴾

دھنک

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتوكل عليه و نعوذ با الله من شر ور انفسنا ومن سياٰت اعمالنا من يهده الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادى له ونشهدان لااله الاالله وحده لاشريك لـه و نشهد ان سيدنا ونبينا وحبيبنا و كريمنا و رؤفنا ورحيمنا و مولنا وملجنا وما وٰنا محمدًا عبده ورسوله امابعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ولا تقولو لمن يقتل فى سبيل الله اموات صدق الله مولانا العلى العظيم وصدق رسوله النبى الكريم الامين ونحن على ذالك لمن الشاهد ين والشا كرين والحمدلله رب العلمين۔

واجب التعظیم لائق صد تحریم علماء ومشائخ معززین علاقہ عوام اہل سنت یہ ماہ محرم الحرام ہے ۱۴۲۳ھ ختم ہوا ۱۴۲۴ھ کا آغاز ہوا خالق کائنات نیا سال ہمارے لیئے مبارک فرمائے اور امت مسلمہ اس وقت جس امتحان سے گزر رہی ہے اس میں سرخرو فرمائے دوست دشمن کی پہچان عطا فرمائے اچھے برے کی تمیز عطا فرمائے اور صحیح فیصلے کرنے کے قابل بنائے۔

یارو آج بھی وہی سرزمین دشمنوں کی زد پہ ہے جو آج سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے خون حسینؓ سے رنگی گئی امام عالی مقام سید الشہداءؓ مظلوم کربلا سبط رسول جگر گوشہ بتول سیدنا امام حسینؓ محض ایک شخص کا نام نہیں وہ ایک استعارہ ہے وہ علامت ہے وہ نشانی ہے قربانی کی سرفروشی کی جانثاری کی بہادری کی۔

ہمارے ہیں حسینؓ

آپ نے وہ شعر سنا ہوگا۔ کہ ذرا انسان کو بیدار تو ہو لینے دو

پھر ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؓ

مجھ جیسا کم فہم یہ سوچتا ہے کہ ہر قوم کو حسینؓ سے بھلا کیا غرض ہو سکتی ہے کسی سکھ کو کسی ہندو کو کسی مجوسی

کو کسی نصرانی کو کسی یہودی کو حضرت امام حسینؓ سے بھلا کیا محبت ہو سکتی ہے حضرت امام حسینؓ کو بھلا کیوں اپنانا چاہیں گے حضرت امام حسینؓ تو ہمارا ہے وہ ہمارا طرۂ امتیاز ہے باقی قوموں کو حضرت امام حسینؓ سے کیا غرض ہے۔ میں عرض کروں گا یہ بات ذرا سمجھنے کی ہے میں کچھ باتیں ان خواص کیلئے جو اس محفل رنگ و بو میں تشریف فرما ہیں ان کیلئے عرض کرونگا لیکن کوشش کروں گا اس سطح پر آ کر بیان کروں کہ میرے تمام سننے والے وہ اس لطف و لذت میں شریک ہو جائیں

کیا چیز اچھی ہے کیا بری ہے اس کے دو پیمانے ہیں ناپنے کے دو طریقے ہیں ایک انسان کی طبیعت ہے اور ایک دین و مذہب ہے کچھ چیزوں کی اچھائی اور برائی کا پتہ دین و مذہب سے چلتا ہے کچھ چیزوں کا پتہ انسان کی طبیعت سے چلتا ہے۔ مثال کے طور پر شراب پینا بری بات ہے یہ ہمارے دین نے ہمیں سمجھایا سور کا گوشت کھانا حرام ہے یہ ہمارے دین نے ہمیں سمجھایا بے حیائی کا راستہ اختیار کرنا بری بات ہے یہ ہمارے دین و مذہب نے ہمارے ماحول ہماری تہذیب نے ہمیں سمجھایا لیکن سچ اچھا ہے جھوٹ برا ہے اس کیلئے دین و مذہب کی ضرورت نہیں ہر انسان وہ کسی علاقے کا کسی محلے کا کسی شہر کا کسی ملک کا وہ کسی رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والا ہو ہر انسان جانتا اور مانتا ہے کہ سچ اچھا ہے جھوٹ برا ہے بہادری اچھی ہے بزدلی بری ہے سخاوت اچھی ہے کنجوسی بری ہے یعنی کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا پتہ دین و مذہب سے چلتا ہے کچھ چیزوں کا پتہ انسان کی طبیعت سے چلتا ہے ۔اس میں کوئی شک نہیں امام عالی مقامؓ نیک ہیں۔ پارسا ہیں۔ نمازی ہیں۔ عابد ہیں۔ زاہد ہیں۔ بلکہ عبادت گزاروں کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن حضرت امام حسینؓ کی فضیلت حضرت امام حسینؓ کی عظمت محض زہد و تقویٰ کی وجہ سے نہیں۔ نمازی اور پرہیز گار ہونے کی وجہ سے نہیں۔

ارے حسینؓ کی فضیلت صبر کی وجہ سے ہے۔ استقلال کی وجہ سے ہے۔ استقامت کی وجہ سے ہے۔ سرفروشی کی وجہ سے ہے۔ جانثاری کی وجہ سے ہے۔ بہادری کی وجہ سے ہے۔ اور قربانی کی وجہ سے ہے۔ یہ سرفروشی۔ یہ جانثاری۔ یہ صبر۔ یہ استقامت۔ یہ استقلال۔ یہ قربانی۔ یہ تمام وہ چیزیں ہیں

جن کو ہر قوم اچھا کہتی ہے اس کو اچھا کہنے کیلئے مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے ہر قوم اس کو اچھا کہتی ہے۔ تو جناب والا جس صبر کا جس شجاعت کا جس بہادری کا جس جانثاری کا اور جانبازی کا مظاہر حضرت امام حسینؓ نے کیا یہ ہر قوم کیلئے باعث فخر ہے باعث عزت ہے۔

اے لوگو حسینؓ کی عظمت کو بے غبار تو ہو لینے دو

پھر ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؓ

ہر قوم حسینؓ سے رشتہ جوڑنے میں فخر محسوس کرے گی یارو کچھ لوگ وہ بھی ہیں جو امام حسینؓ کو الزام دیتے جو یزید کے ساتھ ہیں حامی ہیں جو یزید کو اچھا کہتے ہیں۔

میں نے تو نماز تک قضا نہیں کی

یارو وہ وقت یاد کیجئے عاشورہ کا دن ہے صبح کا وقت ہے امام عالی مقامؓ خطبہ ارشاد فرماتے ہیں اہل خیمہ سے نہیں حامیوں سے نہیں چاہنے والوں سے نہیں بلکہ لشکر اعداء کے سامنے دشمنوں کے سامنے حضرت امام حسینؓ محو خطاب ہیں۔ کہ اے لوگو تم میں سے جو مجھے جانتا ہے وہ بھی جان لے جو نہیں جانتا وہ بھی پہچان لے میں حسینؓ ہوں سبط رسول ﷺ ہوں جگر گوشہ بتول ہوں شیر خدا میرے بابا ہیں میرے اور میرے بھائی حسنؓ کے بارے میرے نانا جان نے فرمایا ہے۔

ان الحسن والحسین سید اشباب اهل الجنة

ارے میرے نانا جان نے مجھے اور میرے بھائی حسنؓ کو جنت کے نوجوانوں کا سردار فرمایا ابھی میرے نانا کے وہ صحابیؓ موجود ہیں تم ان سے پوچھ سکتے ہو تصدیق کر سکتے ہو اے لوگو بتاؤ میں نے کبھی کسی کے ساتھ ظلم کیا زیادتی کی کیا کسی کا حق مارا ہے کیا کسی کا ناحق خون بہایا ہے۔ اے لوگو میں نے تو نماز تک قضا نہیں کی میرا خون بہانا تمہارے لیے کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

یہ بات تو آپ نے سن لی لیکن یہاں دو باتیں سمجھنے کی ہیں وہ کیا ہیں پہلی بات یہ ہے اگر میں اپنے چاہنے والوں اور مریدوں کے درمیان بیٹھ کے یہ کہوں کہ جی میں بڑا عابد ہوں، زاہد ہوں نیکوکار

ہوں، پارسا ہوں، شب بیدار ہوں، تو ظاہر ہے چاہنے والے ہیں انہوں نے تو سبحان اللہ ہی کہنا ہے پتہ تو اس وقت چلے گا کہ میں کتنے پانی میں ہوں جب میری پارسائی کی باتیں ہوں میرے دشمنوں کے سامنے پھر جب ان کی زبان کھلے گی تو پتہ چلے گا میں کہاں کھڑا ہوں ٹھیک ہے ناں۔

ارے امام عالی مقامؑ دوستوں کے سامنے نہیں جان دینے والوں کے سامنے نہیں بلکہ لشکر اعداء کے سامنے دشمنوں کے سامنے اپنی پارسائی کا دعوی کر رہے ہیں اور کوئی چھوٹا دعوی نہیں فرماتے ہیں اے لوگوں میں نے کسی کے ساتھ ظلم نہیں کیا، زیادتی نہیں کی کسی کا حق نہیں مارا کسی کا ناحق خون نہیں بہایا میں نے تو نماز تک قضاء نہیں کی میرا خون بہانا تمہارے لیے جائز کیسے ہوسکتا ہے وہ دو چار لوگ نہیں پانچ دس نہیں، پچاس نہیں سو نہیں بعض روایات کے مطابق بائیس ہزار اعداء کا لشکر ہے بائیس ہزار دشمنوں میں کوئی ایک مائی کا لال نہیں جس نے حضرت امام حسینؑ کو جھوٹا کہا ہو۔

اتنے بڑے لشکر میں کوئی ایک نہیں جو کھڑا ہو کر کہے کہ حسینؑ اتنے معصوم نہ بنو اتنے پارسا نہ بنو بے گناہ نہ بنو تم سے یہ خطاء ہوئی وہ لغزش ہوئی ہے۔ تم یہاں آئے ہو یہ بھی گناہ ہے ایک شخص ایسا نہیں جو حسینؑ کے دعوے کو جھوٹا ثابت کر سکے سب خاموش ہیں گویا زبان خامشی سے تسلیم کرتے ہیں اے حسینؑ ہم جانتے ہیں تم نے غلطی تو نہیں کی تم گناہ گار تو نہیں ہو لیکن ہم نے یزید سے سودا کر لیا ہے ہم نے تو جنت کے بدلے جہنم کو خرید لیا ہے۔ ہم نے اپنی تلواروں کا سودا کر لیا ہے۔ کوئی نہیں جو امام عالی مقامؑ کو الزام دے

واہ حسینؑ تیری عظمت کو سلام ہم نے سودا کر لیا ہے یزید سے اس لیے تمہاری یہ باتیں ہم پر اثر انداز نہیں ہوں گی تم بے شک بے گناہ ہو لیکن ہمارے معاملات پہلے طے ہو چکے ہیں۔ پتہ چلا وہ جو یزید کے حامی ہیں جو یزید کا لشکر ہے جو حسینؑ کو قتل کرنے کیلئے آیا ہے جس کی آنکھ میں مروت نہیں وہ لشکر بھی حسینؑ کو گناہ گار نہیں کہتا خطا کار نہیں کہتا سب خاموش ہیں دعوی پارسائی کے جواب میں کوئی الزام نہیں دیتا اے لوگو وہ یزید کا لشکر وہ مذموم ہے وہ قابل نفرت ہے لیکن حسینؑ کو گناہ گار نہیں کہتا آج اگر کوئی حسینؑ کو گناہ گار کہے اس کا انجام کیا ہو گا یہ آپ کو سمجھنا چاہیے۔

ذرا آپ کے ضمیر کو جھنجھوڑتا چلوں ذہن کے دروازے پہ دستک دیتا چلوں اللہ تعالی ہمارے بچوں کو نیک بنائے سعادت مند بنائے ہمارے خوابوں کی تعبیر بنائے خدانخواستہ کسی شخص کا بچہ غلط راستے پہ چل پڑے تو کیا وہ اپنے بچے کو چھوڑ دیتا ہے وہ تو ہر وقت اس چکر میں ہوتا ہے کسی طرح بچے کی غلط کاریوں پہ پردہ ڈالے اس کے گناہوں کو چھپائے لوگوں کے سامنے عام نہ ہونے دے اگر خدانخواستہ کسی شخص کا بچہ چوری کرتا ہوا پکڑا جائے حتی کہ تھانے چلا جائے تو ہم تب بھی بھاگ دوڑ میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے جی وہ میرا بچہ تو بالکل معصوم ہے وہ کچھ برے لڑکوں کی صحبت میں پھنس گیا تھا وہ برے لڑکوں کے چکر میں آ گیا تھا ورنہ میرا بچہ تو بڑا اچھا ہے

ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ میرے بچے کی برائی لوگوں کے کانوں تک پہنچے نہیں اس کے جرم کا لوگوں کو پتہ نہیں چلنا چاہیے وہ خطا کار ہی ہو حالانکہ حقیقتاً وہ مجرم ہے ہمارا خیال یہ ہوتا ہے کہ ہمارے بچے کے بارے کسی کی زبان پر کوئی غلط جملہ نہ آئے ورنہ بچے کا مستقبل تاریک ہو جائے گا۔ یہ بالکل راندۂ درگاہ ہو جائے گا اس کیلئے زندگی کا سفر مشکل ہو جائے گا۔

یارو جب ہمارے اپنے بچے کی بات ہو خدانخواستہ مجرم ہو واقعی گناہ گار ہو ہم اس کے گناہوں کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن جب نواسۂ رسول ﷺ کی بات آئے تو ہم اسٹیج لگائیں لوگوں کو بلائیں اور بتائیں کہ حسینؑ سے یہ خطا ہوئی یہ جرم ہوا ہے حسینؑ گناہ گار ہے خطا کار ہے معاذ اللہ کتابیں چھاپ چھاپ کے قرآن پڑھ پڑھ کے حسینؑ کے دامن کو داغ دار کرنے والو تمہیں اپنی اولاد سے تو محبت تھی اپنی اولاد کے گناہوں پہ پردے ڈالتے ہو جب نواسۂ رسول ﷺ کی باری آتی ہے تو تمہاری زبان کچھ اور گل کھلاتی ہے

پتہ یہ چلا ایسی بے ہودہ باتیں کہنے والے کم از کم حب رسول ﷺ کے دعوے دار نہیں ہو سکتے انہیں آل رسول ﷺ سے محبت نہیں ہو سکتی یہ تو ایک محبت کے پیمانے کی بات ہے۔

جہاں فہم وفراست گھٹنے ٹیک دیتی ہے

دوسری بات جو میں نے سمجھائی تھی امام عالی مقامؓ کے خطبے کے حوالے سے اے لوگو جب ہمارے نبی ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو کیا دلیل دی تھی۔ اپنی نبوت کی ابھی چاند دو ٹکڑے نہیں کیا ابھی سورج الٹے پاؤں نہیں پھرایا ابھی پتھروں سے کلمہ نہیں پڑھوایا ابھی جانوروں نے سجدے نہیں کیئے ابھی درختوں کو اپنی بارگاہ میں نہیں بلوایا ابھی یہ معجزے نہیں دکھائے ابھی کوئی بھی معجزہ نہیں دکھایا کوئی دلیل نہیں دی نبوت کا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا صفاء کے پہاڑ پہ کھڑے سرکار دو عالم ﷺ اپنی نبوت کی کیا دلیل دیتے ہیں اے لوگو مجھے صادق مانتے ہو، امین مانتے ہو

میری زندگی کے چالیس سال تمہارے سامنے ہیں تم بتاؤ کبھی میرے بچپن نے شرارت کی انگلی پکڑی کبھی میرے لڑکپن نے لغزش کا دامن تھاما کیا کبھی میری جوانی نے گناہ کا منہ دیکھا کیا میری زندگی کے چالیس سال میری صداقت کی دلیل نہیں ہیں۔ لوگو غور کرو جہاں بے حیائی پر لوگ فخر کرتے ہوں وہاں حیاء کی مثالیں قائم کرنے والا اللہ کا نبی ﷺ ہی تو ہو سکتا ہے جہاں پر قتل وغارت گری لوگوں کا شیوہ بن چکی ہو اور نسل در نسل خون بہانے کا سلسلہ جاری ہو۔ وہاں پہ امن وسکون کا درس دینے والا اللہ کا نبی ﷺ ہی تو ہو سکتا ہے جہاں انتقام اور بدلہ لینا لوگوں کی گھٹی میں پڑا ہو وہاں معافی کا درس دینے والا اللہ کا نبی ﷺ ہی تو ہو سکتا ہے میرے نبی ﷺ نے کوئی اور معجزہ پیش نہیں کیا کوئی اور دلیل نہیں دی اپنی نبوت کی دلیل دی قرآن کی زبان

فقد لبثت فیکم عمر من قبله افلا تعقلون

ارے اس سے پہلے زندگی تو تمہارے درمیان گزاری ہے تو کیا تمہارے پاس فہم وفراست نہیں ذہانت وفطانت نہیں تم سوچ سکتے ہو سمجھ سکتے ہو ایسی بے داغ زندگی یہ غیر نبی کی کیسے ہو سکتی ہے اے لوگو جو میں بات کہنا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ اگر میرے نبی ﷺ کی چالیس سالہ بے داغ زندگی نبوت کی دلیل ہو سکتی ہے تو کیا حسینؓ کی پچپن سالہ زندگی بے گناہی کی دلیل نہیں ہو سکتی یارو یہ حسینؓ کی

صداقت کا اور بے گناہی کا وہ پیمانہ ہے جہاں عقل کو پسینے آ جاتے ہیں جہاں فہم وفراست گھٹنے ٹیک دیتی ہے اور جہاں ہماری دانش مندی ہتھیار ڈال دیتی ہے یہ بات عقل سے ماورائی ہے۔

پہلے کربلا کے امتحان سے گزر کر تو دکھاؤ

یارو میرے نبی ﷺ نے حسن وحسینؓ کو جنت کے نوجوانوں کا سردار فرمایا کسی کے ذہن میں خیال آ سکتا تھا کہ معاذ اللہ اقرباء پروری ہو رہی ہے ہمارے ہاں بھی تو ایسا ہوتا ہے ناں جب عہدے بانٹے جا رہے ہوتے ہیں تو اپنوں کی یاد ستا رہی ہوتی ہے جیسے غالباً وہ ضمیر جعفری کا شعر ہے

کچھ بھتیجے ہیں چند سالے ہیں۔
عہدے تقسیم ہونے والے ہیں۔

بھئی ایسا ہوتا ہے کہ نہیں بعض اوقات اپنوں کو نوازا جاتا ہے یارو جب میرے نبی ﷺ نے جب اپنے نواسوں کیلئے اعلان فرمایا کہ یہ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں کسی کے ذہن میں خیال آ سکتا تھا کہ معاذ اللہ یہاں پر بھی اقرباء پروری ہو رہی ہے اپنے نواسوں کو اپنے نور نظر کو جنت کی سرداری دے دی امت میں کوئی اور نیک نہیں تھا کوئی اور پارسا نہیں تھا کوئی اور پرہیز گار نہیں تھا کوئی اور شریعت کا پابند نہیں تھا رے نہیں حسینؓ یہ اعلان فرما رہے ہیں اے میرے نانا کے امتیو اگر تم میں سے کسی کو جنت کی سرداری کا شوق ہے تو پہلے کربلا کے امتحان سے گزر کر دکھاؤ ذرا اپنے ہاتھوں سے اتنے سارے لاشے اٹھا کر پھر بھی ثابت قدم رہ کر دکھاؤ۔

جو زندگی کی بھیک نہیں مانگتے۔

یارو دراصل واقعہ کربلا کے اتنے مختلف پہلو ہیں اگر ان کو آدمی کھنگالنا شروع کر دے تو ایک نیا جہاں اور نئی دنیا نگاہوں کے سامنے آئے گی میں وقت کی تنگی کے پیش نظر زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا صرف دو نقطے عرض کر کے اجازت چاہوں گا۔ کہ کربلا کے واقعات جب بھی آپ کھنگالیں یا سنیں کربلا کے حوالے سے جو بھی بات آپ کے کانوں میں پڑے آپ تقاریر سنیں آپ کتابیں کھنگالیں

تو پتہ چلے گا کہ کربلا میں ہر طرف پیاس کی شدت ہے پیاس کی پکار ہے پانی کی طلب ہے زبان پر کانٹے کھڑے ہیں ایسا ہے ناں ہر روایت میں ہر داستان کربلا میں پیاس کا ذکر بہت شدت سے ہے میں ایک بات پوچھنے کی جسارت کرنے لگا ہوں بھئی جن لوگوں نے حسینؑ پر پانی بند کیا تھا کیا انہوں نے روٹی بند نہیں کی ہوگی بھئی روٹی بھی تو بند کی ہوگی اگر کسی کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ نہیں جی روٹی کا ان کے پاس خاصا سٹاک(Stock) تھا بھئی اگر یہ بات مان بھی لی جائے تو سٹاک(Stock) تو اتنا ہی ہوگا جتنا راستے کیلئے درکار ہوتا ہے

یار وغور کرنے کا مقام ہے کہ وہ بڑے بڑے واعظین ، ذاکرین جو بیان کرتے ہوئے لوگوں کے جذبات کو ابھارنے کیلئے تکلیف کی ہر جہت کو ہر مشکل کو لوگوں کے سامنے لاتے ہیں لیکن وہ پیاس کا ذکر کرتے ہیں مگر بھوک کا ذکر کوئی نہیں کرتا کوئی نہیں کہتا کہ وہ قافلے والے بھوکے بھی تھے کوئی نہیں کہتا کہ انہوں نے روٹی بھی مانگی تھی ہر ایک پیاس کا ذکر کرتا ہے بھئی میں مانتا ہوں کہ جب آدمی بھوکا بھی ہو اور پیاسا بھی ہو تو پیاس کی شدت زیادہ ہوتی ہے پیاس کی تلخی زیادہ ہوتی ہے پیاس کا جذبہ زیادہ اور شدید ہوتا ہے میں مانتا ہوں لیکن جن لوگوں نے پانی مانگا تھا بھئی سو بار پانی مانگا تھا تو ایک بار روٹی بھی مانگ لیتے نہیں یار وروٹی کی طلب نہیں بھوک کا ذکر نہیں ہر طرف پیاس کا ذکر ہے کیا وجہ ہے اور کیا سبب ہے کہ واقعہ کربلا کے حوالے سے پیاس کا ذکر ہے پیاس کی شدت ہے پیاس کی پکار ہے روٹی کوئی نہیں مانگتا بھوک کا تذکرہ کہیں نہیں۔

میں اس بات کو ایک مثال کے ذریعے سمجھا دوں توجہ ہے سائیں فرض کیا آپ اپنے گھر میں تشریف فرما ہیں کسی نے کنڈی کھٹکھٹائی آپ باہر گئے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے پریشان حال ہے اور آپ سے کہتا ہے سائیں مجھے پیاس لگی ہے مجھے پانی تو پلا دیجئے تو آپ اسے پانی پلائیں گے بلکہ اگر توفیق ہوئی تو کوئی دودھ شربت بھی پلا سکتے ہیں بہر حال پیاسے کو پانی پلانا ثواب کا کام ہے آپ اس کی پیاس بجھا کے اندر آئیں۔ گھنٹے دو گھنٹے کے بعد پھر دروازہ کھٹکا آپ باہر گئے تو ایک شخص کھڑا ہے پریشان حال ہے کہتا ہے سائیں روٹی کا سوال ہے تو آپ نے سوچا اگر پیاسے کو پانی پلا دینا نیکی

کا کام ہے تو بھوکے کو کھانا کھلا دینا بھی تو ثواب کا کام ہے آپ گھر آئے روٹی اٹھائی اس کے اوپر سالن رکھا اور بچے کو بلایا کہ جاؤ بیٹے باہر کوئی فقیر کھڑا ہے جاؤ اسے روٹی دے آؤ اے لوگو جب مانگنے والے نے پانی مانگا تو آپ نے اسے فقیر نہیں بولا مانگنے والے نے جب روٹی مانگی تو آپ نے اسے فقیر کہا بھکاری کہا پتہ یہ چلا کہ روٹی مانگنا بھیک مانگنا ہے پانی مانگنا بھیک مانگنا نہیں لوگو پانی مانگنا بھیک مانگنا نہیں روٹی مانگنا بھیک مانگنا ہے ارے یہ قافلہ جو انسانیت کے ماتھے کا جھومر ہے جن کی جبینوں پہ سجدے ناز کرتے ہیں جن کے اوپر عبادتیں ناز کرتی ہیں۔ رات جن کے قیام پر ناز کرتی ہے دن جن کے روزہ پر پرہیز گاری پر ناز کرتا ہے اہل بیت کا یہ قافلہ جو انسانیت کی عظمت کی دلیل ہے ارے یہ اس تنگی میں اس مصیبت میں اس پریشانی میں اس انتہا پر بھی اپنے دامن پہ داغ نہیں دیکھ سکتے یہ پانی تو مانگتا ہے ان کو بھوک کی طلب نہیں پیاس کا اظہار تو کرتا ہے لیکن بھوک کی طلب نہیں۔ اے لوگو جو یزید پلید سے زندگی کی بھیک نہیں مانگتا وہ روٹی کی بھیک کیسے مانگ سکتا ہے۔ اس لیئے روٹی کی طلب نہیں پیاس کی پکار ضرور سنائی دے گی۔

ہم اپنی عقل کی ٹانگ اڑانے کی کوشش کیوں کریں۔

یار و واقعہ کربلا کے حوالے سے میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی اس پر ذرا گفتگو کر کے آپ سے اجازت چاہوں بھئی مجھے اعتراف ہے کہ شہادت کے موضوع کو میں آپ کے ذوق کے مطابق بیان نہیں کر پایا لیکن بہر حال چند باتیں سوچنے سمجھنے کی ہیں۔

خالق کائنات فرماتا ہے **ولا تقولو لمن یقتل فی سبیل الله اموات**

جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔

مولا انہیں مردہ نہ کہیں اچھا مولا نہیں کہتے دراصل یہ کچھ ادب آداب کی بات ہوتی ہے مثلاً اس محفل میں کچھ ایسے شخص بیٹھے ہوں جو آنکھوں سے معذور ہوں، نابینا ہوں، دیکھ نہیں سکتے تو اگر کوئی بچہ ان کو اندھا کہہ کر بلائے تو روکیں گے بیٹا بری بات ہے بزرگ ہیں اچھی بات نہیں حافظ صاحب کہو

اب وہ بیچارہ آنکھوں سے معذور ہے اندھا ہے تو سہی لیکن اب اسے اندھا کہہ کر بلانا بری بات ہے
دل آزاری کی بات ہے اسی طرح اگر کوئی شخص ٹانگوں سے معذور ہے وہ لنگڑا ہے تو سہی لیکن اسے
لنگڑا کہہ کر بلانا یہ دل آزاری کی بات ہے ہم روکتے ہیں نہ کہو۔

یارو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میری راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو مولا نہیں کہتے تیرا فرمان ہے
نہیں کہتے شاید یہ بھی کوئی ادب کی بات ہوگی۔ اب وہ قتل تو ہو گئے سر علیحدہ ہے ٹانگیں علیحدہ ہیں
خون بہہ گیا روح پرواز کرگئی زندگی کی کوئی رمق باقی نہیں کوئی قرینہ باقی نہیں زندگی کا سفر ختم ہو گیا ڈیڈ
باڈی ہے لیکن تو کہتا ہے مردہ نہ کہو چلو نہیں کہتے لیکن مولا مردہ ہیں تو سہی گویا اللہ فرماتا ہے۔

ولا تحسبن الذین قتلو فی سبیل اللہ امواتا

ارے جو خدا کی راہ میں قتل کیے جائیں ان کے بارے میں یہ گمان بھی نہ کرو کہ وہ مردہ ہیں ذہن میں
یہ تصور بھی نہ لاؤ کہ وہ مردہ ہیں یہ تصور یہ خیال تمہارے ذہن میں جگہ نہ پائے کہ وہ مردہ ہیں۔ **بل**
احیاء بلکہ وہ زندہ ہیں **عندہ ربھم یرزقون** اپنے رب کے ہاں انہیں رزق بھی دیا جاتا
ہے اگر تمہیں یہ خیال ہو کہ وہ بغیر کھائے پیئے بغیر کیسے زندہ ہیں تو تمہیں پتہ ہوا اپنے رب کے ہاں
انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔

ولا تقولو لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات

جو خدا کی راہ میں قتل ہوا نہیں مردہ نہ کہو **بل احیاء** بلکہ وہ زندہ ہیں **ولکن لا تشعرون** البتہ
تمہیں شعور زندگی نہیں ان کی زندگی کے بارے میں شعور نہیں ذرہ توجہ سائیں۔ اگر میں آپ سے
کہوں کہ میں ایک نقطہ بیان کرنے لگا ہوں ایک بات کہنے لگا ہوں لیکن میرا یہ نقطہ میری یہ بات آپ
کی سمجھ میں نہیں آئے گی تو ہو سکتا ہے آپ کو غصہ آئے کہ کاظمی صاحب نے ہمیں بے عقل سمجھا ہے
کہتے ہیں سمجھ نہیں سکتے بھئی کہو ہم سمجھیں گے ہمیں شعور ہے ہمیں علم ہے آپ مجھے تو کہہ سکتے ہیں کہ
ہمیں شعور ہے ہمیں علم ہے مجھے تو جھوٹا ثابت کر سکتے ہو لیکن جب اللہ کہے کہ شہید زندہ ہیں انہیں
مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں البتہ تمہیں شعور نہیں۔

جب میں کہوں تمہیں شعور نہیں مجھے جھٹلا سکتے ہو کہ کاظمی صاحب نے ہمیں بے وقوف سمجھا ہے ہمیں
شعور ہے لیکن جب اللہ کہے تمہیں شعور نہیں اور تم کہو کہ مولا ہمیں شعور ہے کیا اللہ کو بھی جھٹلا دو گے
ایک بندے کا یہ کام ہونا چاہیے نہیں یارو نہیں تو ماننا ہے کہ مولا تو نے کہا مردہ نہ کہو مولا ہم نہیں کہتے
مولا تو نے فرمایا زندہ ہے ہم نے مان لیا وہ زندہ ہیں مولا تم نے فرمایا تمہیں ان کی حیات کا شعور نہیں
ہم نے مان لیا ہمیں شعور نہیں ایک بندے کا کیا کام ہونا چاہیے بھئی اسے تو ماننا ہے مولا تو نے فرمادیا
کہ وہ زندہ ہیں ہم نے مان لیا کہ وہ زندہ ہیں اگر لوگ یہ کہیں کہ جناب ان میں سانس نہیں ان کا دل
نہیں دھڑکتا ان کی نبض نہیں چلتی ان کے اندر حرکت نہیں یہ بول نہیں سکتے یہ کیسے زندہ ہیں اگر یہ چلتے
پھرتے ہوتے یہ بات چیت کر سکتے اگر دل کی دھڑکن ہوتی خون کی روانی ہوتی اگر سانس کی آمدو
رفت ہوتی پھر تو ہمیں ان کی حیات کا شعور ہوتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہیں شعور نہیں اس لیئے یہ تمام
باتیں تو یہاں ختم ہو گئیں یہ تمام چیزیں تو شعور سے رشتہ جوڑنے والی ہیں بات ختم ہو گئی ہمیں تو اپنے
رب کے فرمان کو ماننا ہے رب فرماتا ہے کہ وہ زندہ ہیں اب وہ کیسے زندہ ہیں یہ اللہ جانتا ہے اس نے
تو ہمیں کہہ دیا کہ تمہیں شعور نہیں اب ہم اپنی عقل کی ٹانگ اڑانے کی کوشش کیوں کریں جی وہ
دراصل جسمانی طور پر نہیں روحانی طور پر زندہ ہیں بھئی جب اللہ نے فرمایا تمہیں شعور نہیں تو کیوں
روحانی جسمانی کی باتیں کرتا ہے بس تمہیں شعور نہیں۔

باطل کے سامنے سر مت جھکانا

یارو حضرت امام حسینؓ کی عظمت کا ذکر کرنا حضرت امام حسینؓ کے غم کو یاد کر کے اشک بار ہونا حضرت
امام حسینؓ کے ایصال ثواب کیلئے نذر و نیاز کا اہتمام کرنا یہ بے شک ہم اہل سنت کا طریقہ ہے۔ اور
یہ حضرت امام حسینؓ سے محبت یہ ایمان کی علامت ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن اے لوگو حضرت
امام حسینؓ سے محبت کا دعویٰ کرنا اور چیز ہے اور اس دعوے کی دلیل پیش کرنا اور چیز ہے اے لوگو کبھی تم
نے یہ سوچا کہ حضرت امام حسینؓ نے یہ زخم کیوں سہے تھے یہ تیر کیوں لگے تھے یہ خنجر کیوں چلا تھا

حضرت امام حسینؓ نے اپنے پیاروں کے لاشے اپنے ہاتھوں سے کیوں سمیٹے تھے وہ اپنے سر پے کفن باندھ کر میدان کارزار کی طرف کیوں چلے تھے کبھی اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے ناں ارے حضرت امام حسینؓ نے یہ سب کچھ کس لیئے کیا تھا انہوں نے ہمارے لیئے سنت قائم کی تھی کہ اے لوگو اگر باطل کا سامنا ہو باطل تمہارے سامنے کتنا طاقتور کیوں نہ ہوا رے وہ کتنا ظالم و جابر کیوں نہ ہو اس کے ہتھیار کس قدر زیادہ اور تیز کیوں نہ ہوں لیکن اگر مجھ سے محبت ہے تو باطل کے سامنے سر مت جھکانا اگر قربانی دینی پڑے اگر کوئی سختی سہنی پڑے تو مجھے یاد کرنا میں تو وہ ہوں جو جنت کے نوجوانوں کا سردار ہوں اگر میں بھی زخم کھا سکتا ہوں اگر میں بھی قربانیاں پیش کر سکتا ہوں تو اگر تو نے میرے دامن میں پناہ لینی ہے اگر میری چھتری کے نیچے آنا ہے میری چھاؤں میں آنا ہے میری سرداری کو قبول کرنا ہے اگر جنت میں جگہ پانی ہے تو میرے نقش قدم پر چلنا ہے پھر میرے طریقے کو اختیار کرنا ہے۔لیکن نہیں ہماری خواہش یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح ہم سہولت میں رہیں آرام میں رہیں آسائش میں رہیں۔ہمیں کوئی تکلیف نہ ہو۔کوئی پریشانی نہ ہو کوئی دکھ نہ ہو ہمیں کانٹا تک نہ چبھے بلکہ اگر ہمیں ذرا سی تکلیف ہو تو ماشاءاللہ ہمارے پیر بھائی پہنچ جاتے ہیں سائیں ہم تو آپ کے مرید ہیں ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔اے لوگو کبھی حسینؓ کی تکلیف کو بھی سوچا ہوتا۔

امام حسینؓ نے حق و باطل میں امتیاز رکھا

بعض لوگ کہتے ہیں ناں اسی چیز کو دیکھ کے کہ اگر حضرت امام حسینؓ سچے ہوتے تو کربلا میں انکی مدد کیوں نہ ہوتی بعض لوگ کہتے ہیں کہ جناب کربلا میں مدد کیوں نہ ہوتی اے لوگو مدد کسے کہتے ہیں پیاس لگی ہو تو پانی پلانا بس یہی مدد ہے بھوک لگی ہو تو کھانا کھلا دینا بس یہی مدد ہے ذرا اس کو ایک مثال کے طور پر سمجھاتا ہے۔گرمیوں کے روزے ہوں اور آپ کا بچہ سات آٹھ سال کا بچہ آپ کہیں چلو اس بچے کو روزہ رکھواتے ہیں۔مسلمانوں کے اندر اللہ کے فضل سے یہ بڑی اچھی عادت ہے ابھی بچوں پے روزے فرض نہیں ہوتے لیکن روزے رکھوانا شروع کر دیتے ہیں۔تا کہ جب ان پر

روزے فرض ہو جائیں تو فرض کو پورا کرنا ان کے لیے مشکل نہ ہو اب سات اٹھ سال کا بچہ ہے گرمیوں کا موسم ہے اور رمضان کا مہینہ ہے آپ نے بچے کو روزہ رکھوایا شروع میں تو اس نے سحری کھائی ہوئی تھی ناں ذرا شوق سے وہ روزے سے رہا لیکن جب دن کے 2:00 بجے اب روتا ہے بابا مجھے تو بڑی پیاس لگی ہے مجھے تو بڑی بھوک لگی ہے اب بچے کا رونا بچے کا بلکنا بچے کا تڑپنا کیا دیکھا جاتا ہے نہیں تو کیا آپ اس بچے کو پانی پلا دیں گے نہیں۔

اسے لے چلیں گے آؤ میرے بیٹے کو روزہ لگ رہا ہے چلو بھی افطاری کیلئے سامان لے کے آتے ہیں آپ بازار میں پہنچتے ہیں پھل فروٹ کی دوکان پر بھئی میرے بیٹے کا روزہ ہے بھئی یہ چیز بھی دے دو، وہ چیز بھی دے دو میرا بیٹا روزہ افطار کرے گا کتنا مزہ آئے گا سموسوں اور پکوڑوں کی دوکان پر پہنچتے ہیں وہاں سے بھی کچھ نہ کچھ لیا بچے کا دل بہلایا گھنٹہ دو گھنٹے بازار میں گزار کے آئے اور پھر گھر میں آکے بچے کو کھیل کود میں لگا دیا ویسے تو ہر وقت بچے کے پیچھے ڈنڈا لیے پھرتے تھے خبر دار کھیل کے پاس گئے تو، بیٹھ کے پڑھو کتاب کھولو لیکن اب خود باقی بہن بھائیوں کو کہتے ہو کہ ذرا بچے کے ساتھ کھیلو ذرا اس کا دل بہلاؤ تا کہ اس کا دھیان بٹا رہے اور کسی طرح روزہ پورہ کر دے۔

حالانکہ اس کو کھانا کھلا دینا کوئی مشکل کام نہیں ہے، پانی پلا دینا کوئی مشکل کام نہیں ہے ارے یہ تمام چیزیں موجود ہیں دستر خوان سجا ہوا ہے ارے بچے کی بھوک بھی مٹائی جا سکتی ہے اور پیاس بھی بجھائی جا سکتی ہے لیکن نہیں دراصل وجہ یہ ہے کہ کسی طرح اس کا حوصلہ بڑھا کے اس کا روزہ پورا کرا دیں اے لوگو حضرت امام حسینؓ کیلئے یہ مدد آنا تو کوئی بڑی بات نہیں تھی۔اگر ہمارے گھر میں کوئی ایک موت خدانخواستہ ہو جائے ایک نوجوان فوت ہو جائے ہم مدتوں اس کیلئے ترستے ہیں اور تڑپتے ہیں اگر ایک جوان بچہ گھر سے رخصت ہو جائے۔اے لوگو وہاں کتنے دن چراغ نہیں جلتا وہاں پر کتنے دن لوگ بے قرار رہتے ہیں کروٹیں بدلتے ہیں اور نیند آنکھوں سے روٹھی رہتی ہے وہ بہنیں بھائی کیلئے روٹی بچا بچا کے رکھتی ہیں بھائی گیا ہے ناں کہیں آتا ہو گا ماں جو ہے وہ بستر لگا رہی ہے اور باپ کی آنکھیں دروازے کی طرف لگی ہیں میرا لخت جگر وہ نور نظر وہ کب آئے گا اور کب میں اپنی

آنکھوں سے اس کو دیکھ کے اپنی آنکھوں کو سیراب کروں گا۔اے لوگو گھر میں ایک موت ہو جائے ہم سے برداشت نہیں ہوتی مدتوں تڑپتے ہیں لیکن حضرت امام حسینؓ کا حوصلہ دیکھو اس نے کتنے لاشے خود اٹھائے ہیں اور کس طرح قربانی دی ہے۔اگر اللہ کی مدد نہ ہوتی تو حضرت امام حسینؓ ثابت قدم کیسے رہ سکتے تھے یہ تو اللہ کی مدد ہے کہ حضرت امام حسینؓ نے سر نہیں جھکایا ہے۔حضرت امام حسینؓ نے گھٹنے نہیں ٹیکے ہیں حضرت امام حسینؓ نے حق و باطل میں امتیاز باقی رکھا ہے باطل کو نہیں مانا ہے حق کی خاطر جان دی ہے یہ اللہ کی مدد کی بات ہے اگر اللہ کی مدد نہ ہوتو حضرت امام حسینؓ اس امتحان میں پورے نہیں اتر سکتے تھے۔

امام حسینؓ کے مقتل کی مٹی کو خبر رہتی ہے۔

اچھا ایک صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ دراصل امام حسینؓ کو یہ خیال نہیں تھا کہ ان کے ساتھ یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔اگر ان کو ذرا سا خیال ہوتا ناں کہ یہ کچھ ہو جائے گا تو پھر وہ یہ نہ کرتے۔

یارو آپ نے وہ حدیث سنی ہوگی کہ غالباً حضرت ام سلمہؓ کے حوالے سے ہے کہ حضورﷺ بیدار ہوئے اور ام سلمہؓ کو ایک شیشی عطا فرمائی جس کے اندر مٹی ہے اور فرمایا کہ جبرئیل آئے تھے اور جبرئیل نے حسینؓ کی شہادت کی خبر دی ہے۔اور یہ حسینؓ کے مقتل کی مٹی ہے اور یہ نگاہ میں رکھنا جس وقت میرا حسینؓ شہید ہوگا۔اس وقت یہ مٹی خون بن جائے گی۔اور روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ جب امام عالی مقام کی شہادت ہوئی تو واقعتاً وہ مٹی خون بن گئی۔

یارو وہ مٹی شیشی میں بند ہے دور کربلا سے ہزاروں میل کی مسافت پر ہے مدینے میں ہے۔ہزاروں میل کی مسافت پر درمیان میں کوئی Link نہیں ہے کوئی رابطہ نہیں ہے کوئی تعلق نہیں ہے ہزاروں میل کی مسافت پر مٹی کو خبر ہوگئی حضرت امام حسینؓ کے مقتل کی مٹی کو کہ حضرت امام حسینؓ شہید ہوگئے ہیں۔ارے حضرت امام حسینؓ کے مقتل کی مٹی کو خبر رہتی ہے حضرت امام حسینؓ بے خبر کیسے ہو سکتا ہے ارے امام حسینؓ کے مقتل کی مٹی کو خبر رہتی ہے تو حضرت امام حسینؓ خود بے خبر کیسے ہو سکتے ہیں۔

حضرات مکرم ہم رب کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ مولا ہم امام عالی مقام سے محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن ہمیں اس دعوے پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرما۔ہمیں امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ کی سنت کو اپنانے کے قابل بنا۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین

دھنک — صفحہ نمبر

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتو كل عليه و
نعوذ با الله من شر ور انفسنا ومن سيأت اعمالنا من يهده الله فلا
مضلله ومن يضلله فلا هادى له ونشهدان لااله الاالله وحده
لاشريك لـه و نشهد ان سيدنا ونبينا وحبيبنا و كريمنا و رؤفنا
ورحيمنا و مولنا وملجنا وما ونا محمدًا عبده ورسوله امابعد فاعوذ
بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم انا اعطينك
الكوثر فصل الربك وانحر صدق الله مولانا العلى العظيم وصدق
رسوله النبى الكريم الامين ونحن على ذالك لمن الشاهد ين
والشا كرين والحمدلله رب العلمين۔

مسجداوورفلو(Over Flow)

حضرات مکرم ماہ رمضان المبارک ہے۔رب کی رحمتوں کی برسات ہے اوروہ لوگ جو عام دنوں میں مسجدوں میں نہیں آتے ماہ رمضان میں ماشاءاللہ مسجدیں اوورفلو(Over Flow) کررہی ہوتی ہیں۔اسی طرح نیکی کے کاموں کی رغبت ماہ رمضان میں زیادہ ہوتی ہے۔وجہ کیا ہے جیسے باہر کے مما لک میں یورپ میں،امریکہ میں بعض تجارتی ادارے اپنی مصنوعات کوفروغ دینے کیلئے لوگوں کو ارسینٹو(Irsentive) دیتے ہیں۔رغبت دلاتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ بائی ون اینڈ گیٹ ون فری (Buy One & Get One Free) کہ ایک چیز خریدواور دوسری اس کے ساتھ مفت لےلوتولوگ پیچھے بھاگ پڑتے ہیں کہ ایک چیز کے دام میں دو چیزیں مل رہی ہیں تو موقعے سے فائدہ اٹھانا چاہیے وہ ایک کے دام میں دو چیزیں مل رہی ہوتی ہیں اور یہاں ایک کے بدلے میں 70 کا ثواب مل رہا ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ لوگ اس کے پیچھے جاتے ہیں لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ لالچ اچھی چیز ہے یا بری چیز ہے،لالچ بری بلا ہے،بری چیز ہے،ہمیشہ اس کی مذمت ہوتی

ہے۔لیکن وہ لوگ جو کہ ماہ رمضان میں مسجدیں آباد کرتے ہیں اور سارا سال دور رہتے ہیں وہ جو باقی سال میں نیکی کی طرف راغب نہیں ہوتے ماہ رمضان میں نیکی کی طرف آمادہ ہوتے ہیں کیا ان کو کوئی برا کہتا ہے،کیا ان کی کوئی مذمت کرتا ہے کیا کوئی کہتا ہے کہ یہ لالچی ہے دیکھو جب ایک کے سترمل رہے ہیں تو چلے آئے ہیں ویسے تو توفیق نہیں ہوتی پتہ یہ چلا کہ لالچ بری چیز ہے اگر پیسے کا لالچ ہو اگر مال کا لالچ ہو دنیا کا لالچ ہو،عہدے اور منصب کا لالچ ہو تو بری چیز ہے لیکن اگر ثواب کا لالچ ہو اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کا لالچ ہو تو بری چیز نہیں ہے۔

دعائے جبریل علیہ السلام

نبی اکرم ﷺ مسجد نبوی میں منبر پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔منبر پر پہلا قدم رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں آمین۔پھر دوسرا قدم رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں آمین۔پھر تیسرا قدم رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں آمین۔صحابہ اکرام علیہم الرضوان حیران ہیں کہ آمین تو اس وقت کہی جاتی ہے جب دعا کی جائے ۔دعا تو کسی نے کی نہیں دعا کے بغیر آمین کا کیا سوال ہے۔جب بارگاہ رسالت میں استفسار کرتے ہیں تو آقائے دو جہاں ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے میرے صحابہؓ جب میں نے منبر پر پہلا قدم رکھا تو جبریل علیہ السلام نے دعا مانگی کہ وہ شخص ذلیل ورسوا ہو،اس کا خانہ خراب ہو جو ماہ رمضان پائے اوراپنی مغفرت کا سامان نہ کر سکے۔تو میں نے کہا آمین،پھر جبریل علیہ السلام نے دعا مانگی کہ وہ شخص تباہ ہو،اس کی ناک رگڑی جائے جو والدین میں سے کسی ایک کا بھی بڑھاپا پائے اوران کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر پائے۔میں نے کہا،آمین،پھر میں نے تیسرا قدم رکھا اور جبریل علیہ السلام نے دعا مانگی وہ شخص رسوا ہو اس کا خانہ خراب ہو جس کے سامنے آپ کا نام لیا جائے اوروہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے۔میں نے کہا آمین۔

دعا مانگنے والے جبریل علیہ السلام ہوں اوراس پر آمین کہنے والے میرے آقا ﷺ ہوں تو اس کی مقبولیت پر شبہ کرنا صاحب ایمان کا کام تو ہرگز نہیں ہوسکتا۔اس حدیث سے بظاہر یوں محسوس ہوتا

ہے کہ اس دعا سے کچھ لوگوں کی تباہی اور خرابی طلب کی گئی ہے جسے عرف میں بددعا کہتے ہیں۔
گزارش ہے کہ اس حدیث میں کسی کے لئے خرابی یا تباہی مانگی نہیں گئی بلکہ صورت احوال واقعتاً پیش کی گئی ہے۔

یہ دعا ماہ رمضان کے حوالے سے تو بالکل واضح ہے۔ کہ جب اللہ کی رحمت تمہارے دروازے پر دستک دے رہی ہو، رب کائنات تمہیں نوازنے بخشنے اور انعام واکرام سے مالا مال کرنے کے لئے بہانے تخلیق فرما رہا ہو، لیکن پھر بھی تم مغفرت نہ کرا سکو، تمہاری ادنیٰ نیکیاں پھل پھول کر تمہارے سامنے آ رہی ہوں۔ تمہاری کوتاہی عمل رب کی رحمت کے سامنے فراموش کی جا رہی ہو، تمہاری سستی، غفلت اور بے ہمتی کا مداوا (شمار) اس طرح ہو رہا ہو کہ تمہاری ایک نیکی کے بدلے ستر نیکیاں شمار ہو رہی ہوں اور پھر بھی تم محروم رہو۔ پھر بھی بخشش نہ کرا سکو تو اس سے بڑھ کر تباہی اور خستہ حالی کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

یہ بددعا نہیں بلکہ تمہاری حالت زار کا نقشہ کھینچا جا رہا ہے کہ اس ماہ مقدس میں شیطان کو قید کر دیا جائے۔ ہر طرف نیکیوں کا چرچا ہو، قرآن کی تلاوت ہو اور پھر ایک رات ایسی آئے کہ ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل اس ایک رات کی عبادت ہو۔ اور تم پھر بھی نامہ اعمال کی سیاہی نہ دھو سکو، اپنے اچھے اعمال میں اضافہ نہ کروا سکو تو تم سے زیادہ سیاہ بخت اور کون ہو سکتا ہے۔

اگر سابقہ امتوں کی عمریں طویل ہوتی تھیں اگر وہ برس ہا برس عبادت میں، جہاد میں مشغول رہ کر رب کی رضا کا سامان کر سکتے تھے اگر ان کے عرصہ حیات میں وسعت کے باعث رب کی رضا جوئی کے امکانات زیادہ تھے تب بھی تمہارے لئے محرومی نہیں، تمہارے لئے برس ہا برس کی ریاضت وعبادت اور نفس کشی کی بجائے محض ایک رات کی عبادت میں وہ سب اجر وثمر رکھ دیا گیا ہے جس کی کوئی محض خواہش ہی کر سکتا ہے۔ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب اس قدر فرشتے زمین پر اترتے ہیں کہ زمین ان کے لئے تنگ پڑ جاتی ہے (قدر کا ایک معنی تنگی بھی ہے) یہ فرشتوں کا ہجوم اس لیئے آسمان سے اترتا ہے کہ رب کائنات انہیں دکھائے کہ

اے فرشتو یہ وہی میرے بندے ہیں جن کے بارے میں تم نے کہا تھا کہ یہ زمین پر دنگا فساد کریں گے اور خون بہائیں گے۔

اے فرشتو تم نے میرے ان بندوں کا فسق وفجور تو دیکھا، ہوس ملک گیری تو دیکھی، خون کی پیاس تو دیکھی اے فرشتو تم نے میرے ان بندوں کو گناہوں میں غرق ہوتا تو دیکھا سرکشی اور نافرمانی تو دیکھی اب ذرا ان کی عبادت وریاضت بھی دیکھو۔

اے فرشتو رات جو میں نے آرام کیلئے بنائی ہے رات میں میرے ان بندوں کا خشوع وخضوع بھی دیکھو دن بھر بھوکا پیاسا رہ کر روزہ رکھنے کے بعد بستر کی طلب سے کنارہ کشی بھی دیکھو بلکہ وہ عبادت دیکھو جو تم فرشتے ہو کر نہیں کر سکتے۔

اے ملائکہ تم تو ملائکہ ہو، تم تو فرشتے ہو، کھانے پینے سے بے نیاز ہو، میرے بندوں کا خود بھوکا پیاسا رہ کر دوسروں کی بھوک مٹانے کا جذبہ بھی دیکھو

تم فرشتے ہو، گناہوں سے پاک ہو اب ان گنہگار بندوں کو اپنے کیے پر نادم اور اپنے گناہوں پر اشکبار ہوتے بھی دیکھو۔ تم فرشتے ہو، نیند کی طلب سے بالاتر ہو میرے ان بندوں کو نیند آرام قربان کر کے میری بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے بھی دیکھو یہ میرے گنہگار بندوں کی ہچکیاں، سسکیاں، ان کے آنسو، یہ آہ وفغاں، میرے قہر وغضب سے ڈرنے اور میری رحمت سے آس امید کی ادا، مجھے جتنی پیاری ہے۔

اے فرشتو تمہیں کیا معلوم ایک بچہ شرارت کر کے ماں سے تھپڑ کھاتا ہے۔ اس مجسم رحمت وشفقت کے ہاتھوں یہ سزا۔۔۔ بچہ پہلے حیرت زدہ ہوتا ہے۔ پھر اسی ماں کی گود میں منہ چھپا کر آنسو بہاتا ہے اور اپنے آنسوؤں سے مامتا کے جذبے کو ابھارتا ہے

میں تو اپنے بندوں سے ایک ماں کی نسبت ستر گناہ زیادہ محبت فرماتا ہوں جب میرا کوئی بندہ میری بارگاہ میں سر جھکا کر جھولی پھیلا کر میری رحمت مانگتا ہے اور اپنی خطاؤں کی معافی طلب کرتا ہے۔ تو میرے بندے کی یہ ادا مجھے جتنی پسند آتی ہے

اے فرشتو تمہیں کیا معلوم جب رب کائنات اپنے بندوں کو یوں نوازنا چاہے مغفرت اور بخشش کے
بہانے تخلیق فرمادے اور بندہ پھر بھی اللہ کی رحمتوں سے جھولی نہ بھر سکے اور گناہ بخشوانے کا سامان نہ
کرسکے تو اب اس کے لیئے اس سے بڑھ کر اور بدبختی اور محروم القسمتی کیا ہو سکتی ہے۔

فضائل کوثر

حضرات میں نے خطبے میں صحیفۂ انقلاب کی آیات بینات سے جو آیت کریمہ تلاوت کرنے کا
شرف حاصل کیا اس کے مفہوم و معنی یہ ہیں۔رب کائنات نے گویا یہ فرمایا **انا اعطینک
الکوثر** اے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا فرمائی ہے کوثر سے کیا مراد ہے مفسرین
سے پوچھیئے وہ بتاتے ہیں کوثر سے مراد ہے خیر کثیر کوثر سے مراد ہے دونوں جہانوں کی بھلائی کوثر سے
مراد وہ حوض کوثر بھی ہے جو جنت میں ہے ٹھیک ہے ناں۔ارے کوثر دونوں جہانوں کی بھلائی ہے کوثر
خیر کثیر ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو کوثر عطا فرمادی اپنی نعمتیں اپنے محبوب ﷺ پر تمام
کردیں دونوں جہانوں کی بھلائی اپنے محبوب ﷺ کی جھولی میں رکھ دی یہ کہنے کے بعد کیا فرمایا
فصل لربک وانحر پس آپ نماز پڑھیئے اور قربانی دیجئے بڑا عجیب وغریب انداز ہے
اچھا آپ نماز پڑھتے ہیں میں آپ سے کہوں بھئی نماز پڑھا کریں اس کا کیا مطلب ہوگا۔

اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے آپ نماز میں ڈنڈی مار جاتے ہیں ویسے تو سبحان اللہ ہم تو ڈنڈا مار
جاتے ہیں ہماری تو بات ہی ایسی ہے جب میں کسی سے یہ کہوں کہ مہربانی کر کے نماز پڑھا کیجئے تو
اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جناب آپ پہلے نماز کے اندر گڑ بڑ کر جاتے ہیں نماز سے جی چرا لیتے ہیں
نماز چھوڑ دیتے ہیں نماز نہیں پڑھتے مہربانی کر کے نماز پڑھا کریں

اور اگر میں کسی ایسے شخص کو نماز پڑھنے کا کہوں جو پہلے سے نماز پڑھتا ہو نمازی ہو پرہیزگار ہو اور میں
اس سے کہوں کہ آپ نماز پڑھیں تو وہ کہے گا حضرت، اللہ کے حکم سے فضل سے مجھے نماز پڑھنے کی
پہلے سے ہی توفیق ہے میں نماز پنجگانہ ادا کرتا ہوں میں تو مسجد میں امامت کرتا ہوں پڑھتا بھی ہوں

اور پڑھاتا بھی ہوں مجھے آپ کوئی اور نصیحت کیجئے میں اس پر عمل کروں گا ٹھیک ہے ناں۔اللہ فرماتا
ہے اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمادی پس آپ نماز پڑھیئے اور قربانی دیجئے ارے نماز
پڑھنے کا حکم تو اس کو دینا چاہئے جو پہلے نماز نہ پڑھتا ہو، اور قربانی کا حکم تو اسے دینا چاہیے جو پہلے
قربانی سے گریز کرتا ہو کیا سرکار دو عالم ﷺ کے بارے یہ تصور ذہن قبول کرتا ہے لیکن پھر بھی اللہ
فرماتا ہے اے محبوب ﷺ آپ نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے کیا مسئلہ ہے

یارو اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر اپنے محبوب ﷺ کے پردے میں ہم سے خطاب فرمایا ہے اور یہ
فرمایا کہ اے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو پہلے فرمایا کہ ہم نے آپ ﷺ کو، کوثر عطا فرمادی
ہم نے دونوں جہانوں کی بھلائی آپ ﷺ کے دامن میں رکھ دی اپنی نعمتیں آپ ﷺ پر تمام کر
دیں۔اے محبوب ﷺ آپ ﷺ کو سب کچھ عطا فرمادیا جس کو سب کچھ عطا فرمادیا جس کو سب
کچھ دے دیا اس کو بھی نماز پڑھنی ہے اور جس نے ہر وقت ہاتھ پھیلانے ہیں بھئی ہم نے ہر وقت
ہاتھ پھیلانے ہیں یا نہیں کبھی صحت وسلامتی مانگنی ہے، کبھی ہم نے اس سے رزق میں فراخی مانگنی ہے
کبھی کاروبار میں ترقی مانگنی ہے کبھی بڑھاپے کی بیساکھی مانگنی ہے، کبھی اولاد کے لیئے روشن مستقبل
مانگنا ہے کبھی عزت مانگنی ہے نام ونمود مانگنا ہے مال و ملال مانگنا ہے دولت وثروت مانگنی ہے عالی
شان محلات مانگنے ہیں عالی شان پوشاک مانگنی ہے ارے ہماری خواہشوں کی کوئی حد ہے

ہزاروں خواہشیں ایسی ہیں کہ ہر خواہش پہ دم نکلے ہم نے تو اس کے سامنے ہر وقت ہاتھ پھیلانے
ہیں ہر وقت سوال کرنے ہیں ہر وقت مانگنا ہے طلب کرنا ہے۔اللہ نے گویا یہ فرمایا کہ اے میرے
محبوب ﷺ جس کو سب کچھ دے دیا اس کو بھی حکم ہے وہ بھی نماز پڑھے اور وہ بھی قربانی دے تو
جس نے ہر وقت سوال کرنا ہے وہ نماز اور قربانی سے گریز کیسے کرسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب
ﷺ کے پردے میں ہم کو حکم دیا ہے کہ اے میرے بندو نماز پڑھا کرو اور قربانی دیا کرو۔

مقصد تخلیق انسان

حضرات مکرم آخر میں صرف اتنا کہہ کے میں آپ سے پھر اجازت طلب کروں کہ دیکھئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں کس لیے پیدا فرمایا **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** اللہ نے ہمیں پیدا فرمایا اپنی عبادت کیلئے اپنی معرفت کیلئے

یارو یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ جو چیز جس مقصد کیلئے بنائی جاتی ہے اگر وہ مقصد پورا نہ کرے تو اس کو پھینک دیا جاتا ہے۔ آپ پھل لے کے آئیں بازار سے کھانے کیلئے اگر وہ گل سڑ جائیں تو اسے سنبھال کے نہیں رکھیں گے خواہ وہ قیمتی ہوں خواہ اس پر کتنا پیسہ لگا ہو خواہ آپ نے جیب کاٹ کے اور پیٹ کاٹ کے وہ پھل خریدے ہوں لیکن اس کے باوجود اگر گل سڑ گئے ہوں تو اسے کھائیں گے نہیں اسے حفاظت سے بھی نہیں رکھیں گے اسے پھینک دیں گے کپڑا ہے ستر پوشی کیلئے پہننے کیلئے اگر ستر پوشی کے قابل نہیں رہا تو اسے پھینک دیا جائے گا قلم ہے لکھنے کیلئے اگر لکھنے کے قابل نہیں رہا اسے ضائع کر دیا جائے گا جو چیز جس مقصد کیلئے ہوتی ہے اگر وہ مقصد پورا نہ کرے تو اسے ضائع کر دیا جاتا ہے اسے پھینک دیا جاتا ہے

اللہ نے ہمیں پیدا فرمایا اپنی عبادت کیلئے اپنی معرفت کیلئے اگر ہم اس سے لو نہ لگائیں اگر اس کے نام کی مالا نہ جپیں اگر اس کی دہلیز پر جبیں سائی نہ کریں اگر اس کی چوکھٹ پہ ماتھا نہ رگڑیں اگر اس کے سامنے سجدہ ریز نہ ہوں تو ہم کچھ بھی کرتے ہیں۔ لیکن پھر ہم نے اپنے مقصد تخلیق کو پورا نہیں کیا اور جو چیز اپنے مقصد تخلیق کو پورا نہ کرے اس کو ضائع کر دیا جاتا ہے اسے پھینک دیا جاتا ہے اگر ہم نے بھی اس کی عبادت نہ کی اس کی معرفت حاصل نہ کی تو ہمیں بھی ضائع کر دیا جائے گا ہمیں بھی پھینک دیا جائے گا اور جہاں پھینکا جائے گا۔ اور جس جگہ پھینکا جائے گا اس جگہ کو جہنم کہتے ہیں۔

﴿وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین﴾

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتو كل عليه و نعوذ با الله من شر ور انفسنا ومن سياٰت اعمالنا من يهده الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادى له ونشهدان لااله الاالله وحده لاشريك لـه و نشهد ان سيدنا ونبينا وحبيبنا و كريمنا و رؤفنا ورحيمنا و مولنا وملجنا وما ونا محمدًا عبده ورسوله امابعد فاعوذ باالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم صراط الذين انعمت عليهم صدق الله مولانا العلى العظيم وصدق رسوله النبى الكريم الامين ونحن على ذالك لمن الشاهد ين والشا كرين والحمدلله رب العلمين۔

واجب التعظیم لائق صد تحریم علماء ومشائخ مہمانان گرامی ثناء خوانان مصطفی ﷺ اور مکرم ومعزز حاضرین محفل رتہ ٹبہ کی سرزمین پر سیلاب رنگ ونور ہے میرے آقا ﷺ کی مدح سرائی کی محفل ہے میں اپنی گفتگو کے آغاز سے پہلے ایک معذرت کرتا چلوں مولانا خادم حسین سعیدی صاحب چونکہ سعیدی ہیں میرے والد گرامیؒ کے مرید ہیں ظاہر ہے ہر مرید کو اپنے مرشد کی تعریف کا شوق بھی ہے اور حق بھی ہے لیکن میں عرض کروں گا کہ جو محفل محبوب رب کائنات کی مدح سرائی کیلئے سجائی جائے اس میں کسی اور کی تعریف کرنے کا حق نہیں بنتا اس لیئے جو کچھ بھی انہوں نے کہا ان کی طرف سے میں معذرت خواں ہوں۔

حضرات مکرم یہ میرے آقا کریم ﷺ کی محفل ہے اور ہم سب غلامانہ حاضر ہیں ہمارا اعتقاد اور ایمان ہے کہ جس کی اس بارگاہ سے جتنی مضبوط نسبت ہوگی وہ اسی قدر اس سیلاب رنگ ونور سے جھولی بھر کے جائے گا۔

حضرات محترم مجھے یاد پڑتا ہے غالباً ایک سال پیشتر یہیں آپ کے شہر میں محفل نعت سجانے کا اہتمام تھا اور مجھ سے بھی وعدہ تھا۔ اور پتہ چلا کہ دین اور مذہب کے نام پر تخریب کاری اور دہشت گردی

نے جو اسلام کے خوبصورت چہرے کو دھندلا دیا تھا تو ایسے میں زبان بندی کی صورت نکلتی تھی اور وہ محفل بھی ملتوی ہوئی تھی یارو دین کے نام پر جو نفرتیں پھیلانے والے ہیں ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا کہنا تو یہ ہے کہ

دشمنوں سے بھی اچھا برتاؤ دشمنی کو دبا ہی دیتا ہے

گرم کتنا ہی کیوں نہ ہو پانی آگ کو تو بجھا ہی دیتا ہے

اس لیئے ہمیں تو محبتوں کے زمزمے بکھیرنے ہیں اور ہمیں آقا کریم ﷺ سے اپنی غلامی کے اعتراف واقرار میں اپنی نجات کی راہیں تلاش کرنا ہیں محفل نعت ہے میں اسی مناسبت سے اپنی گفتگو کا آغاز کرتا ہوں شاعر کہتا ہے۔

ان کی محفل کے آداب کچھ اور ہیں

لب کشائی کی جرأت مناسب نہیں

شاعر گویا کہہ رہا ہے کہ آقا کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض مدعا کرنا ہو حال دل بیان کرنا ہو تو ہونٹ ہلانا ضروری نہیں اور زبان سے بات کرنا لازمی نہیں ہے۔

ن کی محفل کے آداب کچھ اور ہیں

لب کشائی کی جرأت مناسب نہیں

ان کی سرکار میں التجاء کیلئے

جنبش لب نہیں چشم تر چاہیے

کہ ہونٹ تو جھوٹ بھی بولتے ہیں لیکن آنسو تو جھوٹ نہیں بولتے اس لیئے آقا کریم ﷺ کی بارگاہ میں جو کہنا ہے وہ آنسوؤں کی زبان سے کہو

اپنی روئیداد غم میں سناؤں کسے

میرے غم کو کوئی اور سمجھے گا کیا

شاعر گویہ یہ کہہ رہا ہے کہ اپنی داستان غم ہر ایک کو تو نہیں سنائی جاتی اور یہ دکھڑے ہر ایک کے سامنے

تو نہیں روئے جاتے اور آنسو ہر ایک کے کندھے پہ سر رکھ کر تو نہیں بہائے جاتے اور زخم ہر ایک کو تو نہیں دکھائے جاتے آنسو اس کے سامنے بہائے جاتے ہیں جو آنسو پونچھنے کا ہنر جانتا ہو اور زخم اسی کو دکھائے جاتے ہیں جو مرہم رکھنے کا فن جانتا ہو

خاک شفاء

اپنی روئیداد غم میں سناؤں کسے

میرے غم کو کوئی اور سمجھے گا کیا

جس کی خاک قدم بھی ہے خاک شفاء

میرے زخموں کو وہ چارہ گر چاہیے

خاک شفاء کے حوالے سے عرض کرتا چلوں میں کسی کو گالی نہیں دے رہا میں کسی پر تنقید بھی نہیں کر رہا میرے والد گرامی کا فرمان ہے کہ آدمی گالی اس وقت دیتا ہے جب اس کے پاس دلیل ختم ہو جائے جب دلیل نہ رہے پھر آستینیں چڑھا کے گالیاں دینے پہ اتر آتا ہے اس لیئے میں کسی کو گالی نہیں دے رہا تنقید نہیں کر رہا باتیں نہیں بنا رہا صرف ایک سیدھی سادھی حقیقت ظاہر کر رہا ہوں کچھ لوگ وہ ہیں جو میرے آقا کریم ﷺ کی عظمت وشان کو مقام و مرتبے کو اس انداز سے نہیں مانتے جس طرح ہم اہل سنت ہم درود وسلام پڑھنے والے ہم یارسول اللہ ﷺ کہنے والے مانتے ہیں کچھ لوگ اس طرح آقا ﷺ کی عظمت وشان کو نہیں مانتے جس طرح ہم اہل سنت مانتے ہیں لیکن جب مقام مقدسہ کا ذکر آتا ہے ذکر اسی انداز سے کرتے ہیں **مکة المکرمه مدینة المنوره** یارو کبھی موقع ملے تو ان سے پوچھنا مدینے کو منور مانتے ہو اور جس کے نور سے مدینہ منور ہوا ہے اسے نور نہیں مانتے یارو مدینہ ہمیشہ سے تو منور نہیں تھا یہ تو میرے آقا ﷺ کے نور سے منور ہوا ہے عجیب لوگ ہیں جو کہتے ہیں سمجھتے نہیں

یارو مدینہ ہمیشہ سے منور نہیں تھا اس کا نام تو یثرب تھا اس جگہ کی مٹی سے وبائیں پھوٹتی تھیں بیماریاں

جنم لیتی تھیں میرے آقا ﷺ نے بھی کچھ صحابہ کو پہلے ہجرت کے لیئے روانہ کیا اور جب
خود مدینہ میں جلوہ فگن ہوئے۔ تو وہ صحابی جو پہلے آئے ہوئے ہیں ان کو دیکھا بیمار ہیں علیل ہیں
صاحب فراش ہیں نحیف و نظار ہیں میرے آقا ﷺ نے پوچھا ان کو کیا ہوا عرض کی سرکار ﷺ
یہاں کی مٹی کا اثر ہے اس مٹی سے بیماریاں جنم لیتی ہیں اس مٹی سے وبائیں پھوٹتی ہیں۔
میرے آقا کریم ﷺ نے رب کی بارگاہ میں جھولی پھیلا دی مولا یہاں کی مٹی سے بیماریاں پیدا
ہوتی ہوں گی پر اب تو میں یہاں پہ آ گیا ہوں ناں، مولا اب میرے قدم اس زمین کو لگے ہیں ناں۔
ان کی لاج رکھ لے اور آج کے بعد غبار مدینہ کو خاک شفاء بنا دے یارو مدینہ ہمیشہ سے تو منور نہیں تھا
وہ میرے آقا ﷺ کے نور سے منور ہوا ہے عجیب لوگ ہیں مدینہ کو نور مانتے ہیں آقا کریم ﷺ کو نور
نہیں مانتے ذہن اور زبان کے درمیان رشتہ نہیں ہے جو کہتے ہیں سمجھتے نہیں۔

دوستی کے نام پر دھبہ

اس کی ایک مثال اور دیتا چلوں کہتے ہیں اللہ کے ولی کچھ نہیں کر سکتے یاروان بیچاروں کو اتنا معلوم
نہیں کہ ولی کہتے کسے ہیں ولی کہتے ہیں دوست کو، ولی کہتے ہیں محبوب کو، کہتے ہیں اللہ کے ولی کچھ
نہیں کر سکتے بھئی کیوں نہیں کر سکتے میں آپ سے پوچھتا ہوں ڈاکٹر ثاقب خورشید سے بڑی
معذرت کے ساتھ اگر خدانخواستہ یہاں کوئی پرویز مشرف کا دوست موجود ہو تو کیا خیال ہے وہ کچھ کر
سکے گا یا نہیں اگر کسی کو کوئی شک و شبہ ہے تو اس سے پنگا لے کے دیکھ لے پتہ چل جائے گا یارو پرویز
مشرف کا دوست تو بہت کچھ کر سکے اور جو اللہ کا دوست ہے وہ کچھ بھی نہ کر سکے یہ اس سے دوستی کے
نام پہ دھبہ نہیں ہے تو کیا ہے ماننا پڑھے گا جہاں پرویز مشرف کی حکومت ہے وہاں اس کے دوستوں
کا بس چلتا ہے پھر یارو جہاں اللہ کی حکومت ہے وہاں اس کے دوستوں کا بھی بس چلتا ہے عجیب
لوگ ہیں جو کہتے ہیں سمجھتے نہیں۔

غائب دان نبی ﷺ

ایک مثال اور عرض کرتا چلوں کہتے ہیں نبی کریم ﷺ کو غیب کا علم نہیں وہ کیا کہتے ہیں اپنی بولی میں
ان شہدوں کو یہ علم نہیں کہ نبیؐ کا مطلب کیا ہے نبیؐ کہتے ہیں اس ہستی کو جو غیب کی خبر دے یہ لفظ نبیؐ کا
مفہوم ہے یہ لفظ نبیؐ کا مطلب ہے جو غیب کی خبر دے اسے نبی کہتے ہیں اور وہ کہتے ہیں نبیؐ کو غیب
کا علم نہیں یہ تو بالکل ایسی بات ہے کوئی بندہ آپ کے پاس آئے اور کہے کہ وہ جو فلاں آدمی ہے وہ
جو بڑا حسین و جمیل ہے وجیہہ و شکیل ہے جاذب نظر ہے پر کشش ہے وہ جو بہت خوبصورت ہے اس
کی تو بڑی بھیڑی شکل ہے وہ تو دیکھنے کے قابل نہیں کوئی کہے کہ وہ جو عابد ہے زاہد ہے شب بیدار
ہے روزہ دار ہے نیکو کار ہے پرہیز گار ہے وہ تو پرلے درجے کا فاسق ہے فاجر ہے گنہگار ہے خطا
کار ہے کوئی کہے کہ وہ جو سخی ہے فیاض ہے جس کی سخاوت کے ڈنکے پیٹتے ہیں وہ تو پرلے درجے کا
کنجوس ہے مکھی چوس ہے

یارو آپ کہیں گے عجیب بات کرتے ہو بھئی اگر وہ خوبصورت ہے تو بدصورت کیسے ہو سکتا ہے اور اگر
بدصورت ہے تو خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے اگر وہ سخی ہے تو کنجوس کیسے ہو سکتا ہے اور اگر کنجوس ہے تو
سخی کیسے ہو سکتا ہے اور اگر نیکو کار ہے تو بدکار کیسے ہو سکتا ہے اور اگر بدکار ہے تو نیکو کار کیسے ہو سکتا ہے
اگر نبیؐ ہے تو غیب سے بے خبر کیسے ہو سکتا ہے اور اگر بے خبر ہے تو نبیؐ کیسے ہو سکتا ہے

اچھا مجھے پتہ نہیں چلتا کہ لوگوں نے نبی پاک ﷺ کے علم کو ایک متنازعہ مسئلہ کیوں بنا دیا ہے وجہ کیا
ہے غور کریں۔ اچھا یہ بتاؤ اللہ کے فضل سے سب مسلمان ہو اللہ کو مانتے ہو کبھی اللہ میاں سے ملاقات
ہوئی آپ کی کبھی نہیں ہوئی کبھی نہیں دیکھا اچھا چلو ڈائریکٹ (Direct) نہیں دیکھا کبھی ٹیلی
ویژن پر ریڈیو پر خطاب سنا ہو عزیز ہم وطنو نہیں تو نہیں دیکھا اللہ کو لیکن مانتے تو ہو تسلیم تو کرتے ہوں
ماننا پڑے گا تسلیم کرنا پڑے گا اللہ ہے تو سہی اچھا کبھی فرشتوں کی زیارت ہوئی ہے کبھی آپ کا وفد گیا
ہو ڈیلی گیشن (Deligation) گیا ہو نیگوشی ایشنز (Negoshiations) کے لیئے باہمی

دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کرنے کیلئے فرشتوں سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی لیکن مانتے تو ہو فرشتے ہیں تو سہی اچھا کبھی جنت کی سیر کی ہے کبھی سوچا ہے یار موسم بڑا اچھا ہے چلو پکنک (Picnic) منانے جنت چلتے ہیں کبھی نہیں لیکن مانتے ہو کہ جنت ہے تو سہی اچھا کبھی جہنم دیکھی ہے اللہ نہ دکھائے کبھی سوچا ہو یار سردی بہت ہے سردی بہت بڑھ رہی ہے آگ تاپنے جہنم چلتے ہیں کبھی نہیں اچھا کبھی جبریلؑ وحی لے کے تمہارے پاس آئے ہیں کبھی نہیں آئے میرا خیال ہے کبھی آئیں گے بھی نہیں اچھا قرآن کو اللہ کا کلام مانتے ہو کہ نہیں بے شک مانتے ہیں اچھا قیامت تو ابھی نہیں آئی ہم نے نہیں دیکھی لیکن کیا خیال ہے آئے گی کہ نہیں آئے گی۔

ضرور آئے گی اے لوگو ذرا سوچو خدا کو نہیں دیکھا لیکن مانتے ہو فرشتوں کو نہیں دیکھا مگر مانتے ہو جنت و دوزخ کو نہیں دیکھا مگر مانتے ہو قیامت کو نہیں دیکھا مگر مانتے ہو ارے کیوں مانتے ہو کوئی دلیل تو ہونی چاہیے بھئی یہ زمانہ ہے عقل و دانش مندی کا فہم و فراست کا سائنس و ٹیکنالوجی (Science & Technology) کا ہم کمپیوٹر ایج (Computer Edge) میں سانس لے رہے ہیں انسان چاند پر فتح و نصرت کے پھریرے لہرا رہا ہے اور ستاروں پر کمندیں ڈالتا ہے اور سائنس اپنی ترقی کی انتہا پہ ہے تو جو بھی مانو گے دلیل سے مانو گے عقل سے مانو گے ذہن سے مانو گے اے لوگو ان تمام چیزوں کو جانتے ہو مجھے بتاؤ تمہارے پلے دلیل کیا ہے زبان رسالت ﷺ کے سوا کوئی دلیل ہو تو پیش کرو ممکن ہے کوئی ذہین شخص کہے میں قرآن پیش کرتا ہوں بے شک قرآن کو تو ماننا ہی پڑے گا نہیں مانیں گے تو مسلمان کیسے ہونگے

لیکن اے لوگو قرآن تو خود منتظر ہے زبان رسالت ﷺ کا نبی پاک ﷺ بتائیں کہ یہ قرآن ہے تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہ قرآن ہے اے لوگو ذرا غور کرو نبی کریم ﷺ خبر دیتے ہیں کہ اللہ ایک ہے تو ہم مانتے ہیں نبی کریم ﷺ خبر دیتے ہیں کہ جنت و دوزخ ہے تو ہم مانتے ہیں نبی کریم ﷺ خبر دیتے ہیں کہ فرشتوں کا وجود ہے تو ہم مانتے ہیں نبی پاک ﷺ خبر دیتے ہیں کہ قیامت آئے گی تو ہم مانتے ہیں اے لوگو جس ہستی کی دی ہوئی خبر پر تمہارے ایمان کا دارو مدار ہے اسی کو بے خبر

مانتے ہو اور اگر وہ بے خبر ہے تو پھر تمہارے ایمان کا اعتبار کیا اگر بے خبر کے کہنے پہ اللہ کو مانو گے تمہارے ایمان کو کون مانے گا ہم نبی پاک ﷺ کے علم کو اس لیئے نہیں مانتے کہ ہمیں سرکار دو عالم ﷺ کی عظمت ثابت کرنی ہے ارے ہماری حیثیت کیا ہے ہماری اوقات کیا ہے جو ہم سرکار دو عالم ﷺ کی عظمت ثابت کریں ہم سرکار دو عالم ﷺ کا علم مانتے ہیں تو اس لیئے کہ ہمارے ایمان کا اعتبار ہو جائے۔

اے غیب کی خبریں دینے والے

ایک مثال اور عرض کرتا چلوں وہ اس لیے کہ میں اس لیے زیادہ مثالیں پیش کر رہا ہوں کہیں ایسا نہ ہو لوگ کہیں کہ جس طرح مکھی زخم پہ بیٹھتی ہے ایک آدھ مثال کہیں سے ڈھونڈ کے لے آئے اگر آپ چاہیں تو مسلسل اسی بات پہ تقریر ہوتی رہے لیکن چونکہ مجھے اپنا مفہوم و مدعا اپنے انداز سے پیش نظر کرنا ہے اس لیئے صرف ایک بات اور عرض کرتا چلوں

یار و اگر میں آپ کے سامنے ذکر کروں حضرت جعفرؑ کا تو آپ سوچنے لگیں گے کہ پتہ نہیں کہ کس ہستی کا ذکر ہے حضرت امام جعفر صادقؑ کا ذکر ہے یا کوئی اور بزرگ ہیں یا حضرت جعفر طیارؓ ہیں اگر میں حضرت جعفر طیارؓ کا ذکر کرنا چاہوں تو جب تک ان کے ساتھ طیار کا سابقہ نہ بولوں طیار کا لفظ ان کے نام کے ساتھ نہ بولوں لوگ نہیں پہچانیں گے کہ کس ہستی کا ذکر ہے جب بتاؤں کہ حضرت جعفر طیار کا ذکر ہے تو پھر پتہ چلے گا کہ مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰؓ کے بھائی کا ذکر ہے۔

طیار آپؓ کا لقب ہے آپؓ کی پہچان ہے یہ آپؓ کی شناخت ہے صرف ہم اہل سنت کے نزدیک نہیں بلکہ کسی بھی مسلک کسی بھی فرقے کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا ہو ہر ایک حضرت جعفر طیارؓ کا ذکر کرتا ہے تو ان کی پہچان اور شناخت کیلئے طیار کا لقب ساتھ بولا جاتا ہے اچھا طیار کا کیا مطلب ہے یہ ط سے ہے ت سے نہیں ہے یہ تو آپ کو معلوم ہے طیارہ کہتے ہیں ہوائی جہاز کو تو طیار علماء جانتے ہیں مبالغے کا صیغہ ہے بہت زیادہ اڑنے والا حضرت جعفرؓ کو طیار بہت زیادہ اڑنے والا

کیوں کہتے تھے کیا آپؓ کسی ہوائی جہاز کے پائیلٹ تھے ظاہر ہے اس زمانے میں جہازوں کا وجود
تو نہیں تھا تو کیا آپؓ کے پاس کوئی اڑھن کھٹولا تھا دنیا جانتی ہے اڑھن کھٹولا تو قصوں کہانیوں کی چیز
ہے اس میں کوئی حقیقت نہیں تو پھر بھی کہتے ہیں بہت زیادہ اڑنے والے کیا آپؓ کوئی پری زاد
تھے آپؓ کے پر تھے کہیں جانا ہوتا تھا اڑ کے جاتے تھے نہیں وہ بظاہر ہماری طرح انسان تھے کوئی پری
زاد نہیں تھے پھر آپؓ کو طیار کیوں کہتے ہیں یار و علماء تو جانتے ہیں جو مجھ جیسے ہیں۔ ان کو ذرا بتاتا
چلوں کہ آپؓ کو یہ لقب ملا آپؓ کی شہادت کے بعد جب آپؓ دنیا میں جلوہ فگن تھے جب آپؓ
روح زمین پہ تشریف فرما تھے اس وقت آپؓ کو کوئی طیار نہیں کہتا تھا اس وقت آپؓ کو کوئی اڑنے
والا نہیں کہتا تھا

طیار کا لقب ملا آپؓ کو آپؓ کی شہادت کے بعد کیوں ملا بات یہ ہے کہ میرے آقا کریم ﷺ
تشریف فرما ہیں مدینہ منورہ میں اپنے صحابیوںؓ کے جھرمٹ میں اور سینکڑوں ہزاروں میل مدینہ منورہ
سے دور مسلمانوں اور کافروں کے درمیان معرکہ برپا ہے جنگ ہو رہی ہے میرے آقا کریم ﷺ
مدینہ منورہ میں بیٹھ کر اس جنگ کا حال اپنے صحابیوںؓ کو بتا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے
میرے صحابیوؓ مسلمانوں کے امیر کو کافروں نے شہید کر دیا ہے اب مسلمانوں کی فوج کا علم آیا ہے
جعفرؓ کے ہاتھ میں اور اب کافروں نے حملہ کیا اور انہوں نے حضرت جعفرؓ کا بازو کاٹ دیا ہے لیکن
جعفرؓ نے علم گرنے نہیں دیا ہے بلکہ دوسرے ہاتھ میں تھام لیا ہے پھر میرے آقا ﷺ نے فرمایا کہ
اب کافروں نے جعفرؓ کا دوسرا ہاتھ بھی قلم کر دیا ہے لیکن جعفرؓ نے علم اب بھی گرنے نہیں دیا بلکہ
گردن اور جسم کے سہارے پکڑ لیا ہے پھر میرے آقا ﷺ نے خبر دی اب ظالموں نے جعفرؓ کو
شہید کر دیا ہے آخر علی المرتضیٰؓ کے بھائی ہیں ابو طالب کے فرزند ہیں۔

میرے آقا ﷺ سے تعلق ہے ناطہ ہے رشتہ داری ہے آقا ﷺ گریہ فرماتے ہیں اشکبار ہوتے
ہیں اور دعا مانگ کر اپنے صحابیوںؓ کو بتاتے ہیں کہ جعفرؓ تو جنت میں پہنچ گئے ہیں اور کافروں نے
ان کے بازو کاٹ دیئے تھے ناں تو اللہ تعالیٰ نے ان کٹے ہوئے بازوؤں کی جگہ جعفرؓ کو پر عطا

فرمائے ہیں اور وہ جنت کی فضاؤں میں اڑ رہے ہیں پرواز کر رہے ہیں لطف اندوز ہو رہے ہیں۔
اٹکھیلیاں کر رہے ہیں جب میرے آقا ﷺ نے بتایا کہ جعفرؓ جنت میں اڑ رہے ہیں تو پھر صحابہ
اکرامؓ نے ان کو طیارؓ کہنا شروع کیا پہلے ان کو کوئی طیار نہیں کہتا تھا۔ یہ لقب آپؓ کی شہادت کے
بعد آپؓ کو ملا اب کوئی کسی مسلک سے ہو کسی فرقے سے ہو کسی نظریے کا حامی ہو کسی فرقے کا
پیروکار ہو جعفرؓ کو طیار سب مانتے ہیں لیکن یارو کبھی موقع ملے تو ان سے پوچھنا کہ جعفرؓ کو طیار
مانتے ہو اور نگاہ نبوت کو نہیں مانتے بھئی جنت میں دیکھ کر بتا رہے ہیں اس لیئے حضرت جعفرؓ کو طیار
کہتے ہیں اور دوسری طرف کہتے ہو پیٹھ پیچھے کی خبر نہیں ہے دیوار کے دوسری طرف کا علم نہیں
ہے۔ یار لوگ جو کہتے ہیں وہ سمجھتے نہیں۔

حقیقت محمدی ﷺ

اپنی روئیداد غم میں سناؤں کسے
میرے غم کو کوئی اور سمجھے گا کیا
جس کی خاک قدم بھی ہے خاک شفاء
میرے زخموں کو وہ چارہ گر چاہیے
اور میں گدائے درشاہ کونین ہوں
شیش محلوں کی مجھ کو تمنا نہیں

شاعر گویا یہ کہتا ہے کہ آقا ﷺ میں یہ دعوہ تو نہیں کر سکتا کہ میں آپ ﷺ کی عظمت و شان سے
پوری طرح واقف ہوں میری اوقات ہی کیا ہے۔ میری حیثیت ہی کیا ہے کہ میں آپ ﷺ کی
عظمت و شان سے پوری طرح آشنائی کا دعویٰ کر سکوں وہ اس لیئے کہ میرے آقا ﷺ کی حقیقت
وہ ہے جسے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا یارو یہ میرا جوش خطابت نہیں ہے یہ میرا زور بیاں نہیں ہے یہ
رنگ امیزی نہیں ہے یہ مبالغہ آرائی نہیں ہے یہ خیال و گمان کا ضیان نہیں ہے ارے یہ وہ حقیقت

ہے۔جس کا اظہار زبان رسالت ﷺ سے ہو رہا ہے۔ **یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقتا غیر ربی** اے ابوبکر تو نے میرے ساتھ زندگی گزاری ہے میرے شب و روز کو دیکھا ہے لیل و نہار کو دیکھا ہے میری سیرت اور میرے کردار کو دیکھا ہے میرے عادات و اطوار کو دیکھا ہے میرے ظاہر کو دیکھا ہے اپنی بساط کے مطابق میرے باطن کو دیکھا ہے میری بشریت کو دیکھا ہے اور اپنی حیثیت کے مطابق میری نورانیت کو دیکھا ہے لیکن صدیقؓ کہیں یہ نا سمجھ بیٹھنا کہ تم میری حقیقت سے واقف ہو گئے ہو نہیں نہیں ارے نہیں **لم یعرفنی حقیقتا غیر ربی** میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا شاعر کہتا ہے کہ آقا ﷺ میرا یہ دعویٰ تو نہیں کہ میں آپ ﷺ کی عظمت و شان سے پوری طرح واقف ہوں آشنا ہوں لیکن آقا ﷺ مجھے کچھ نہ کچھ احساس ضرور ہے کہ میں کس بارگاہ میں کھڑا ہوں کس کے سامنے دست سوال دراز کر رہا ہوں کس کی چوکھٹ پہ صدا لگا رہا ہوں اور کس کی دہلیز کا منگتا اور بھکاری ہوں مجھے کچھ نہ کچھ احساس ضرور ہے۔

میں گدائے در شاہ کونین ہوں
شیش محلوں کی مجھ کو تمنا نہیں

آقا میں شیش محل نہیں مانگتا زمین، جائیداد بھی نہیں مانگتا مجھے درہم و دینار نہیں چاہیے مجھے مال و منال نہیں چاہیے مجھے سیم و زر کے انبار نہیں چاہیے سرکار ﷺ مجھے شیش محلوں کی تمنا نہیں ہے مجھے عالی شان مکانات میں رہنے کا شوق نہیں ہے میری تمنا کیا ہے خواہش کیا ہے آرزو کیا ہے سرکار ﷺ میری التجاء یہ ہے کہ

ہو میسر زمیں پر کہ زیر زمیں
مجھ کو طیبہ میں اک اپنا گھر چاہیے

کہ سرکار ﷺ میں تو آپ کی دہلیز کا بھکاری ہوں مجھے اور تو کچھ نہیں چاہیے میری خواہش یہ ہے کہ سرکار ﷺ اگر مجھے اس قابل سمجھیں تو جیتے جی مدینے میں مجھے ایک گھر عطا فرما دیں اور اگر یہ میری اوقات سے اونچی بات ہے تو سرکار ﷺ مرنے کے بعد قبر ہی عطا فرما دیں۔

ہو میسر زمیں پر کہ زیر زمیں
مجھ کو طیبہ میں اک اپنا گھر چاہیے

اور اسی نعت کا آخری شعر شاعر کہتا ہے

مدحت شاہ کون و مکاں کیلئے
صرف لفظ و بیاں کا سہارا نہ لو

وہ جس ہستی کی ثناء خوانی کر رہے ہو جس کی تعریف و توصیف کر رہے ہو ذرا سوچو تو سہی وہ ہستی کون ہے کیا اس کے حسن کا سراپا کیا لفظوں میں کھینچا جا سکتا ہے کیا الفاظ کی صورت میں اس حسن کو خراج تحسین پیش کیا جا سکتا ہے کیا وہ خدوخال وہ نقش و نگار وہ قد و قامت وہ سراپا وہ کیا لفظ و بیان کا مرہون منت ہو سکتا ہے۔ جس ہستی کا ذکر کر رہا ہے اور جس سے محبت کا اظہار کر رہا ہے ذرا تجھے خیال ہونا چاہیے ارے تو زبانی کلامی محبت کا اعلان کرتا ہے تیرے زبانی کلامی محبت کے اعلان کی حیثیت کیا ہے ارے یہ وہ بارگاہ ہے جہاں محبت کرنے والوں نے سر کٹا کر محبت کی ہے اور گھر لٹا کے محبت کی ہے۔

مدحت شاہ کون و مکاں کیلئے صرف لفظ و بیاں کا سہارا نہ لو

شعر کہنا ہے اقبال اپنی جگہ
نعت کہنے کو خون جگر چاہیے

انعام یافتہ لوگ

حضرات مکرم تمہید میں آدھا گھنٹہ لگ گیا تقریر میں کتنا وقت لگے گا پھر نعت خوان حضرات سے معذرت کر لیتے ہیں لیکن میری کیفیت یہ ہے کہ کئی راتوں کی نیند مجھ پہ قرض ہے اور اب مجھے بھی محسوس ہو رہا ہے کہ کسی وقت زبان اور ذہن کا رشتہ منقطع ہونے لگے اور اس لیے میں اپنی گفتگو کی بساط کو لپیٹنے کی فکر میں ہوں لیکن میں ایک بات مزید عرض کروں گا کہ یہ محفلیں صرف لطف اندوز

ہونے کیلئے نہیں ہیں، یارو یہاں ان محفلوں سے ہمیں کچھ لے کے جانا چاہیے
یارو میں آیا ہوں ملتان سے اور شاید آپ کو پتہ ہے یا نہیں ملتان مشہور ہے چار چیزوں کے لیئے گرد
گرما گدا اور گورستان اچھا ملتان اگر گداگروں کیلئے مشہور ہے تو رتہ وجہ کے رہنے والوں کو بھی احساس
کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہیے ہر پاکستانی بحثیت پاکستانی بین الاقوامی بھکاریوں کی صف اولین
میں بڑے ممتاز مقام کا حامل ہے کسی کو بھی احساس کمتری احساس محرومی کا شکار نہیں ہونا چاہیے لیکن
یارو میں بات کچھ اور کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ شاید آپ کا یہ تجربہ ہوا ہو کہ مانگنا ایک
آرٹ ART ہے ایک فن ہے، مانگنے کیلئے سلیقہ چاہیے، طریقہ چاہیے اگر بے ڈھنگے طریقے سے اور
بے ڈھنگے سلیقے سے مانگا جائے تو آدمی محروم رہ جاتا ہے جیسے شاعر نے کہا تھا کہ ہم ماتھے پہ بل ڈال
کرے بازار سے گزرے ہم جیسے فقیروں کو کوئی دے بھی تو کیا دے بھئی اگر کوئی گردن اکڑائے چلا
جارہا ہو طرم باز خان بنا جارہا ہو اس کی جھولی میں وہ خیرات کے سکے کون ڈالے گا اگر لینا ہو تو
عاجزی انکساری چاہیے، سلیقہ اور طریقہ چاہیے اگر بے ڈھنگے طریقے سے مانگا جائے تو آدمی محروم رہ
جاتا ہے۔

یارو کسی اور سے مانگیں نہ مانگیں کم از کم رب کی بارگاہ میں تو ہم سوالی ہیں ناں اپنے رب کی بارگاہ میں
جھولی پھیلائے ہوئے ہم سب سوالی ہیں ہم نے کبھی سوچا کبھی خیال کیا کہ ذرا سلیقے سے مانگیں ایسا
نہ ہو، کہ اپنے رب کی رحمت سے محروم رہ جائیں ہم نے تو پتہ نہیں سوچا یا نہیں سوچا لیکن وہ جو ہم
سب کا پروردگار ہے، پالن ہار ہے، اس نے اس کا بھی لحاظ فرمایا کہ اے میرے بندو مجھے یہ گوارا نہیں
کہ میرا کوئی بندہ میری رحمت سے صرف اس لیئے محروم رہ جائے کہ اسے مانگنا نہیں آتا۔

باری تعالیٰ نے فرمایا مانگنے کا سلیقہ اور طریقہ میں خود سکھا دیتا ہوں سورۃ فاتحہ مانگنے کا وہ انداز ہے جو
باری تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خود تعلیم اور تلقین فرمایا ذرا آپ سوچیں جب بھی کسی سے کچھ لینا ہو تو
پہلے اس کی تعریف کی جاتی ہے، توصیف کی جاتی ہے۔ مدح سرائی کی جاتی ہے جی آپ بڑے سخی
ہیں، بڑے فیاض ہیں آپ کی کیا بات ہے، بڑا چرچہ شہرت سن کے آیا ہوں لوگ بتاتے ہیں کہ وہ جو

دروازہ ہے دن رات کھلا رہتا ہے لنگر چل رہا ہے جو بھی جاتا ہے وہ جھولیاں بھر کے آتا ہے۔ کوئی بھی
مایوس اور خالی نہیں پلٹتا میں بھی بڑی آس امید باندھ کے آیا ہوں جب اس کی تعریف کر چکو پھر اپنی
بے بسی اور لاچاری کا اظہار کرو، جی میں بڑا غریب ہوں، نادار ہوں کنگال ہوں، مفلس ہوں، بے
حیثیت ہوں میرے پلے کچھ نہیں ہے میری جھولی خالی ہے جب اپنی بے کسی اور بے بسی کا سوال کر
چکو پھر سوال کرو۔ بچیاں جوان ہیں ہاتھ پیلے کرنے ہیں جہیز بھی بنانا ہے آئے گئے مہمانوں کی خاطر
تواضع کرنی ہے یا اللہ کی رحمت کا آسرا ہے یا آپ جیسے سخیوں کی سخاوت پر بھروسہ ہے۔ یوں کہتے
ہیں تو کچھ نہ کچھ مل ہی جاتا ہے۔ ٹھیک ہے ناں یارو رب کائنات نے بھی مانگنے کا ہمیں سلیقہ سکھایا
ہے اے میرے بندو تم نے مجھ سے مانگنا ہے تو پہلے میری تعریف کرو **الحمد للہ رب
العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین**

مولا تمام تعریفیں تیرے لائق ہیں تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، پالن ہار ہے، خالق ہے، مالک ہے
، مولا تو رحمٰن ہے تو رحیم ہے تجھ سے بڑھ کر رحمت فرمانے والا کوئی نہیں ہے۔ تجھ سے بڑھ کر رحم
فرمانے والا کوئی نہیں ہو سکتا، تجھ سے بڑھ کر مہربان کوئی نہیں ہو سکتا، مولا ماں اگر ایک بچے کو پالتی
ہے اس کی رحمت کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوتا تو تو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے تیری رحمت کا عالم کیا ہوگا۔
مولا تو بدلے کے دن کا مالک ہے جس کو چاہے سزا دے جس کو چاہے جزا دے، جس کو چاہے نواز
دے، جس کو چاہے محروم کردے، جس کو چاہے جنت عطا فرمادے، اور جس کو چاہے جہنم میں جھونک
دے، مولا اگر تو اپنے کسی بندے پہ کرم فرمانا چاہے تو تجھے کہیں سے کوئی Senction کوئی
Approval تو نہیں لینی پڑتی کوئی منظوری تو نہیں لینی پڑتی اور کسی کے سامنے جواب دہی بھی
نہیں کرنی پڑتی پھر اپنی بے کسی اور لاچاری اور عجز و انکساری کا نقشہ کھینچو **ایاک نعبد وایاک
نستعین** مولا تیرے بندے تیری چوکھٹ پہ جبیں سائی کرتے ہیں تیری دہلیز پہ ماتھا رگڑتے ہیں
، تیرے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں تیری عبادت و ریاضت میں مشغول تجھ سے بندگی کا رشتہ جوڑتے
ہیں

مولا تیرے بندے تیرے سامنے بھکاری ہیں ۔سوالی ہیں، جھولی پھیلائے کھڑے ہیں، تیرے انعام وکرام کے طلب گار ہیں ۔ جب اپنی بے کسی اور لاچاری کا اظہار بھی کر چکو بھیک مانگنے کے تمام آداب پورے کر چکو پھر سوال کرو **اھدنا صراط المستقیم** ترجمہ: مولا ہمیں ہدایت عطا فرما۔اب یہاں پر اللہ نے جو سبق سکھایا ہے ذرا اس کی طرف بھی اشارہ کرتا چلوں

یارو رب کائنات نے گویا یہ فرمایا، اے میرے بندو ویسے تو تم مجھ سے بہت کچھ مانگتے ہو اور ظاہر ہے کہ مجھ سے نہیں مانگو گے تو کس سے مانگو گے ۔تم مجھ سے روزی مانگتے ہوں رزق مانگتے ہو، مال مانگتے ہو، دولت مانگتے ہو، میں تمہیں رزق بے شمار دے دوں اور دولت کے انبار لگا دوں لیکن ہدایت نہ دوں پھر کیا ہوگا ۔ یہ مال کہاں لوٹاؤ گے معاذ اللہ شراب نوشی کرو گے، حرام خوری کرو گے بدکاری کرو گے، یہ مال یہ میری رحمت ہے تم اس سے میرا عذاب خریدو گے اے میرے بندو تم روزی رزق مال و دولت بعد میں مانگنا پہلے مجھ سے ہدایت مانگو تم مجھ سے صحت مانگتے ہو، جوانی مانگتے ہو، شباب مانگتے ہو، طاقت مانگتے ہو، میں تمہیں شاندار کڑیل جوان بنادوں، ہدایت نہ دوں پھر کیا ہوگا جوانی کہاں لوٹاؤ گے گناہ کی راہ میں بلکہ اپنی طاقت اور جوانی کے نشے میں مجھے للکارو گے میری سرکشی کرو گے میری نافرمانی کرو گے میری حکم عدولی کرو گے اس لیئے اے میرے بندو جو صحت جوانی حقیقتاً میری نعمتیں ہیں، اے میرے بندو صحت اور جوانی بعد میں مانگنا پہلے مجھ سے ہدایت مانگو۔تم مجھ سے اولاد مانگتے ہو بڑھاپے کی بیساکھی مانگتے ہو امیدوں کا مرکز مانگتے ہو آنکھوں کا نور اور دل کا سرور مانگتے ہو، میں تمہیں قد آور قوی ہیکل شاندار جوان بچوں کا باپ بنادوں لیکن انہیں ہدایت نہ دوں تو پھر کیا ہوگا، وہ اولاد جس کی وجہ سے تم سر اٹھا کر چلتے تھے اسی کے سبب آج سر جھکا کر چلو گے ،وہ اولاد جو تمہارے لیئے باعث عزت ہے وہ سبب رسوائی ہوگی اس لیئے اے میرے بندو اولاد بھی بعد میں مانگنا پہلے مجھ سے ہدایت مانگو

جب ہدایت مجھ سے مانگو گے تو میں ہدایت ضرور عطا فرماؤں گا میرے دروازے سے تو کوئی خالی نہیں جاتا کوئی مایوس نہیں لوٹتا میں تو ہدایت ضرور دوں گا، لیکن تمہیں کیسے یقین آئے گا کہ اب مجھے

ہدایت مل گئی ہے۔ ہدایت کی نشاندہی کیا ہوگی یہاں پر ورغلانے والے بھی ہیں، بہکانے والے بھی ہیں، وہ جو دلوں میں وسوسے پیدا کرتے ہیں، وہ صرف شیطان اور جن نہیں ہوتے ۔ **مــن الجنتہ والناس** انسان بھی ہوتے ہیں ۔ جو دلوں میں وسوسے پیدا کرتے ہیں ۔تو تمہیں کیسے یقین آئے گا کہ اب تمہیں ہدایت مل گئی ہے اے میرے بندو جب ہدایت مجھ سے مانگی ہے تو میں اتنے آسان طریقے سے ہدایت دوں گا۔ پھر دوبارہ بھٹکنے کی گنجائش نہیں بچے گی ۔ مولا وہ کیسے مجھ سے ہدایت مانگو تو کوئی مفتی فتوی نہ دے، اور کوئی مولوی سبق نہ پڑھائے بلکہ خود اپنی زبان سے کہو

صراط الذین انعمت علیھم

ترجمہ: مولا ان کی راہ پر چلا دے جن پر تو نے انعام فرمایا

کتنا آسان طریقہ ہے مثال کے ذریعے واضح کردوں فرض کیجئے آپ کے کوئی عزیز کوئی مہمان حج کرکے آرہے ہوں لاہور ائیرپورٹ پر آپ انہیں Recieve کرنے جارہے ہوں ۔آپ کے پاس اپنی سواری ہے، اپنی گاڑی پر بیٹھ کر آپ لاہور گئے، لاہور شہر میں آپ Inter ہوئے گاڑی ایک طرف کھڑی کی لوگوں سے پوچھا ہاں بھئی ذرا ائیرپورٹ کا راستہ بتا دیں لوگوں نے آپ کو بتانا شروع کیا بھئی سیدھے چلے جایئے ۔ پہلا چوک چھوڑ کر دوسرا چوک چھوڑ کر اور تیسرا چوک بھی چھوڑ کر چوتھے سے یوں Turn ہوں فلاں روڈ آئے گا پھر اس سے فلاں راستہ نکلے گا پھر ایک چوک آئے گا پھر اس سے سیدھا مڑ جایئے پھر فلاں چوک آئے گا اور پھر فلاں روڈ آئے گا آپ سن سن کے حیران پریشان ہوئے ہکا بکا کھڑے ہیں بھئی میں رتہ ٹبہ سے آیا ہوں وہاں پہ اتنے چوک نہیں اتنی زیادہ سڑکیں بھی نہیں ہیں اتنے زیادہ راستے نہیں ہیں اتنا زیادہ ہجوم بھی نہیں ہے ۔ وہاں پہ گاڑیوں کی اتنی لمبی قطاریں بھی نہیں ہیں

آپ حیران کھڑے ہیں بھئی تو نے مجھے جو کچھ بتایا ہے میرے اوپر سے گزر گیا ہے پلے کچھ نہیں پڑا میں کیسے ائرپورٹ پر جاؤں پریشانی کا عالم ہے اتنی دور سے آیا ہوں اب کیسے پہنچوں ائرپورٹ پریشانی چہرے پہ لکھی ہوئی ہے ۔

ایک شخص نے آپ کی حالت دیکھی اور کہا کہ بھئی آپ بہت پریشان لگ رہے ہیں کیا معاملہ ہے آپ نے کہا کہ رتہ ٹبہ سے آیا ہوں یہاں کھڑا ہوں ایئر پورٹ جانا ہے کیسے جاؤں، اس شخص نے کہا بھائی تمہاری خوش نصیبی ہے آپ پریشان مت ہوں میں بھی اتفاق سے ائیر پورٹ ہی جا رہا ہوں ایسا کرو کہ اپنی گاڑی میری گاڑی کے پیچھے لگالو سیدھے ایئر پورٹ پرپہنچ جائیں گے اب چوک گننے کی ضرورت نہیں سڑکوں کے نام پڑھنے کی ضرورت نہیں جگہ جگہ رک کر لوگوں سے راستہ پوچھنے کی ضرورت نہیں اور بھٹکنے کا بھی کوئی اندیشہ نہیں بس اتنا کرنا اپنی گاڑی میری گاڑی کے پیچھے رکھنا ادھر ادھر مت ہونا سیدھے ائیر پورٹ پہنچ جاؤ گے۔

بھئی اللہ بھی یہی فرماتا ہے اے میرے بندو تمہیں ہدایت چاہیے تمہیں کیا پتہ ہدایت کا راستہ کون سا ہے۔ میرے جو انعام یافتہ بندے ہیں ان کے پیچھے چل پڑو تمہیں بھی ہدایت بھی مل جائے گی۔ اب ایک مسئلہ رہ گیا کہ اللہ کے انعام یافتہ بندے کون ہیں، دوکاندار کہتا ہے کہ اگر مجھ پہ اللہ کا انعام نہ ہوتا تو میری بہت زیادہ سیل کیسے ہوتی، زیادہ بکری کیسے ہوتی ہے۔ زمین دار کہتا ہے کہ اگر مجھ پہ انعام نہ ہوتا تو میری اتنی شاندار فصل کیسے ہوتی۔ صنعت کار کہتا ہے کہ اگر مجھ پہ انعام نہ ہوتا تو ایک کی دس فیکٹریاں کیسے بنتی۔ اور چشم بد دور سیاست دان کہہ سکتے ہیں اگر ہم پر انعام نہ ہوتا ہم الیکشن میں کامیاب کیسے ہوتے، حکومت کیسے بناتے۔ اللہ نے گویا یہ فرمایا کہ اے میرے بندو میرے انعام یافتہ بندے کون ہیں یہ تمہارے پلے نہیں پڑے گا میں خود بتا دیتا ہوں۔

القرآن : ومن يطيع الله والرسول فاوللك مع الذين انعم الله عليهم من النبين ولصديقين والشهداء والصالحين

اے میرے بندو یہ مت سوچنا کہ جس کے پاس مال و دولت بہت ہے اس پر بڑا انعام ہے اللہ کا، جس کے پاس زمین جاگیریں ہیں اس پر بڑا انعام ہے اللہ کا، جس کے پاس کارخانے اور فیکٹریاں ہیں، اس پر بڑا انعام ہے اللہ کا جس کے پاس طاقت اور اقتدار ہے اس پر بڑا انعام ہے اللہ کا اے میرے بندو میرے انعام کو سونے چاندی کے ترازو سے مت تولنا میرے انعام یافتہ بندے کون

ہیں وہ میں بتا دیتا ہوں میرے انعام یافتہ بندوں کی تعریف یہ ہے، انبیاء ہیں، صدیقین ہیں، شہداء ہیں، اور صالحین ہیں۔ یہ تصور بھی مت کرنا کہ یہ تو جھونپڑی میں رہتے ہیں ان پر انعام کیسے ہوسکتا ہے، یہ خاک نشین ہیں ان پر انعام کیسے ہوسکتا ہے، ان کا لباس پھٹا پرانا ہے، ان پر انعام کیسے ہوسکتا ہے۔ ان کی تو معاشرے میں کوئی قدر و منزلت، کوئی وقعت و اہمیت نہیں ہے ان پر انعام کیسے ہوسکتا ہے۔ ارے نہیں یہ نہ سمجھنا ان کے پاؤں میں چھالے ہیں، ان کا لباس بوسیدہ ہے، بال پراگندہ ہوں، بچے بھالے ان کے پیچھے تالیاں پیٹتے پھرتے ہوں اور لوگ ان کو پتھر مارتے ہوں تو یہ میرے انعام یافتہ بندے ہیں اگر کوئی ان میں سے مجھ پر قسم کھا بیٹھے تو میں ان کی قسم ضرور پوری کرتا ہوں۔

یارو پتہ یہ چلا اب یہ معاملہ Crystal Clear یعنی کہ بالکل شفاف ہو کر ہمارے سامنے آیا کہ ہدایت کس کو ملے گی اللہ کے انعام یافتہ بندوں کے پیچھے جو چلتا ہوا اس کو ہدایت ملے گی

آج کل کچھ لوگ پریشان ہیں عام لوگ کہتے ہیں مولویوں کی جنگ میں ہمیں پتہ نہیں چلتا ادھر بھی مولوی ادھر بھی مولوی یہ بھی قرآن پڑھتے ہیں وہ بھی قرآن پڑھتے ہیں اب کس کے پیچھے چلیں کس کی پیروی کریں، کریں تو کیا کریں یارو اللہ نے یہ مسئلہ سورۃ فاتحہ میں حل کر دیا وہ سورۃ فاتحہ جو ہر مسلمان بچے کو زبانی یاد ہے۔ اللہ نے بتا دیا کہ ہدایت کس کو ملتی ہے۔ جو میرے انعام یافتہ بندے ہیں ان کے پیچھے چلنے سے عالم ادھر بھی ہیں، اور ادھر بھی ہیں یہ دیکھ لو کہ اللہ کے انعام یافتہ بندوں کے پیچھے چلنے والا کون ہے اور وہ کون ہے جو ان کے پیچھے چلنے کی بجائے ان کے پیچھے پڑ جاتے ہیں، قرآن پڑھ کے حدیث پڑھ کر کے، اللہ رسول کے فرامین پیش کر کے لوگوں کو ورغلاتے ہیں، بہکاتے ہیں، جی نبی سے بھی گناہ ہوسکتا ہے، ولی سے بھی گناہ ہوسکتا ہے، جو اللہ کے محبوب بندے ہیں ان سے بھی خطا ہوسکتی ہے معاذ اللہ

یارو کبھی موقع ملے ان سے پوچھنا جگہ جگہ جلسوں میں کہتے پھرتے ہو بتاؤ نبی سے کیا خطا ہوئی ہے ارے بیوقوف تمہیں ہدایت ملنی تھی ان کے پیچھے چلنے سے اور تم ان کے بارے میں کہتے ہو ان سے بھی خطا ہوسکتی ہے۔ تم ان کو گمراہ کہتے ہو ان کو نہیں تم اپنے آپ کو گمراہ کہتے ہو، ہمیں ہدایت ان حضرات

کے نقش قدم پہ چلنے سے ملے گی جو اللہ کے انعام یافتہ بندے ہیں پتہ یہ چلا ہدایت دیتا اللہ ہے لیکن کیسے دیتا ہے۔ **صراط الذین انعمت علیھم** دیتا اللہ ہے مگر وہ دیتا ہے اپنے محبوبوں کے نقش قدم کے صدقے میں۔

﴿وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین﴾

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله نحمده و نستعینه و نستغفره و نومن به ونتو کل علیه و نعوذ با الله من شر ور انفسنا ومن سیاٰت اعمالنا من یهده الله فلا مضلله ومن یضلله فلا هادی له ونشهدان لااله الاالله وحده لاشریك لـه و نشهد ان سیدنا ونبینا وحبیبنا و کریمنا و رؤفنا ورحیمنا و مولنا وملجنا وما وٰنا محمدًا عبده ورسوله امابعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم فلنحیینه حیاۃً طیبةً صدق الله مولانا العلی العظیم وصدق رسوله النبی الکریم الامین ونحن علی ذالك لمن الشاهد ین والشا کرین والحمدلله رب العلمین۔

واجب تعظیم لائق صد تحریم علماء اہل سنت اور محترم ومعزز حاضرین محفل آپ جانتے ہیں کہ اس وقت ہم سب ایک عالم دین ایک بزرگ ایک ایسی ہستی جس نے اپنی ساری زندگی اسلام کی خدمت کے لیئے وقف کردی حضرت قبلہ علامہ مولانا اللہ داد رضوی صاحبؒ ان کے سالانہ عرس مبارک کی محفل میں حاضر ہیں۔

یارو جب کوئی بھی شخص دنیا سے رخصت ہوتا ہے ظاہر ہے کہ ایک غم کا موقع دکھ اور تکلیف کا موقع ہوتا ہے لوگ ہم پر اعتراض کرتے ہیں دیکھو یہ عرس مناتے ہیں ان کے بزرگ دنیا سے رخصت ہوئے یہ خوشیاں منا رہے ہیں جیسے میلاد شریف کے موقع پر ہم مسرت وفرحت وشادمانی کا اظہار کرتے ہیں تو لوگ اعتراض کرتے ہیں یہ تو یوم وفات ہے یوم وصال کو یوم وفات کو یہ ہار پہن کر خوشیاں مناتے ہیں یہ معاذ اللہ اپنے نبی کریم ﷺ سے بغض عداوت کا اظہار کرتے ہیں ایسی بات کرتے ہیں ناں لوگ۔ اسی طرح عرس عروس سے ہے اور عروس کہتے ہین دلہن کو عرس کا مطلب ہوا شادی کہتے ہیں یہ عجیب بات ہے بزرگ دنیا سے رخصت ہوئے یہ شادی منا رہے ہیں یہ خوشیاں منا رہے ہیں یہ کیا تک ہے۔

قبر کے سوالات

پہلے تو یہ وضاحت کردوں کہ عرس کا لفظ شرعی طور پر کہاں سے نکالا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب کوئی اللہ کا نیک اور محبوب بندہ دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو فرشتے قبر میں آتے ہیں سوال و جواب کرتے ہیں۔ پوچھتے ہیں **من ربك** تیرارب کون ہے اگر بندہ مؤمن ہے تو کہتا ہے **ربی الله** میرارب اللہ ہے ویسے۔ جی نہیں چاہتا کہ اس حدیث سے اس طرح سرسری طور پر گزر جاؤں اب یہ حدیث مبارکہ پڑھ ہی رہا ہوں تو ذرا اس کے اندر جو نزاکتیں ہیں جو لطافتیں ہیں جو کچھ سیکھنے اور سمجھنے کا درس ہے ذرا اس کی نشان دہی بھی کرتا چلوں۔

یہ ٹھیک ہے کہ اس وقت حالات ٹھیک نہیں ہیں کس کا اقتدار بچا ہے کس کا اقتدار گیا ہے نہ جانے کون کس حال میں ہے لیکن ہمیں اس وقت اقتدار سے کیا غرض ہے۔ بھئی ہم تو رسول اللہ ﷺ کی غلامی کے دعویدار ہیں ناں تو جن کو اقتدار کا دعویٰ ہو انہیں خوف ہو ہمیں تو غلامی کا دعویٰ ہے اس لئے ہمیں تو رسول اللہ ﷺ کی غلامی کا دم بھرنا ہے ہمیں تو محبتوں کے زمزمے بکھیرنے ہیں ہمیں تو ایسی محفلوں میں حاضر ہو کر رسول اللہ ﷺ کی غلامی کا اعتراف کرنا ہے۔

یارو تاجدار مدینہ فرماتے ہیں جب بندہ قبر میں جاتا ہے فرشتے آتے ہیں سوال و جواب کرتے ہیں پوچھتے ہیں **مــن ربك** تیرارب کون ہے اگر بندہ مؤمن ہے ایماندار ہے مسلمان ہے کلمہ گو ہے تو کہتا ہے **ربی الله** میرارب اللہ ہے اگر اللہ کو رب ماننا کافی ہوتا اگر اس کی ربوبیت کا اقرار اور اعتراف کرنا کافی ہوتا تو فرشتے اس بیچارے مردے کی جان چھوڑ دیتے بھئی یہ تو اللہ اللہ کرنے والا ہے اللہ کو رب ماننے والا ہے تسلیم کرنے والا ہے قبر میں بھی آکے اللہ کا نام لے رہا ہے اس کی جان چھوڑ دو کسی اور قبر میں چلتے ہیں۔ کیا فرشتے یہ کہتے ہیں۔ نہیں یارو فرشتے گویا یہ کہتے ہیں۔ کہ اللہ کو تو رب کہنے والے بہت ہیں یہودی بھی اللہ کو رب کہتے ہیں نصرانی بھی اللہ کو رب کہتے ہیں فرشتے گویا یہ کہتے ہیں یہ بتا **ما دینك** تیرا دین کیا ہے کس دین میں ہو کر اللہ کو رب کہتا ہے اگر بندہ مؤمن

ہے تو کہتا ہے **دینی الاسلام** میرا دین اسلام ہے۔ اچھا کیا خیال ہے قبر میں جھوٹ بولنا ممکن ہوگا ذرا پریکٹس (Practice) کیجئے قبر میں شاید فرشتوں کو کوئی غچہ دے سکیں اور کہنے کی کیا ضرورت ہے پریکٹس (Practice) ہم کچھ کم تو نہیں کرتے۔

یارو قبر میں جھوٹ بولنا ممکن نہیں ہوگا یہ بات صحیح ہے یا غلط جب بندے نے کہا میرا دین اسلام ہے تو ظاہر ہے اس نے سچ کہا اور یہ بات آپ سب جانتے ہیں کہ جب تک ہم اللہ کو ناں مانیں ہمارا دین اسلام نہیں ہو سکتا جب تک تمام رسولوں کو تمام نبیوں علیہم السلام کو جب تک حضور ﷺ کو اللہ کا آخری نبی ﷺ آخری رسول ﷺ نہ مانیں اس وقت تک ہمارا دین اسلام نہیں ہو سکتا جب تک ہم تمام کتب سماوی کو تسلیم نہ کریں ہم قرآن مجید کے ایک ایک حرف کو لفظ کو منزل من اللہ نہ مانیں جب تک جنت کو دوزخ کو قیامت کو فرشتوں کو حیات بعد ممات کو جب تک تمام ضروریات دین کو تسلیم نہ کریں ہمارا دین اسلام نہیں ہو سکتا ہم مؤمن مسلمان نہیں ہو سکتے جب بندے نے کہا میرا دین اسلام ہے تو ماننا پڑے گا کہ وہ اللہ کو بھی مانتا ہے۔ نبیوں کو بھی مانتا ہے رسولوں کو بھی مانتا ہے۔ فرشتوں کو بھی مانتا ہے تمام الہامی کتابوں کو بھی مانتا ہے حیات بعد ممات کو دوزخ کو جنت کو نماز کو حج کو زکوٰۃ کو روزوں کو بھئی جو جو چیزیں فرض ہیں جو جو ضروریات دین ہیں ہر وہ چیز جس کا انکار کفر ہے ان تمام چیزوں کو مانتا ہے ورنہ قبر میں کیسے کہہ سکتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے

جب اس نے کہہ دیا کہ میرا دین اسلام ہے اور کہا بھی سچ ہے کم از کم فرشتوں کو اب تو اس کی جان چھوڑ دینی چاہیے۔ بھئی اللہ اللہ کرنے والا ہے مسلمان آدمی ہے جھوٹ نہیں بولتا کوئی غلط بیانی نہیں کر رہا فرشتوں کو چاہیے کم از کم اب تو اس کی جان چھوڑ دیں۔ فرشتے گویا یہ کہتے ہیں جس طرح اللہ کو رب کہنے والے بہت ہیں اسی طرح اسلام کا نعرہ لگانے والے بھی بہت ہیں اسلام کے دعویدار بھی بہت ہیں اسلامی اسلامی کہنے والے بھی بہت ہیں۔

پھر کریم آقا کی جلوہ نمائی ہوگی۔ پھر سرکار دو عالم ﷺ کا رخ زیبا نگاہوں کے سامنے آئے گا اور فرشتے پوچھیں گے۔ **ماتقولو فی حق هذا الرجل**۔ اے اللہ کو رب کہنے والے اے

اسلام کو اپنا دین کہنے والے یہ بتا یہ جو پیکر جمال تیرے سامنے ہے۔ یہ جو صاحب کمال ہیں۔ یہ جو خوش خصال ہیں شاہ شمشاد کداں ہیں خسرو شیریں دہناں ہیں جان عاشقاں ہیں روح دلبراں ہیں ان کو بھی پہچانتا ہے کہ نہیں۔ اگر ان کو پہچانتا ہے تو تیرا اللہ کو رب کہنا بھی منظور ہے اور دین کو اسلام کہنا بھی منظور ہے اگر ان کو نہیں جانتا ان کو نہیں پہچانتا اگر ان کا دامن نہیں پکڑا ان کی پہچان حاصل نہیں کی ان کی شناخت کا سلیقہ نہیں ہے اگر ان سے واسطہ نہیں رکھا تو اللہ اللہ کیئے جا اسلام کے نعرے لگائے جا کوئی چیز تیری نجات کی ضامن نہیں بن سکتی۔۔۔نعرہ تکبیر **اللہ اکبر**۔ نعرہ رسالت **یا رسول اللہ** ﷺ۔ نعرہ حیدری **یا علی**ؑ فیضان حضور غزالی زماںؒ جاری رہے گا۔

اہم سوالوں کی تیاری

حضرات محترم حدیث تو آپ نے پہلے بھی سنی ہوگی بھئی یہ جو نعت خواں بیٹھے ہیں۔ آپ ان سے تو مطالبہ کر سکتے ہیں کہ ہمیں نئی نعت سنائیں لیکن مجھ سے مطالبہ نہیں کر سکتے کہ کوئی نئی حدیث سنائیں کوئی نئی آیت قرآنی سنائیں بھئی قرآن وہی ہے احادیث وہی ہیں کوئی نئی تو نہیں سنا سکتا صرف بیان کرنے کا انداز بدل جاتا ہے یہ حدیث تو آپ نے سن لی اس میں ایک دو باتیں سمجھنے کی ہیں ذہن نشین کرنے کی ہیں یاد رکھنے کی ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ بھائی آپ میں کچھ سٹوڈنٹس ہیں۔ طلباء ہیں نوجوان ہیں۔ پڑھ رہے ہوں گے اگر کسی طالب علم کو یہ بتا دیا جائے کہ (Question Paper) یہ ہے سوال نامہ یہ ہے امتحان میں یہ سوالات پوچھے جائیں گے تو وہ طالب علم کیا کرے گا بھئی وہ باقی کتابیں پڑھے نا پڑھے باقی کورس کو دیکھے یا ناں دیکھے کم از کم ان سوالوں کے جواب تو رٹ لے گا ذہن نشین کر لے گا ان کا اعادہ کرے گا ان کی تیاری کرے گا انہیں بار بار لکھے گا بار بار دہرائے گا تا کہ کمرہ امتحان کی ہیبت سے کوئی چیز رہ نہ جائے ٹھیک ہے یا غلط ہے اور اگر طالب علم پھر بھی ان سوالوں کی تیاری نہ کرے کیا وجوہات ہو سکتی ہیں کیا اسباب ہو سکتے ہیں ذرا تھوڑا سا غور کر لیں۔

پہلی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ طالب علم سمجھتا ہے کہ مجھے (Question Paper) بتا تو دیا لیکن یہ جو امتحان ہے یہ جو ایگزامنیشن (Examination) ہے یہ کوئی بہت خاص امپورٹنٹ (Importent) نہیں ہے اہم نہیں ہے اگر اس میں پاس ہو گیا تو **سبحان اللہ** نہ ہوا تو **ماشاء اللہ** یہ اتنا اہم امتحان نہیں جس کے لیئے سر کھپانے کی ضرورت ہو محنت کرنے کی حاجت ہو دن رات جاگ کر ان سوالوں کی تیاری کروں یہ امتحان غیر اہم ہے اور اگر وہ امتحان کو اہم سمجھتا ہے بہت امپورٹنٹ (Importent) سمجھتا ہے اس کے فیوچر (Future) کا مستقبل کا تمام تر دارومدار انحصار اسی امتحان پر ہے اور پھر بھی تیاری نہیں کرتا کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ پھر وجہ یہ ہو سکتی ہے یہ سمجھتا ہے کہ مجھے بتا تو دیا کہ یہ سوالات پوچھے جائیں گے لیکن پتہ نہیں کہ مجھے دھوکا دے رہا ہے مجھے کوئی اور (Qeustion Paper) پکڑا دیا کچھ اور سوالات بتا دیئے میں کمرہ امتحان میں جاؤں اور وہاں پر کوئی اور سوال میرے ہاتھ میں تھما دیئے جائیں تو پھر میرا کیا بنے گا تو اس وجہ سے میں ان سوالوں کو اہمیت نہیں دیتا۔ اس کے علاوہ تو کوئی اور وجہ نہیں ہو سکتی۔

اللہ کا کرم دیکھیئے فضل دیکھیئے اس نے اپنے محبوب ﷺ کی امت کے لیئے پرچہ آؤٹ کر دیا ہے اور اس طرح آؤٹ کیا ہمیں بتا دیا یہ سوالات پوچھے جائیں گے اور کمال یہ ہے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے اس کے کان میں جو سب سے پہلا سبق پڑھایا جاتا ہے وہ یہی ہوتا ہے اللہ کی ربوبیت کا سرکار دو عالم ﷺ کی رسالت کا ظاہر ہے دین انہی دو چیزوں کا نام ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے پہلا سبق یہی پہلا درس یہی ہوتا ہے پتہ یہ چلا یہ جو سوالات پوچھے جا رہے ہیں یہ آؤٹ آف کورس نہیں سب سے پہلا سبق یہی ہے اللہ کے محبوب ﷺ نے بتا دیا کہ یہ سوالات پوچھے جائیں گے کیا ہم نے ان سوالوں کی تیاری کی ہے اگر نہیں کی تو کیا یہ سمجھتے ہیں امتحان اہم نہیں قبر کے امتحان کی اہمیت کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا مسلمان تو نہیں کر سکتا ٹھیک ہے ناں۔

سرکار دو عالم ﷺ کی چوکھٹ پہ جبیں سائی

ارے بتانے والا تو وہ ہے جس کو کافر بھی صادق مانتے ہیں۔ اچھا یہاں پر ایک بات اور ذہن میں آ گئی شاید آپ کیلئے اجنبی اور مختلف بات ہو لیکن اس سے ہمارے لیئے ایک نیا دروازہ کھلتا ہے غور و فکر کی بات ہے یہ بتائیں حضور ﷺ نبوت سے پہلے بہادر تھے یا نہیں ظاہر ہے بہادر تھے سخی بھی تھے بلکہ سخاوت کی تو میں ایسی دلیل پیش کردوں کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ ذرا سوچو آج کے دور میں اگر ایک پچیس سالہ جوان گھبرو جوان وہ چالیس سالہ مالدار عورت سے شادی کرلے کیا خیال آئے گا ذہن میں ایک ہی خیال آئے گا دوسرا خیال آئے گا ہی نہیں فوراً ہر ایک یہی کہے گا کہ اس جوان نے چالیس سالہ عورت سے جو شادی کی ہے عورت چونکہ مالدار ہے صاحب ثروت ہے زمیندار اور جائیداد کی مالک ہے تو یہ شخص پیسے کے ہاتھوں بک گیا ہے اس نے اس عورت سے نہیں بلکہ اس کی دولت سے شادی کی ہے ہر ایک یہی کہے گا۔ یہ ٹھیک ہے ناں۔

لیکن لطف کی بات یہ ہے جب حضور ﷺ نے ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ سے شادی کی تو سرکار دو عالم ﷺ کی عمر مبارک 25 سال کی تھی اور ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کی عمر مبارک 40 برس تھی مزے کی بات یہ ہے کہ آج تک کسی کافر نے بھی یہ اعتراض نہیں کیا کہ یہ شادی حضور ﷺ نے دولت کی وجہ سے کی تھی۔ بھئی ہم تو مومن ہیں ہم تو کلمہ گو ہیں ہمیں تو ماننا ہے ہم تو غلام ہیں ہمیں تو اپنی جبین نیاز کو خم کرنا ہے ہمیں تو سرکار دو عالم ﷺ کی دہلیز مبارک پر جبیں سائی کرنی ہے ہماری بات تو اور ہے۔

لیکن جو کافر ہیں وہ جو کیڑے نکالنے والے ہیں وہ جو دشمن ہیں وہ جو بات بات پر انگشت نمائی کرنے ولے ہیں اعتراض کرنے والے ہیں ان بدترین دشمنوں نے بھی آج تک یہ اعتراض نہیں کیا کہ حضور ﷺ نے شادی دولت کی وجہ سے کی تھی۔ کیوں نہیں کیا کوئی تو وجہ ہوگی ورنہ یہ تو بڑا واضع موقع ہے اعتراض کا۔ بھئی کوئی نوجوان کوئی شخص جو قلاش ہے مفلس ہے جس کے پلے کچھ نہیں جو غریب

ہے نادار ہے جو بے روزگار ہے اور جو ایک دولت مند عورت سے شادی کرلیتا ہے اس کے طور طریقے پہلے والے رہیں گے یا بدل جائیں گے۔ اس کے شب و روز کی کیفیات بدل جائیں گی اب تو جناب نے پیسہ اپنی محنت سے کمایا نہیں وہ تو دولت کو ہاتھ کی میل سمجھے گا عیش و عشرت میں وقت گزارے گا کس طرح پیسہ لٹائے گا پہلے تو جھونپڑے میں رہتا تھا۔ پہننے کیلئے معقول لباس بھی نہیں ہوتا تھا اب حالت یہ ہے جو لباس ایک بار پہنتا ہے سال کے بعد جا کے اس کی باری آتی ہے۔ یہی کچھ ہوگا ناں ٹھیک ہے ناں۔ لیکن حضور ﷺ نے جب ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ سے شادی فرمائی تو آپ کا رہن سہن بدل گیا کیا بود و باش بدل گئی کچھ بھی تو نہیں بدلا نہ غذا بدلی نہ لباس بدلا نہ رہن سہن بدلا نہ شب و روز کی کیفیات بدلیں وہ ہی عالم ہے وہ ہی کیفیت ہے اسی طرح زندگی گزار رہے ہیں جس طرح پہلے گزارتے تھے۔

غریبوں ناداروں کے ساتھ ہمدردی

اور دیکھیئے علماء کی خدمت میں مزید بات عرض ہے اگر ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کی وہ دولت باقی ہوتی بھئی ام المومنین ؓ کی دولت کے چرچے ہیں یا نہیں ہر ایک مانتا ہے کہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ بہت امیر و کبیر خاتون تھیں اگر ان کی دولت ہوتی تو حضرت فاطمۃ الزہرہ ؓ انہی کی صاحبزادی ہیں۔ بھئی نبی کی وراثت کے بارے میں تو اعتراض ہوسکتا ہے اگر ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کی دولت ہوتی تو خاتون جنت ؓ کو اپنی ماں کی طرف سے ملتی اس پر تو کوئی اعتراض نہ کرتا اس پر تو کبھی کوئی اعتراض نہ ہوسکتا تھا۔

لیکن کیا خاتون جنت ؓ کو اپنی ماں کی طرف سے کوئی ترکہ ملا کوئی وراثت ملی کوئی پیسہ ملا کچھ بھی تو نہیں ملا یہ پیسہ کہاں گیا بھئی کیا حضور اکرم ﷺ نے کسی بنک میں جمع کروادیا تھا کیا زمین میں کھود کے دبادیا تھا یا کوئی انڈسٹری لگادی تھی یا بزنس میں لگادیا تھا وہ پیسہ کہاں گیا۔ تو ظاہر ہے ماننا پڑے گا کہ حضور سرور کائنات صاحب لولاک ﷺ نے وہ پیسہ غریبوں ناداروں میں مستحقوں میں تقسیم فرمادیا تھا۔

نعرہ تکبیر **اللہ اکبر**۔نعرہ رسالت **یا رسول اللہ** ﷺ۔نعرہ حیدری **یا علی**ؓ فیضان حضور غزالی زماںؒ جاری رہے گا۔

وجہ شہرت صداقت وامانت

اب غور کریں شادی ہورہی ہے پچیس سال کی عمر میں نبوت کا اعلان ہورہا ہے چالیس سال کی عمر میں تو پتہ چلا سرکار دو عالم ﷺ اظہار نبوت سے پہلے بھی کمال درجے کے سخی تھے۔اس وقت بھی سرکار دو عالم ﷺ کا زاویہ نظر اور ہے دنیا کی خواہش نہیں مال ومتاع کی طلب نہیں پتہ یہ چلا سرکار دو عالم ﷺ پر جب وحی کا آغاز ہوا اس سے پہلے بھی سرکار دو عالم ﷺ کمال درجے کے سخی تھے۔

لیکن سرکار دو عالم ﷺ کی شہرت سخاوت کی وجہ سے نہیں، کمال درجے کے بہادر بھی تھے بہادری کی وجہ سے بھی شہرت نہیں۔ ذہین بھی تھے ذہانت کی وجہ سے بھی شہرت نہیں رحم دل بھی ہیں اور **الوالعزم** بھی ہیں مستقل مزاج بھی ہیں مفکر بھی شجاع بھی ہیں۔

ارے سب کچھ ہے لیکن شہرت صداقت وامانت کے حوالے سے ہے باقی چیزوں کی نسبت سے شہرت نہیں ہے کوئی وجہ تو ہوگی۔ باقی تمام صفات موجود ہیں میں نے جیسے پہلے ذرا نقشہ کھینچ کرتا دیا کہ وہ سخاوت کیسی ہوگی لیکن اس کے باوجود شہرت سخی ہونے کی وجہ سے نہیں ہوئی صداقت امانت کی وجہ سے ہوئی وجہ کیا تھی ویسے تو بڑی وجوہات ہوں گی لیکن میں اپنے ذوق ذہن اور بساط کے مطابق عرض کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے گویا یہ فرمایا اے میرے محبوب ﷺ یہ جو کافر ہیں یہ جو تیرے ساتھ زندگی گزارنے والے ہیں انہوں نے تجھے صادق اور امین کا لقب دیا ہے ان کو کسی اور نے پٹی تو نہیں پڑھائی صداقت کا چرچہ انہوں نے کیا صادق وامین انہوں نے مانا اے محبوب ﷺ اب جب تو اعلان نبوت فرمائے گا تو یہ لوگ تیری نبوت کا انکار کریں گے معاذ اللہ تجھے جھوٹا کہیں گے بتاؤ صادق کون کہتا تھا یہی تو کہتے تھے تجھے سچا یہی کہتے تھے تیری صداقت کے گن یہی گاتے تھے۔لیکن اے

محبوب ﷺ تو نبوت کا اعلان کرے گا تو یہ لوگ تجھے جھوٹا کہیں گے تو تجھے جھوٹا کہنے سے پہلے یہ اپنے آپ کو جھوٹا کہیں گے۔ بھئی یہ تسلیم کریں گے کہ ہم جھوٹ کہتے تھے ہم نے جو صادق کہا تھا وہ صحیح نہیں تھا اے محبوب ﷺ تجھے جھوٹا کہنے سے پہلے یہ اپنے آپ کو جھوٹا کہیں گے اور جو خود اپنے جھوٹے ہونے کا اعتراف کرلے پھر اس کی بات کا اعتبار کیا۔ جو خود مان لے تسلیم کرلے اپنے جھوٹے ہونے کا اعتراف کرلے کہ میں جھوٹا ہوں میں نے غلط کہا تھا کہ یہ صادق ہیں میں نے غلط کہا تھا دوستو جس نے اپنے آپ کو جھوٹا کہا پھر اس کی بات کا اعتبار کیا ہے۔تو اے محبوب ﷺ تجھے صادق ہونے کے حوالے سے شہرت اس لیئے عطا فرمائی کہ اب اگر تجھے صادق کہنے والے تجھے جھوٹا کہیں گے تو ان کی بات قابل اعتبار نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی نبوت کو بالاتر کرنے کیلئے اپنے محبوب ﷺ کی صداقت کو وجہ شہرت بنایا بات کہیں سے چلتی ہے اور کہیں سے جانکلتی ہے میں یہ عرض کررہا تھا کہ حضور سرور کائنات ﷺ تو ایسے سچے ہیں کہ کافر بھی ان کی سچائی کو مانتے تھے۔

سوالوں کی تیاری کیسے کریں

تو پھر سرکار دو جہاں ﷺ نے جو سوال بتائے ہیں وہ غلط تو نہیں ہوسکتے سوال بھی صحیح ہوں پرچہ اور امتحان بھی بہت اہم ہو پھر بھی کوئی شخص تیاری نہ کرے تو حماقت ہے یا نہیں۔

اچھا تیاری کرے کیسے ایک بچے کو ہم کہیں کہ تیاری کرو پڑھو وہ بچے کو بعض اوقات والدین کی رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ امتحانی نقطہ نظر سے اس بچے کو رہنمائی چاہیے ہوتی ہے بچہ سوچتا ہے کہ میں کیسے تیاری کروں۔ جو بچے سکول کالج میں پڑھتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ یہ بات اسی طرح ہے۔

پہلا سوال

من ربك تیرا رب کون ہے اس سوال کی تیاری کیسے کریں کیا کلمہ پڑھ لینا کافی ہے اللہ اکبر کا نعرہ لگادینا کافی ہے اللہ اللہ کی مالا جپ لینا کافی ہے۔اس طرح بات نہیں بنے گی اگر رب کو رب مانتے

ہوا گر اس کو **الــٰـہ** مانتے ہو اگر اس کی ربوبیت کا اقرار و اعتراف کرتے ہو تو پھر اس کی دہلیز پر جبیں
سائی کرنا ہوگی اس کی چوکھٹ پر ماتھا رگڑنا ہوگا اس کے سامنے سجدہ ریزی کرنا ہوگی۔ اس کی عبادت
میں وقت گزارنا ہوگا تاکہ جب قبر میں سوال ہوں تو وہاں سوچ بیچار کی ضرورت نہ پڑے فوراً کہے کہ
جناب ساری زندگی جس کو سجدے کیئے اس کے علاوہ میرا رب اور کون ہو سکتا ہے۔ **ربی اللہ** میرا
رب اللہ ہے۔

دوسرا سوال

ما دینک تیرا دین کیا ہے۔ اس سوال کی تیاری کیسے کریں کہ شناختی کارڈ اور پاسپورٹ لیں
مذہب کے خانے میں اسلام لکھ دینے سے ہم اس سوال کی مکمل تیاری کر چکے۔ کیا اپنا نام مسلمانوں
جیسا رکھ دیا اپنے آپ کو مسلمانوں کی صفوں میں زبانی کلامی شامل کر دیا کیا اس سوال کی تیاری ہوگئی
اگر اس سوال کی تیاری کرنی ہے اگر اسلام کو اپنا دین مانتے ہو تو اسلام کی تعلیمات پر عمل کرو اسلام
نے جائز ناجائز کا فرق بتا دیا حلال وحرام میں امتیاز پیدا کر دیا۔ اسلام نے ہمیں راستہ بتایا اس راستے
پہ چلو اس راستے سے ہٹو اسلام نے ایک ایک لمحے ایک ایک گھڑی کی تصویر ہمارے سامنے کھینچ کر
رکھ دی اگر اسلام کو اپنا دین مانتے ہو تو اسلام کے سانچے میں ڈھل جاؤ اسلام کی تعلیمات پر عمل کرو
جب اسلام کی تعلیمات پر عمل کرو گے تو قبر میں مغالطہ نہیں ہوگا کہ ہمارا دین کیا ہے فوراً کہو گے جس
دین پہ ساری زندگی عمل کیا ہے اس کے علاوہ میرا دین اور کیا ہو سکتا ہے **دینی الاسلام** میرا
دین اسلام ہے۔ ان سوالوں کی تیاری آسان نہیں ہے ساری زندگی لگے گی ظاہر ہے میاں ساری
زندگی ان سوالوں کی تیار کرو گے تب ہی تو وہاں باقی تمام زندگی عیش وعشرت میں گزار سکو گے چلو پتہ
تو چلا کیسے تیاری کرنی ہے پہلے دو سوالوں کا تو پتہ چل گیا اور مشکل تو آخری سوال ہے۔

یہی تو جلوہ محمدی ﷺ ہے۔

اب آخری سوال کی طرف آئیں آخری سوال کیا ہے کس کے بارے میں ہے نبی کریم ﷺ کے
بارے میں پوچھا جائے گا یہ بتا یہ ہستی کون ہے اب کیا کریں ہم نے تو حضور ﷺ کو دیکھا نہیں بھئی
ہم نے تو نہیں دیکھا ہمارے پاس تو وہ نگاہ نہیں وہ نظر نہیں وہ تاب نہیں وہ برداشت نہیں ہم نے تو
سرکار دو عالم ﷺ کو دیکھا نہیں۔ اب اگر ایسا ہوتا مسجد میں سرکار دو عالم ﷺ کی تصویر لگی ہوتی
خانقاہوں میں مزارات پر مدارس میں مراکز میں دینی رہنماؤں کے پاس بڑی بڑی تصاویر موجود
ہوتیں اور وہ لوگوں کو دکھاتے کہ اے لوگو یہ ہیں ہمارے نبی پاک ﷺ قبر میں ان کے بارے میں ہم
سے سوال پوچھا جائے گا قبر میں ان کو پہچاننا پڑے گا یہ تصویر آنکھوں میں سجا لو یہ تصویر سینے میں بسا لو
اس تصویر کو ذہن نشین کر لو یہ خدوخال یہ نقش ونگار یہ قد وقامت یہ سب ذہن نشین کر لو تاکہ قبر میں
مشکل نہ ہو۔

کیا ایسا ممکن ہے کہیں سرکار دو عالم ﷺ کی کوئی تصویر تو موجود نہیں۔ اور اگر ہوتی بھی تو مسئلہ حل نہ
ہوتا کیوں نہ ہوتا دیکھو بھئی وہ کافر وہ مشرک اور وہ منافق جنہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ زندگی
گزاری لیکن ان کے دلوں پہ مہر لگی رہی وہ کلمہ نہیں پڑھ سکے اسلام قبول نہیں کر سکے سرکار دو عالم ﷺ
پر ایمان نہیں لا سکے زندگی ساتھ گزاری ہے سرکار ﷺ کا عہد ملا دور ملا سرکار ﷺ کی زیارت کا موقع
ملا لیکن کلمہ نہیں پڑھ سکے وہ کافر جنہوں نے سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ زندگی گزاری انہوں نے
سرکار ﷺ کو کتنی بار دیکھا ہوگا ظاہر ہے بے شمار بار دیکھا ہوگا۔

وہ کافر جنہوں نے بے شمار بار دیکھا لیکن جب قبر میں پہنچے کیا سرکار دو عالم ﷺ کو پہچان گئے کیا یہ کہا
کہ جناب ہم جانتے ہیں ہم ایک ہی محلہ ایک ہی گلی ایک ہی شہر کے رہنے والے ہیں یہ نبوت کا دعوی
کرتے تھے ہم نے تسلیم نہیں کیا، کیا ایسا کہیں گے؟ نہیں یارو بلکہ سب کافر کہیں گے **لا ادری**
میں نہیں جانتا نہیں پہچانتا مجھے نہیں پتہ کہ یہ ہستی کون ہیں۔ یہ چاند سے چہرے والا کون ہے، کافر

کہے گا مجھے نہیں پتہ، جنہوں نے تصور نہیں بلکہ خود سرکار دو عالم ﷺ کو دیکھا وہ تو قبر میں نہیں پہچان سکے آج ڈیڑھ ہزار سال بعد سرکار دو عالم ﷺ کا کلمہ گو سرکار دو عالم ﷺ کا امتی جب یہ قبر میں پہنچتا ہے اس نے ایک بار بھی سرکار دو عالم ﷺ کو نہیں دیکھا جب یہ قبر میں پہنچتا ہے دیکھتے ہی بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ یہی تو جلوہ محمد ﷺ ہے انہی کی تلاش میں تو قبر کی منزل تک آن پہنچا ہوں۔ یہی تو میرے ملجا ہیں یہی تو میرے ماویٰ ہیں۔

نعرہ تکبیر **اللہ اکبر**۔ نعرہ رسالت **یا رسول اللہ** ﷺ۔ نعرہ حیدری **یا علی**ؓ فیضان حضور غزالی زماںؒ جاری رہے گا۔

جناب والا غور کرنے کا مقام ہے جنہوں نے بار بار دیکھا وہ نہیں پہچان سکے جس نے ایک بار بھی نہیں دیکھا وہ پہچان گیا نتیجہ یہ نکلا کہ نبی پاک ﷺ کو پہچاننے کیلئے سر کی آنکھ نہیں بلکہ دل کی آنکھ چاہیے۔ جنہوں نے ظاہری آنکھ سے دیکھا وہ کہنے لگے جی ہم جیسے ہی تو ہیں کھاتے ہیں پیتے ہیں سوتے ہیں چلتے ہیں ہمارے درمیان زندگی گزارتے ہیں ہم جانتے ہم جیسے ہیں۔ جنہوں نے ظاہری آنکھ سے دیکھا انہوں نے کہا ہم جیسے ہیں جنہوں نے دل کی آنکھ سے دیکھا وہ بے اختیار پکار اٹھے بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر نعرہ تکبیر **اللہ اکبر**۔ نعرہ رسالت **یا رسول اللہ** ﷺ۔ نعرہ حیدری **یا علی**ؓ فیضان حضور غزالی زماںؒ جاری رہے گا۔

پتہ چلا کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کو پہچاننے کیلئے ظاہری آنکھ نہیں بلکہ دل کی آنکھ چاہیے جو دل کی آنکھ ہے درحقیقت دل کی آنکھ محبت کی آنکھ ہے یہی چشم الفت ہے۔ سرکار ﷺ کو وہ ہی پہچان سکے گا جس کے سینے میں سرکار دو عالم ﷺ کی محبت موجود ہوگی اور جو سینے سرکار دو عالم ﷺ کی محبت سے خالی ہوں گے وہ سرکار ﷺ کو نہیں پہچان سکیں گے پتہ چل گیا کہ آخری سوال کی تیاری کیسے کرنی ہے عشق رسول ﷺ کو اپنانا ہوگا سرکار دو عالم ﷺ کی محبت سینوں میں رگ و ریشے میں پیوست کرنا ہوگی عشق مصطفی ﷺ میں مخمور ہونا ہوگا پھر قبر میں سرکار دو عالم ﷺ کو پہچاننے میں مشکل پیش نہ آئے گی۔

قبر درحقیقت عالم برزخ کی کیفیت کا نام ہے

میں نے عرض کیا تھا اس حدیث میں دو باتیں سمجھنے کی ہیں ایک بات سمجھا دی ایک بات ابھی باقی ہے وہ کیا ہے کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں یہ سنی عجیب لوگ ہیں بالکل قرآن و حدیث کے خلاف بات کرتے ہیں سرکار دو عالم ﷺ نے تو پردہ فرما دیا۔ سرکار دو عالم ﷺ تو عالم برزخ میں تشریف فرما ہیں یہ ان کو پکارتے ہیں پکارو یا رسول اللہ ﷺ کے نعرے لگاتے ہیں یہاں سے تو ان کا رشتہ ٹوٹ گیا تعلق ختم ہو گیا عالم برزخ میں چلے گئے یہ اعتراض کرتے ہیں

میں عرض کروں گا یارو، یہ بتاؤ جس وقت حضور علیہ اسلام روئے زمین پر تشریف فرما تھے صحابہؓ کے جھرمٹ میں جلوہ فگن تھے سرکار دو عالم ﷺ کے غلام دنیا سے رخصت ہوتے تھے یا نہیں بھئی کافر ہو یا مؤمن ہو نیک ہو یا بد ہو یہ علیحدہ بات ہے سوال تو ہر ایک سے ہوگا۔ تو جب سرکار دو عالم ﷺ اس دنیا میں جلوہ فگن تھے تو قبر میں جو جاتے تھے اس وقت سرکار دو عالم ﷺ کے بارے ان سے پوچھا جاتا تھا یا نہیں ظاہر ہے پوچھا جاتا تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ تو اس دنیا میں ہیں اور قبر عالم برزخ ہے ممکن ہے آپ کے ذہن میں یہ بات ہو کہ قبر تو اس گڑھے کا نام ہے جہاں پہ ہم مردے کو دفناتے ہیں یارو یہ بات سچی نہیں۔ فرض کیا خدانخواستہ کوئی سمندر میں گرا اسے مچھلیوں نے مگرمچھوں نے کھا لیا اس کی قبر تو کہیں نہیں بنی اب وہ فرشتے اس سے سوال کریں گے یا نہیں کریں گے سوال کریں گے تو کہاں آئیں گے مچھلیوں کے پیٹ میں آئیں گے۔

پتہ چلا کہ قبر جو ہے وہ یہ ظاہری گڑھا نہیں وہ تو عالم برزخ کی ایک کیفیت کا نام ہے۔ قبر ظاہر ہے گڑھا نہیں ہے بلکہ قبر تو حقیقت میں عالم برزخ ہے۔ اگر کوئی شخص حادثے میں بیچارہ دنیا سے رخصت ہو جائے اس کا جسم جل جائے اس کے اعضاء منتشر ہو جائیں کسی کو کوئی جانور کھا جائے قبر تو بظاہر نہیں بنی لیکن فرشتے سوال و جواب کے لیئے آئیں گے ضرور آئیں گے کہاں آئیں گے قبر تو بنی نہیں ارے قبر زمین کے گڑھے کا نام نہیں قبر تو عالم برزخ کا نام ہے۔ اب عالم برزخ میں سرکار دو

عالم ﷺ کے بارے سوال ہوتا تھا وہ چاہے صحابہ اکرامؓ تھے یا کفار تھے یا مشرک تھے سب سے سوال
ہوتا تھا سرکار دو عالم ﷺ قبر میں جلوہ فگن ہوتے تھے پوچھا جاتا تھا بتا یہ ہستی کون ہے۔ یار و اب بتاؤ
سرکار دو عالم ﷺ اس دنیا میں تھے بتاؤ عالم برزخ سے سرکار دو عالم ﷺ کا تعلق تھا یا نہیں تھا ظاہر
ہے تھا۔ اور جب سرکار دو عالم برزخ میں جائیں گے تو اس دنیا سے تعلق ہوگا یا نہیں ہوگا۔ حقیقت یہ
ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ تو تمام عالموں کے لیئے نبی ﷺ ہیں۔ عالم دنیا میں ہیں تو عالم برزخ والوں
سے عالم برزخ میں ہیں تو عالم دنیا والوں سے تعلق ہے۔

عرس کی حقیقت

حضرات محترم میں نے جہاں سے سلسلہ کلام شروع کیا تھا ذرہ اس طرف پلٹنے کی کوشش کرتا ہوں
فرشتے قبر میں آئیں گے سوال و جواب کریں گے سوال یہ تھا کہ عرس کا لفظ کہاں سے نکلا ہے فرشتے
پوچھیں گے **من ربك** تیرا رب کون ہے۔ **ربی الله** میرا رب اللہ ہے **ما دينك** تیرا دین
کیا ہے **دينی الاسلام** میرا دین اسلام ہے۔ اور پھر پوچھا جائے گا سرکار دو عالم ﷺ کے
بارے میں کہ بتا اس ہستی کو جانتا ہے اگر سرکار دو عالم ﷺ سے محبت کرنے والا ہے اگر سرکار دو عالم
ﷺ کا غلام ہے تو بے اختیار سرکار دو عالم ﷺ کے قدموں سے لپٹ جائے گا جب سب سوالوں
کے جواب دے دے گا تو فرشتے کہیں گے۔ (**نم كنومة العروس**) اب تو اس دلہن کی طرح
سو جا جسے سوا دولہا کے کوئی نہیں جگا سکتا۔ اب یہاں پر تجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی یعنی کوئی عذاب
نہیں ہوگا کوئی تیری قبر میں سانپ اور بچھو نہیں آئیں گے۔ اب تیری قبر میں عذاب کے فرشتے نہیں
آئیں گے یہاں پر اب جنت کی ٹھنڈی ہوائیں ہوں گی یہاں پہ سو جا ایسے جیسے دلہن سوتی ہے جسے
سوائے دولہا کے کوئی نہیں جگا سکتا اس کی خلوت گاہ ناز میں سوائے دولہا کے کسی کو رسائی حاصل نہیں
ہوتی ہر ایک کے لیئے دروازے مقفل ہوتے ہیں کوئی دوسرا غیر محرم اندر نہیں آ سکتا۔ کیونکہ اسے دلہن
کی طرح سونے کا کہا گیا ہے تو جب وہ دلہن ہے تو یہ شادی ہوئی یا نہیں ہوئی اگر یہ ایسی شادمانی کا

موقع ہے اگر اس کیلیئے فرحت وانبساط کے ایسے دروازے کھلے ہیں اگر یہ موت اس کے لیئے محبوب
سے ملاپ کا نام ہے اور اگر اس نے سوالوں کے جواب سہی دیئے ہیں تو اس پر پھر اللہ کے انعام و
اکرام کے دروازے کھل گیئے ہیں تو پھر یہ اس کے لیئے وصال ہے یہ شادی ہے یہ ملاپ ہے یہ عرس
ہے۔ ہمیں یقین ہے لیکن وہ بیچارے لوگ جو دن رات اس سوچ میں رہتے ہیں کہ ان کے بزرگ
بیچارے کس حال میں ہوں گے بھئی ان کا عقیدہ تو یہ ہے وہ تو یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ نبی پاک ﷺ کو
تو خود نہیں پتہ میرے ساتھ کیا ہونا ہے میرے ساتھ کیا گزرنی ہے۔ جن کے خیال کے مطابق نبی کو
پتہ نہ ہو کہ وہ بخشا جائے گا یا نہیں ان کو اپنے بزرگوں کے بارے کیسے یقین ہو سکتا ہے ظاہر ہے بالکل
یقین نہیں ہے۔ جب اپنے بزرگوں کے بارے انہیں یہ یقین نہیں کہ یہ بخشے جائیں گے تو وہ کیسے
موت کو شادی کی صورت میں منا سکتے ہیں وہ صحیح کرتے ہیں جو اپنے بڑوں کا عرس نہیں مناتے ان کو
اندیشہ ہے کہ پتہ نہیں بخشے جائیں گے کہ نہیں۔ لیکن ہمیں یقین ہے ہمارے بزرگ وہاں پہ اللہ کی
رحمتوں چھاؤں میں ہیں اللہ کی نعمتوں کے حصار میں ہیں۔ جب اللہ کے محبوب بندے اس دنیا سے
رخصت ہوتے ہیں قبر میں پہنچتے ہی وہ محل کرامت پہ فائز ہو جاتے ہیں ان کی قبر میں جنت کی
کھڑکیاں کھل جاتی ہیں۔ ان کو لطف ولذت کے مزے میسر آتے ہیں۔ اس لیئے ہم ان کا عرس
مناتے ہیں۔

دوران تقریر کیئے گئے سوالات کے جوابات

کیا بغیر داڑھی والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اگر ہو جاتی ہے تو کن صورتوں میں؟
کیا مزارات کو سجدہ کرنا یا چومنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟
کیا غیر مقلدین کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب نمبر1

میں عرض کروں گا اگر مقتدی باریش ہے شریعت کے مطابق اس کی اپنی داڑھی ہے تو اس کی بغیر

داڑھی والے کے پیچھے نماز نہیں ہوگی گویا جس کی اپنی داڑھی نہیں وہ اوروں کو نصیحت اور خود میاں
فضیحت نہ بنے جس کی اپنی داڑھی نہیں وہ بغیر داڑھی والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے اس کی نماز ہو
جائے گی لیکن داڑھی سنت مؤکدہ ہے ہونا تو یہ چاہیے ۔ ہر مسلمان باریش ہو ۔ پتہ چل گیا کہ کن
صورتوں میں ہوسکتی ہے کن میں نہیں ہوسکتی ۔

جواب نمبر2

میں عرض کروں گا اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں بھئی نبی پاک ﷺ کو سجدہ کرنا جائز نہیں کسی اور
ولی مرشد پیر کو سجدہ کرنا جائز کیسے ہوسکتا ہے یار حضور سرور کائنات کے لیے بھی سجدہ جائز نہیں یہ
بات طے شدہ ہے کہ اللہ کے سوا اگر کسی کو معبود سمجھ کے سجدہ کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے ۔ اور
اگر سجدہ تعظیمی کرتا ہے کہ صرف میں تعظیم کے لیے سجدہ کروں دینی عبادت کے لیے نہیں کر رہا ادب
اور تعظیم میں سجدہ کر رہا ہے تو تب بھی وہ ایک ناجائز کام کر رہا ہے اگر تعظیمی سجدہ کیا اس صورت میں
وہ شرک تو نہیں ہوا البتہ ناجائز کام کا مرتکب ہوا۔

یارو لوگ ممبر رسول پہ چڑھ کر ہمیں الزام دیتے ہیں یہ سنی قبروں کو سجدہ کرتے ہیں مزارات کو چومتے
ہیں بھئی ہم سے پوچھ تو لو دنیا کے کسی قانون میں دشمن کو صفائی کا موقع دیے بغیر سزا سنانا جائز نہیں
بھئی ہم سے پوچھ تو لو کیا ہم قبر کو سجدہ کرنا جائز سمجھتے ہیں یا نہیں ۔ بعض لوگ جانے انجانے مزارات پر
جا کر سجدہ نہیں سجدہ کی سی حالت میں مزارات چومتے ہیں ۔ یہ اعتراض اپنی جگہ درست ہے میں مانتا
ہوں یہ درست ہے لیکن جو سجدہ کرے پیر ولی مرشد مزارات کو وہ جائز نہیں کرتا ناجائز کرتا ہے جو
جانے انجانے میں ایسا کرتا ہے اسے منع کرو اسے روکو وہ رکنے سے نا رکے وہ منع کرنے سے منع نہ
ہو وہ باز نہ آئے تو ایسے شخص سے ہمارا کوئی تعلق نہیں اہل سنت کا کوئی جوان نوجوان ایسا نہیں جو دربار
مزارات کو سجدہ کرتا ہو لیکن جو علم ہوتے ہوئے ایسا کرتے ہیں وہ اہل سنت نہیں وہ کوئی اور ہوگا۔

مسلک حق اہل سنت جماعت کے عقیدہ کے مطابق اللہ کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں قبر تو دور کی بات
ہے زندہ ولی پیر کو ولی پیر تو دور کی بات ہے نبی ﷺ کو نبی ﷺ تو دور کی بات ہے رسول کو رسول تو دور

کی بات ہے امام الانبیاء امام الرسل کو بھی سجدہ جائز نہیں ۔

جہاں تک چومنے کا تعلق ہے کچھ علماء نے اسے جائز قرار دیا کچھ نے غلط قرار دیا اور روکا بھی جو اہل
علم ہیں وہ بزرگوں کے ہاتھ پاؤں مزارات کو بوسہ دیتے ہیں ۔ بعض جن کو علم نہیں ۔ وہ غلط فہمی کا شکار
ہو کر سجدہ کرنے لگ جاتے ہیں ۔ اس لیے یہ بات کہیں سے کہیں جا نکلے گی گویا میں بھی عرض کروں
گا مزارات کو نہ چوما جائے تو بہتر ہے ۔

جواب نمبر 3

دراصل بات یہ ہے دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا ان سے اصل جھگڑا کیا ہے میں نے جامعہ عربیہ انوار العلوم
کے جلسہ میں بھی یہ بات بڑی تفصیل سے بیان کی تھی ۔ عوام اہل سنت کو یہ پتہ ہی نہیں کہ ہمارا ان
سے اصل جھگڑا کیا ہے ۔

یارو اذان سے پہلے درود و سلام پڑھنے کا نا پڑھنے کا جھگڑا نہیں جو پڑھتا ہے وہ خوش قسمت ہے جو نہیں
پڑھتا اس کی بد نصیبی ہے لیکن وہ اس بنیاد پر کافر نہیں جھگڑا رفع یدین کا نہیں جو نہیں کرتا ہم اسے کافر
قرار نہیں دے سکتے کوئی گیارہویں شریف نہ پکائے نذر نیاز نہ پکائے نا کھائے لیکن ہم اسے کافر
قرار نہیں دے سکتے البتہ اسے نصیحت کریں گے تلقین کریں گے ۔ درس دیں گے

اچھا ہمارا اصل جھگڑا کیا ہے غیر مقلدین حضرات جن کو اپنا بڑا مانتے ہیں اپنا گرو مانتے ہیں انہوں
نے نبی پاک ﷺ کی شان میں بہت گستاخیاں کی ہیں اور یہ بات تو ہر مومن تسلیم کرے گا کہ نبی کریم
ﷺ کی شان میں جو گستاخی ہے وہ قابل برداشت نہیں وہ قابل معافی نہیں ۔ بات صحیح ہے یا غلط ہے
اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ بتائے اس پر تو وہ خود بھی اعتراض نہیں کر سکتے یہ تو ہر ایک جانتا ہے کہ
شان رسالت میں گستاخی کفر ہے البتہ جب ہم ان کے بزرگوں کی عبارات پیش کریں تو یہ کہتے ہیں
۔ بھئی یہ گستاخی نہیں ہے ۔

میں ایک عبارت سناتا ہوں کسی مولوی سے نہ پوچھو کسی مفتی سے نہ پوچھو بلکہ خود اپنے آپ سے پوچھو
یہ گستاخی ہے یا نہیں ہے یہ بدتمیزی ہے یا نہیں ہے اگر کوئی شخص اپنی کتاب اپنی تصنیف میں یہ لکھے کہ

نماز میں نبی پاک ﷺ کا خیال آجائے تو معاذ اللہ نماز نہیں ہوگی اگر گدھے یا بیل کا خیال آجائے تو نماز ہوجائے گی۔معاذ اللہ بھئی ایسی بے ہودہ باتیں لکھنے والا اور اسے اسلام سمجھنے والا کیا مسلمان ہو سکتا ہے بھئی مفتیوں کے چکر میں نہ پڑھو مولویوں کے دروازے نہ کھٹکھٹاؤ خود اپنے آپ سے پوچھ لو ایسے آدمی کا بروز قیامت کیا حشر ہوگا۔

یہی بات ہم کہتے ہیں لیکن اسے لوگ کہتے ہیں یہ فرقہ واریت ہے ذرا سوچیں بھئی ہمارا ان سے کیا مطالبہ ہوسکتا ہے ارے وہ تو مرکھپ گئے وہ تو دنیا سے چلے گئے کیا ہم یہ مطالبہ کریں گے کہ ان کو پھانسی پہ چڑھا دو انہیں موت کے گھاٹ اتار دو بھئی وہ تو بچارے خود ہی موت کے گھاٹ اتر گئے کیا ہم یہ مطالبہ کریں گے کہ انہیں جیل بھجوا دو وہ تو اس وقت جس جیل میں ہیں۔اس سے سخت کوئی اور جیل ہو ہی نہیں سکتی۔نعرہ تکبیر۔اللہ اکبر،نعرہ رسالت یارسول اللہ ﷺ،نعرہ حیدری یاعلیؓ فیضان حضور غزالی زماںؒ۔۔۔جاری رہے گا۔

بھئی جنہوں نے ایسی بے ہودہ عبارت لکھیں وہ تو فنا کے گھاٹ اتر گئے بھئی ہمارا کوئی مطالبہ نہیں ہمارا مطالبہ کیا ہوسکتا ہے البتہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جنہوں نے یہ بے ہودہ حرکتیں کی ہیں ان سے تعلق ناطہ رشتہ توڑ دو ان کو اپنا بڑا ماننا گرو ماننا چھوڑ دو ہمارا اختلاف ابھی اور اسی وقت ختم ہوجائے گا۔

ہم سے لوگ اعتراض کرتے ہیں بھئی یہ مولویوں کی جنگ ان کے جھگڑے یہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے یہ شریعت نافذ کیا کریں گے۔یہ اسلام کا بول بالا کریں گے یہ پاکستان میں نظام مصطفیٰ رائج کریں گے ان مولویوں نے فساد برپا کیا ہوا ہے ارے مولویوں کو چھوڑ اپنے ضمیر سے پوچھو جو سرکار ﷺ کی شان میں آوازیں کسے اس کے بارے تم کیا کہتے ہو ہمارا صرف یہ مطالبہ ہے نبی پاک ﷺ کی خاطر ان شہدوں سے ناطہ تعلق توڑ دو جو ایسی بے ہودہ عبارت لکھتے ہیں۔آپ سوچیں کبھی برادری کا جھگڑا ہوجائے ہم سمجھتے ہیں چھوڑو یار دفع کرو معافی مانگ لو بات ختم ہوجائے گی اچھا جی میں معافی مانگتا ہوں بات ختم ہوجاتی ہے حالانکہ سب جانتے ہیں غلطی اس کی ہے مظلوم کی کوئی غلطی نہیں گویا جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے مظلوم معافی مانگ لیتا ہے نبی کریم ﷺ کی

عظمت کی خاطر نبی کریم ﷺ کی محبت کی خاطر اور امت مسلمہ کے اتفاق اتحاد کی خاطر ایسے لوگوں سے ناطہ توڑ دو جو گستاخ ہیں۔ان کو بزرگ ماننا چھوڑ دو اختلاف ابھی ختم ہوجائیگا۔نعرہ تکبیر۔اللہ اکبر۔نعرہ رسالت۔یارسول اللہ ﷺ۔نعرہ حیدری۔یاعلیؓ۔فیضان حضور غزالئی زماں۔جاری رہے گا

بھئی جو گستاخیاں کرتے ہیں چند ایسے مولویوں سے تعلق رشتہ ناطہ توڑنے کی بجائے البتہ یہ کہے کہ یہ بڑے عالم ہیں بڑے فن حدیث جاننے والا ہے بھئی جو صاحب حدیث سے محبت نہ کرے وہ حدیث کا احترام کیسے کرسکتا ہے ممکن ہی نہیں اب آپ کو پتہ چل گیا ہوگا کہ ہمارا ان سے اصل جھگڑا کیا ہے۔ارے ہم کو الزام دیتے ہیں کہ سنی حضرات قبر کو سجدہ کرتے ہیں مزارات کو چومتے ہیں۔

میں عرض کروں گا ہم میں ایسا کوئی نہیں کرتا چند ان پڑھ وہ ایسا فعل کرتے ہیں ہم انہیں منع کرتے ہیں روکتے ہیں اگر نہ رکیں تو نہ منع ہوں تو ہم کہتے ہس کہ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

لیکن ہم پر اعتراض ہے ہمارے جاہلوں کی وجہ سے لیکن تم پر اعتراض ہے تمھارے عالموں کی وجہ سے کیا یہ چھوٹا فرق ہے بہت بڑا فرق ہے یہ بنیادی فرق ہے۔ارے ہم پر اعتراض ہے ہمارے جاہلوں کی وجہ سے کہ انہوں نے جہالت میں یہ کام کیا ہم نے کہہ دیا ہمارا ایسے لوگوں سے کوئی تعلق نہیں۔تم پر اعتراض ہے تمہارے عالموں کی وجہ سے بھئی تم بھی تو کہہ دو کہ جنہوں نے ایسی عبارتیں لکھیں ہیں وہ ہمارے بزرگ نہیں وہ ہمارے گرو نہیں آج کہہ دو ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں جو بے ادب گستاخ ہیں ان سے ہمارا کوئی رشتہ ناطہ نہیں اختلاف ابھی اور اسی وقت ختم ہوجائیگا۔

نعرہ تکبیر۔اللہ اکبر۔نعرہ رسالت یارسول اللہ ﷺ۔نعرہ حیدری۔یاعلیؓ فیضان حضور غزالی زماںؒ۔۔۔جاری رہے گا۔

بات سمجھ گئے اب سوال کا جواب سن لیں ایسے آدمی کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں فرض کیا اللہ نہ کرے کوئی شخص آپ کو جھوٹا الزام دے آپ کی عزت اچھالے پگڑی اچھالے کہ اس کے گھر یہ ہوتا اسکے گھر والے ایسے ہیں پھر وہ عزت اچھالنے والا امام بن کھڑا ہو کیا تم ان کے پیچھے نماز پڑھو گے

ہرگز نہیں پڑھو گے بلکہ دوسروں کو بھی منع کرو گے ارے جس نے ایک عزت دار شخص کی ماں، بہن بیٹی کو جھوٹا الزام دیا ہو تم میں سے کوئی ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھے گا۔

یارو اگر کوئی ہماری ماں، بہن بیٹی کو الزام دے ان کے پیچھے تو ہم نماز نہیں پڑھتے لیکن جب کوئی نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرے نبی ﷺ کی عزت کو اچھالنے کی کوشش کرے بتائیں جی ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں ہوگی۔

حقارت ہے جب تیری عزت اچھالی گئی تو نے کسی سے فتویٰ نہیں لیا بلکہ خود ہی مفتی بن کر ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع ہو گیا لیکن جب سرکار دو عالم ﷺ کو الزام دیا گیا تو چل پڑا فتویٰ لینے یہاں بھی تو خود ہی سوچو اپنے ضمیر سے فتویٰ مانگو کہ جو سرکار دو عالم ﷺ کو الزام دیتا ہے ان کے پیچھے میری نماز کیسے ہو سکتی ہے۔

یارو ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں جو سرکار دو عالم ﷺ کی عزت کو اچھالتا ہے بے ادب، گستاخ کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

﴿وآخر دعویٰ ان الحمد لله رب العالمین﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 15

اَولیاء اللہ کی پہچان

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتو كل عليه و نعوذ با الله من شر ور انفسنا ومن سياٰت اعمالنا من يهده الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادى له ونشهدان لااله الاالله وحده لاشريك لـه و نشهد ان سيدنا ونبينا وحبيبِنا و كريمنا و رؤفنا ورحيمنا و مولنا وملجنا وما وٰنا محمدًا عبده ورسوله امابعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم الا انا اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون صدق الله مولانا العلى العظيم وصدق رسوله النبى الكريم الامين ونحن على ذالك لمن الشاهد ين والشا كرين والحمدلله رب العلمين۔

واجب التعظیم لائق صد تحریم علماء و مشائخ معززین ومکرم ایک بات ذہن میں رکھیں جب بات سیرت کی ہوخواہ سیرت النبی ﷺ کی بات ہوخواہ سیرت اولیاء کی بات ہوخواہ کسی عام آدمی کی سیرت کی بات ہوتو سیرت سیرت میں فرق ہوتا ہے۔اگر میں کہوں کہ وہ اچھے ہیں۔وہ نیک ہیں وہ پارسا ہیں وہ متقی ہیں۔وہ باعث رشک ہیں۔وہ لائق تقلید ہیں۔اگر میں اس طرح بات کروں تو ضروری نہیں ہے کہ ولی کی سیرت کی بات ہورہی ہے کسی ایک عام اچھے بھلے آدمی کی سیرت بھی ہوسکتی ہے جب ہم مقدس ہستیوں کی سیرت کی بات کریں۔تو ہم کوئی ایسی بات بیان کریں۔جو دوسروں میں نہ پائی جائے تا کہ تعین ہو جائے کہ یہ نبی ﷺ کی سیرت ہے تعین ہوجائے کہ یہ ولی کی سیرت ہے تعین ہو جائے کہ یہ عام اچھے آدمی کی سیرت ہے تا کہ پتہ تو چلے ناں کہنے اور سننے والے کوعلم تو ہو کہ کسی کی سیرت کی بات ہورہی ہے اگر حق گوئی کی بات ہو بے باقی کی بات ہو ثابت قدمی کی بات ہو قربانی کی بات ہو نیکی کی راہ پہ چلنے کی بات ہو یہ تمام باتیں ایسی ہیں جن کی توقع اللہ کے ہر نیک بندے سے کی جاسکتی ہے اور جو صراط مستقیم پر ہو اس کے بارے یہی تصور کیا جاتا ہے کہ اس نے ان تمام چیزوں کو اپنایا ہوگا آپ نے سنا ہوگا جب سیرت النبی ﷺ کی بات ہوتی ہے اس میں حضور اکرم

ﷺ کے معجزات اور کمالات کا ذکر لازماً کیا جاتا ہے گویا یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ اس ہستی کی بات ہے جس کی قدرت یہ ہے اختیار یہ ہے شان یہ ہے، مقام یہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ایسا قرب حاصل ہے اور عزت و عظمت رفعت کا حامل ہونے کے باوجود دیکھو کہ اس ہستی نے کس طرح زندگی گزاری ہے

دیکھیے صرف مثال پیش کرتا ہوں اگر ہم سرکار دو عالم ﷺ کا میلاد بیان کریں اور کہیں کہ حضور اکرم ﷺ بارہ ربیع الاول کو دنیا میں جلوہ گر ہوئے یہ تو کوئی ایسے کمال کی بات نہیں ہے بارہ ربیع الاول شریف کو تو بے شمار بچے پیدا ہوئے ہیں اس میں کون سی خصوصیت ہے اس میں کون سا امتیاز ہے مسلمانوں کے گھر بھی کافروں کے گھر بھی نیکوکاروں کے گھر بھی، بدوں کے گھر بھی اور اسی طرح وہ بچے جو پیدا ہوتے ہیں ان میں سے کچھ اچھے بھی ہیں۔ کچھ برے بھی ہوتے ہیں لہٰذا بارہ ربیع الاول شریف کو پیدا ہونا تو کوئی کمال نہیں۔

اس لیئے جب سرکار دو عالم ﷺ کا ذکر کرو تو ساتھ یہ بھی کہو کہ جب سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی تو آتش کدۂ فارس بجھ گیا تھا اور کسریٰ کے محل کے کنگرے گر گئے تھے اور کعبہ کے اندر بت سربسجود ہو گئے تھے کفر و شرک کی دنیا میں زلزلے آ گئے تھے جب تک یہ بات نہ بیان کی جائے اس وقت تک محض بارہ ربیع الاول کی ولادت کا ذکر کرنا تو کوئی کمال نہیں ہے حضور والا جب سیرت اولیاء کی بات ہو اگر میں یہ کہوں کہ وہ متقی ہوتے ہیں وہ پارسا ہوتے ہیں، تو ہر مسلمان کے بارے میں اصولی طور پر یہ تصور کیا جاتا ہے کہ مسلمان تو وہی ہوگا جو تقویٰ کے راستے پہ چلے گا جو پارسائی کو اپنائے گا جو گناہوں سے بچے گا جو نیکی کے راستے پہ چلے گا جو خدا کی نافرمانی سے گریز کرے گا خدا کے احکام پر پابند رہ کر زندگی گزارے گا یہ تو ایک مسلمان کا معیار ہے یہ ایک مرد مؤمن کا معیار ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ اس کو ولادت کا معیار بنا دیں

اس لیئے جب سیرت اولیاء کی بات ہو تو ساتھ یہ بھی تو ہونا چاہیے کہ اللہ کے ولی تو وہ ہوتے ہیں جو اللہ کے مقبول اور محبوب بندے ہوتے ہیں جن کو مقام ولایت پر اللہ تعالیٰ فائز فرما دے اپنے قرب

سے سرفراز فرما دے تو وہ اللہ کے قریب ہو کر اللہ کے محبوب ہو کر پھر یہ ہمارے سامنے کس طرح زندگی گزارتے ہیں ان میں کروفر نہیں ہوتا ان میں طمطراق نہیں ہوتا ذرا سوچو تو سہی اگر کوئی شخص کسی صاحب اقتدار سے قریب ہو اس کے پاؤں زمین پر نہیں ٹکتے کسی ایم این اے کسی ایم پی اے کا مصاحب ہو کسی منسٹر کی ناک کا بال ہو وہ سمجھتا ہے کہ میں کوئی ماورائی مخلوق ہوں وہ عام آدمیوں کو اپنا ہم پلہ تصور نہیں کرتا کسی ایم این اے کسی ایم پی اے کسی منسٹر سے کسی کو قرابت ہو جائے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ اب باقی سب لوگ حقیر ہیں اور میں اعلیٰ ہوں میں ارفع ہوں۔

مگر جو اللہ کا ولی ہے ولی کسے کہتے ہیں آپ لغت اٹھائیں بے شمار معنی آپ کے سامنے آئیں گے۔

مگر تین باتیں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ ولی اللہ کا محبوب ہوتا ہے مقرب ہوتا ہے مقبول ہوتا ہے جو کسی منسٹر کے قریب ہو اس کے پاؤں زمین پر نہیں لگتے اور جو اللہ کے قریب ہو ظاہری حوالے سے اگر ہم دیکھیں تو یہ خیال کرنا چاہیے کہ جو اللہ کا ولی ہوتا ہے وہ تو پھر کسی کو لفٹ نہیں کرائے گا مصافحہ کرنا عار سمجھے گا کسی کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کریں گے۔ کسی کی طرف دیکھنا بھی اس کو گوارہ نہیں ہوگا عام لوگوں کی محفلوں میں جانا اس کے لیئے باعث شرم ہوگا وہ لوگوں کو اپنے آپ سے حقیر سمجھے گا کمتر جانے گا کسی کو اپنے پاس بیٹھنے کی اجازت نہ دے گا۔

لیکن جو اللہ کے ولی ہیں وہ کسی کو حقیر نہیں سمجھتے ان کے اندر عاجزی ہوتی ہے ان کے اندر انکساری ہوتی ہے ان کے اندر خوش اخلاقی ہوتی ہے اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے بندوں کی رہنمائی کا فریضہ سونپا ہوا ہوتا ہے اچھا اب میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ میں جو کچھ بھی باتیں عرض کر رہا ہوں وہ کچھ ایسے ہیں جیسے پانی میں مدھانی چلائی جائے وہ اس لیئے کہ لوگوں کے ذہن میں سوال ہوگا کہ ولی کون ہے پھر سوال ہوگا ولی کا مقام کیا ہے ولی کی شناخت کیا ہے اور پھر مرحلہ آئے گا کہ ہمیں ولی کی سیرت سے کس طرح سبق حاصل کرنا چاہیے حضور والا، ولی کی شناخت اور ولی کی پہچان

اولیاءاللہ کی پہچان

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ خدا کو پہچاننا آسان ہے اور اللہ کے ولی کو پہچاننا مشکل ہے ممکن ہے کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ دیکھا یہ سُنیوں کی روایت یہ انتہا پسندی اپنے فقیروں کو اپنے پیروں ولیوں کو خدا سے بڑھا دیتے ہیں کہتے ہیں اللہ کو پہچاننا آسان ہے اور اللہ کے ولی کو پہچاننا مشکل ہے دیکھو ولیوں کی شان اور مرتبہ بڑھا دیا ارے بھائی یہ شان اور مرتبہ بڑھانے کی بات نہیں ہے بات تو بڑی سیدھی سادھی ہے اس کو پہچاننا آسان ہو جاتا ہے جس جیسا دوسرا کوئی نہ ہو جس جیسا دوسرا کوئی نہ ہو اسے پہچاننا بڑا آسان ہوتا ہے خدا جیسا دوسرا کوئی نہیں ظاہر ہے اللہ اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے وہ منفرد ہے ممتاز ہے اللہ جیسا دوسرا کوئی نہیں جب اس جیسا دوسرا کوئی نہیں تو اسے پہچاننا تو آسان ہے لیکن اللہ کے ولی تو بظاہر عام انسانوں جیسے ہوتے ہیں۔

اس لیئے ولی کو پہچاننا مشکل ہے اب یہ مشکل آسان کیسے ہو پہلے تو یہ اللہ نے خود مشکل آسان فرمائی جب ولیوں کی شان بیان کی تو پہچان بھی بیان فرمائی **الذین آمنو وکانو یتقون** اللہ کے ولی کون ہوتے ہیں جو صاحب ایمان ہوتے ہیں جو صاحب تقویٰ ہوتے ہیں ان کا باطن ایمان سے جگمگاتا ہے اور ان کا ظاہر وہ تقویٰ سے روشن ہوتا ہے ہم سنیوں میں بڑی عجیب و غریب بات ہے کوئی شخص ننگا پھر رہا ہو اسے کہہ دیتے ہیں کہ یہ اللہ کا ولی ہے کوئی نماز نہ پڑھے بلکہ لوگوں کو بھی کہے کہ جب تم مجھ سے وابستہ ہو گئے ہو اب نماز پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں آخر ولی ہیں کس لیے اگر ہمارا دامن پکڑنے کے بعد بھی نماز پڑھنے کی ضرورت ہے۔ تو پھر ولائیت کس کام کی نہ نماز پڑے نہ روزہ رکھے نہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے نہ لوگوں کو خدا کے احکام کی تعلیم و ترغیب دلائے اور دعویٰ کرے ولی ہونے کا یارو یہ پہچان اللہ نے ہمارے سامنے رکھ دی ولی کون ہوتا ہے

الذین آمنو وکانو یتقون یہ کسی مولوی کا فتویٰ نہیں یہ کسی مدرس کی بات نہیں یہ کسی مبلغ کی تبلیغ نہیں بلکہ یہ خدا کا فرمان ہے کہ ولی وہ ہوتا ہے جو صاحب ایمان ہوتا ہے جو صاحب تقویٰ ہوتا

ہے اچھا آج کل ایک اور پرابلم (Problem) بھی ہے کہ روز اخبار میں کسی جعلی پیر کا قصہ آیا ہوتا ہے پچھلے دنوں میں حاصل پور جا رہا تھا تو حاصل پور جاتے ہوئے راستے میں ایک جگہ قائل پور آتا ہے وہاں پہ ہمارے کافی پیر بھائی ہیں تو انہوں نے مجھے دعا کیلیئے روکا تو مجھ سے کہنے لگے کہ ہم قائل پور کے لوگ ہیں پیروں فقیروں کو ماننے والے ہیں ہم تو اللہ کے ولیوں کا احترام کرنے والے ہیں لیکن ملتان کے لوگ عجیب ہیں میں بڑا پریشان یہ کیا بات ہو رہی ہے کہنے لگے ہمارے قائل پور کا ایک پیر ملتان گیا تھا لوگوں نے اسے برداشت نہیں کیا اور پکڑ کے تھانے دے دیا اور اس کی وڈیو بنائی ہم تو پیروں فقیروں کو مانتے ہیں۔

آپ ملتان کے لوگ نہیں مانتے خیر یہ تو انہوں نے مزاحاً یہ ایک بات کی یہ جملہ معترضہ تھا لیکن اب ایسے ماحول میں جعلی پیروں کا کاروبار چمکا ہوا ہے جب آئے دن اخبارات کے اندر اس قسم کے قصے ہوں تو لوگوں کا یقین اور اعتماد تو ڈگمگانے لگے گا لیکن یہاں پر ایک بات سمجھنے کی ہے دیکھو بھائی اللہ تعالیٰ ہمیں نگاہ دے ہمیں بصیرت دے پرکھنے کی صلاحیت دے جعلی پیروں کو پہچاننا مشکل نہیں لیکن ایک بات ذہن میں رکھیے کہ جو جعلی کرنسی ہے جو جعلی نوٹ ہے بازار میں اس وقت چل سکتا ہے جب بازار میں اصلی نوٹ چل رہا ہو اصلی نوٹ اصلی کرنسی جب بازار میں چل رہی ہو اصلی کرنسی گردش میں ہو تو اس کے دھوکے میں جعلی نوٹ چلائیں گے اگر اصلی نوٹ چلتا نہ ہو تو نقلی نوٹ کس کے دھوکے میں چلائیں گے گویا جعلی نوٹ کا چلنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ اصلی نوٹ اصلی کرنسی موجود ہے۔

اسی طرح جعلی پیروں کا کاروبار چلنا اس بات کی دلیل ہے کہ اصل پیر موجود ہیں اگر اصلی پیر موجود نہ ہوں تو جعلی پیروں کا کام کیسے چلے لیکن جب اللہ نے ہمیں معیار بتا دیا جب ہم اس معیار کو فراموش کریں گے تو جعلی پیروں کے چکر میں پھنسیں گئے ولی کی شناخت یہ ہے کہ وہ صاحب ایمان ہیں وہ صاحب تقویٰ ہیں جو صاحب ایمان نہیں جو صاحب تقویٰ نہیں وہ اللہ کا ولی نہیں

یارو اس بات کو سرکار دو عالم ﷺ نے مزید آسان فرما دیا صحابہ اکرامؓ نے جب پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اللہ کا ولی کون ہوتا ہے اللہ کے ولی کی شناخت کیا ہوتی ہے سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں

(الذین اذا رؤ ذکر الله) اللہ کا ولی وہ ہوتا ہے جس کو دیکھنے سے خدا یاد آ جائے اچھا اب یہ جملہ جو ہے یہ ذرا وضاحت کرتا ہے ہمارے ہاں عالم یہ ہے کہ کسی بزرگ کو کسی پیر فقیر کو دیکھ کر خدا یاد آئے نہ آئے لیکن کوئی حسین چہرہ دکھائی دے تو ہمیں فوراً خدا یاد آ جاتا ہے تو اس معیار پہ تو ہم نا جانے کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتے ہیں ارے خدا کے یاد آنے کا مفہوم کیا ہے مثلاً یہ ہے کہ کوئی ایسا چہرہ ہو کہ جب تم اس کو دیکھو تو خدا کے احکام مجسم ہو کر تمہارے سامنے آ جائیں جس کو دیکھ کر تمہیں اعتبار ہو جائے کہ یہ جو شخص ہے یہ خدا کے احکام سے روگردانی کرنے والا نہیں اللہ کے دکھائے ہوئے راستے سے منہ پھیرنے والا نہیں یہ اپنی خواہشات نفس کی پیروی کرنے والا نہیں یہ دین کے اسلام کے اصولوں کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے والا نہیں یہ اپنی مرضی کو اسلام کے سانچے میں ڈھالے گا اسلام کو اپنی مرضی کے سانچے میں نہیں ڈھالے گا۔

احکام خدا کے ساتھ مذاق

ذرا اس بات کی وضاحت کرتا چلوں دراصل بات یہ ہے جیسے دو نمبر پیر ہوتے ہیں اسی طرح دو نمبر مولوی بھی ہوتے ہیں دو نمبر مولوی صاحب کے پاس ایک صاحب پہنچے کہا جناب میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اب کوئی صورت نکالیے کہ اسی بیوی کے ساتھ زندگی گزارنا ممکن ہو جائے بغیر کسی بڑی مشکل کے تو مولوی صاحب نے کہا بھئی جتنا گڑ ڈالو گے اتنا ہی میٹھا ہو گا جتنی خدمت کرو گے اس حساب سے اس مسئلے کا حل نکلے گا وہ صاحب کہنے لگے ٹھیک ہے کیلکولیٹ (Calculate) کیا اگر نئی شادی کرنی ہے تو وہ تو لاکھوں کا سودا ہے پتہ نہیں رشتہ بھی ملے گا یا نہیں ملے گا تو اگر یہی کام پانچ دس ہزار روپے میں ہوتا ہے تو بڑا سستا سودا ہے تو اس نے پتہ نہیں کہیں سے مانگ تانگ کے دس ہزار اکٹھے کیئے اور مولوی صاحب کے پاس آئے رقم پیش کی مولوی صاحب نے روپے گنتی کیئے تسلی ہوئی کہ معقول رقم ہے روپے جیب میں ڈالے اور پھر صاحب سے پوچھا بتاؤ تم نے جب اپنی بیوی کو طلاق دی تھی کیا کہا تھا کہ تجھے طلاق دیتا ہوں یا کہا تھا کہ میں تجھے تلاک

دیتا ہوں اس صاحب نے کہا میں نے طلاق تو نہیں کہا تھا بلکہ میں نے تو سیدھا سادھا ایسے کہا تھا کہ میں تجھے تلاک دیتا ہوں تو مولوی صاحب کہنے لگے پھر فکر نہ کرو پریشان نہ ہو دیکھو بھئی ت اور چھوٹے ک سے تو طلاق ہوتی نہیں طلاق تو ط اور بڑے ق سے ہوتی ہے پھر تم نے کوئی اور چیز دی ہو گی طلاق نہیں دی تم جاؤ مزے سے رہتے رہو یہ ان لوگوں کا قصہ ہے جو مذہب کو اپنی خواہشات کے سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں جو دین کو اپنی مرضی کا پابند رکھنا چاہتے ہیں جو خدا کے احکام کے ساتھ مذاق کرتے ہیں جو اس طرح اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق دین کو ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں پھر دین ان کی رہنمائی کے کام نہیں آتا بلکہ ہاتھوں کا ہتھیار بن کے رہ جاتا ہے۔

لیکن اللہ کے محبوب اور مقبول بندے وہ ہوتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو دین کے سانچے میں ڈھالتے ہیں اپنی مرضی کو اپنی خواہشات نفس کو دین اسلام کے سانچے میں ڈھالتے ہیں یہ اللہ کے ولیوں کی شناخت اور پہچان ہے۔

الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون :اے لوگو خبردار ہو جاؤ جو اللہ کے ولی ہیں انہیں خوف نہیں وہ غمگین نہیں اب ایک عام آدمی یہ آیت پڑھے وہ سوچ میں پڑھ جائے گا کہ مولا تو فرماتا ہے اے لوگو خبردار ہو جاؤ میرے ولیوں کو خوف نہیں غم نہیں تو مولا اس میں خبردار ہونے کی کونسی بات ہے تو نے تو ہمیں خبردار کیا مگر کوئی ایسی بات تو نہیں فرمائی یعنی اے لوگو خبردار ہو جاؤ میرے ولی یہ کر دیں گے تمہارے ساتھ یہ کر دیں گے مولا تو نے تو یہی فرمایا ہے کہ ان کو کوئی خوف نہیں غم نہیں مولا اگر کوئی اپنے گھر میں خوش ہے تو مولا وہ خوش رہے۔ ہم کوئی حسد کرنے والے تھوڑے ہیں ہم کوئی برا چاہنے والے تو نہیں اگر تیرے ولیوں کو کوئی دکھ نہیں ہے کوئی خوف نہیں کوئی رنج نہیں کوئی اندیشہ نہیں تو مولا ہم برا چاہنے والے کب ہیں ہم جلنے والے کب ہیں ہم حسد کرنے والے کب ہیں وہ اپنے گھر میں خوش ہیں تو خوش رہیں ہمیں خبردار کرنے کی کیا ضرورت ہے تیرے ولیوں کو خوف نہیں سبحان اللہ تیرے ولیوں کو غم نہیں ماشاء اللہ اس میں ہمیں خبردار کرنے کا کونسا پہلو ہے

یارو یہ بات سمجھنے کی ہے دیکھو بھائی آج کل تو جب حکمران گھر سے نکلتے ہیں آگے ہوٹرز (Hooters) لگی ہوئی گاڑیاں ہوتی ہیں جناب دور سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ کوئی بڑا آدمی آرہا ہے پرانے زمانے میں یہ گاڑیاں نہیں ہوتی تھیں یہ ہوٹرز (Hooters) نہیں تھے تو اس وقت اگر بادشاہوں نے نکلنا ہوتا تھا تو کیا طریقہ تھا اس وقت نقیب آواز لگاتے تھے آپ نے کتابوں میں افسانوں میں ناولوں میں پڑھا ہوگا کہ پرانے زمانے میں جب بادشاہ نکلتے تھے بازاروں میں یا کہیں دربار میں آتے تھے کسی جگہ بھی جاتے تھے تو نقیب آگے آواز لگاتا تھا باادب باملاحظہ ہوشیار ظل الٰہی جہاں پناہ شہنشاہ وقت جلوہ فگن ہونے والے ہیں یہ ایک انداز یہ طریقہ تھا اب فرض کیجئے بادشاہ بازار میں نکلتا ہے اور نقیب آواز لگاتا ہے نگاہ روبرو باادب باملاحظہ ہوشیار خبردار ظل الٰہی جہاں پناہ شہنشاہ جلوہ فگن ہونے والے ہیں اور کوئی شخص نقیب کو ٹوکے کہ نقیب بھائی ذرا بات تو سنو تم کہتے ہو بادشاہ آرہا ہے بادشاہ تو رعایا کی جان ومال عزت وآبرو کا محافظ ہوتا ہے

اچھا بھائی بات ہو رہی ہے پرانے زمانے کی پرانے زمانے کے بادشاہ ایسے ہی ہوا کرتے تھے اگر آج آپ کو سمجھ نہ آرہی ہو تو کوئی بات نہیں پرانے زمانے کی بات ہو رہی ہے۔اس زمانے میں جو بادشاہ تھے وہ رعایا کی عزت آبرو مال وجان کے محافظ ہوتے تھے۔لوگ کہتے ہیں نقیب بھائی تم کہتے ہو باادب ہوشیار خبردار نقیب بھائی یہ بتائیں بادشاہ آرہا ہے کوئی چور ڈاکو تو نہیں آرہا جو تو ہمیں خبردار کر رہا ہے کہ ہم دوکانیں بند کر دیں کوئی ڈاکو تو نہیں آرہا ہم مال چھپالیں کوئی قاتل تو نہیں آرہا ہم جان بچا کے بھاگ جائیں کوئی خونی تو نہیں آرہا ہم گھربار بچانے کا اہتمام کرلیں بھئی آتو بادشاہ رہا ہے پھر ہمیں خبردار کیوں کر رہے ہو بادشاہ تو رعایا کی عزت وآبرو کا محافظ ہے بادشاہ کے آنے پہ ہمیں خبردار کیوں کر رہے ہو۔

اگر کسی شخص نے پوچھا ہوگا تو نقیب نے کیا جواب دیا ہوگا اس نے کہا ہوگا بے وقوف تجھے خبرداراس لیئے نہیں کر رہا ہوں کہ کوئی چور یا ڈاکو آرہا ہے کوئی لٹیرا آرہا ہے تم دوکانیں بند کر دو مال چھپالو خونی قاتل دہشت گرد کلاشنکوف بردار آرہا ہے تم اپنی جان بچانے کی فکر کرو نہیں تمہیں خبرداراس لیئے نہیں

کیا جارہا بلکہ تمہیں خبرداراس لیئے کیا جارہا ہے بادشاہ آرہا ہے اور تمہیں خبر نہ ہو بادشاہ گزر رہا ہے ممکن ہے تمہاری زبان سے کوئی ایسا جملہ نکل جائے ممکن ہے تم سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو جائے کہ بادشاہ کو غصہ آجائے تم بادشاہ کے قہر وغضب کو دعوت دے بیٹھو بادشاہ تو بادشاہ ہے اس کے قہر وغضب سے بچو تمہیں خبرداراس لیئے کیا جارہا ہے بادشاہ کی سواری آرہی ہے اپنی نگاہ پر اپنی زبان پر اپنی حرکت پر اپنی چال ڈھال پر ذرا قابو رکھنا اور بادشاہ کے قہر وغضب کو للکارنے کی کوشش مت کرنا اس کی بارگاہ میں حاضری کے آداب کو ملحوظ رکھنا کہیں بادشاہ کے قہر وغضب کا نشانہ نہ بن جاؤ بلا تشبیہ و بلا تفصیل عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خبردار کرتا ہے اے میرے بندو خبردار ہو جاؤ یہ میرے ولی ہیں یہ میرے محبوب ہیں ان کو خوف اور غم نہیں چھو سکتا لیکن اگر تم نے ان کو خوفزدہ کرنے کی کوشش کی ان کو دکھ دینے کی کوشش کی یہ تو میری پناہ میں ہیں ان کا کچھ نہیں بگڑے گا لیکن تمہارا کیا حشر ہوگا اس سے خبردار رہنا۔

ایک اور نزاکت

یارو یہاں پر ایک اور نزاکت ہے دیکھیے خوف اور غم دو الفاظ ہیں ذرا غور کریں خوف اور غم کے درمیان فرق کس چیز کا ہے حضور والا خوف اور غم کے درمیان میں اصل فرق صرف زمانے کا ہے اگر وہ چیز آنے والے زمانے میں ہے تو اس کا خوف ہے اگر گزرے ہوئے زمانے میں ہے تو اس کا غم ہے اس بات کیلئے کسی مزید دلیل کی ضرورت تو نہیں بڑی سیدھی سادھی بات ہے جب آپ یہ بات سمجھ گئے تو اب ذرا اس نزاکت کو دیکھیے۔

اللہ تعالیٰ گویا یہ فرماتا ہے اے میرے بندو ذرا خبردار رہنا اور ہوشیار رہنا میرے ولی وہ ہیں جنہیں نہ خوف ہے نہ غم ہے زمانہ گزر جاتا ہے انہیں کوئی غمگین نہیں کر سکتا آنے والا زمانہ سائے ڈالتا رہتا ہے ان کو کوئی خوف زدہ نہیں کر سکتا میرے ولی وہ ہیں جن کا زمانہ کچھ نہیں بگاڑ سکتا تو تمہاری حیثیت کیا ہے تمہاری اوقات کیا ہے اس لیے خبردار رہنا ہوشیر رہنا۔

یار لوگ ہمیں کہتے ہیں جناب ولیوں کے پاس جاؤ گے اگر ان سے ناطہ جوڑو گے ان سے تعلق استوار کرو گے تو شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے ۔ بھئی میں پوچھتا ہوں بھئی کیوں کہتے ہو، کہتے ہیں جی دراصل بات یہ ہے جو علماء ہیں جو عالم فاضل ہیں ان کی پروا نہیں، وہ تو جانتے ہیں ۔ ولی کا مقام کیا ہے ۔ نبیؐ کا مقام کیا ہے، خدا کی شان کیا ہے، پڑھے لکھے تو جانتے ہیں لیکن جو عوام اہلسنت کم پڑھے لکھے لوگ ہوتے ہیں تو وہ پھر حد سے تجاوز کر جاتے ہیں ۔ وہ مزارات پر جا کر سجدہ کرنے لگ جاتے ہیں ۔ وہ پیروں اور فقیروں کو خدا کے متبادل سمجھنے لگتے ہیں ۔ اس لیئے آپ کو احتیاط کرنی چاہیے بھئی ہم اہلسنت اس بات سے اتفاق کرتے ہیں ۔ لیکن ایک بات ذرا غور کرنے کی ہے ۔ عوام اہل سنت کو یہ پتہ ہی نہیں کہ ہمارا ان سے اصل جھگڑا کیا ہے ۔

یار واذان سے پہلے درود و سلام پڑھنے کا نہ پڑھنے کا جھگڑا نہیں جو پڑھتا ہے وہ خوش قسمت ہے جو نہیں پڑھتا اس کی بدنصیبی ہے لیکن وہ اس بنیاد پر کافر نہیں جھگڑا رفع یدین کا نہیں جو نہیں کرتا ہم اسے کافر قرار نہیں دے سکتے کوئی گیارھویں شریف نہ پکائے نذر نیاز نہ پکائے نہ کھائے لیکن ہم اسے کافر قرار نہیں دے سکتے البتہ اسے نصیحت کریں گے تلقین کریں گے ۔ درس دیں گے

اچھا ہمارا اصل جھگڑا کیا ہے غیر مقلدین حضرات جن کو اپنا بڑا مانتے ہیں اپنا گرو مانتے ہیں انہوں نے نبی پاک ﷺ کی شان میں بہت گستاخیاں کی ہیں اور یہ بات تو ہر مومن تسلیم کرے گا کہ نبی کریم ﷺ کی شان میں جو گستاخی ہے وہ قابل برداشت نہیں وہ قابل معافی نہیں ۔ بات صحیح ہے یا غلط ہے اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ بتائے اس پر تو وہ خود بھی اعتراض نہیں کر سکتے یہ تو ہر ایک جانتا ہے کہ شان رسالت میں گستاخی کفر ہے البتہ جب ہم ان کے بزرگوں کی عبارات پیش کریں تو یہ کہتے ہیں بھئی یہ گستاخی نہیں ہے ۔

میں ایک عبادت سناتا ہوں کسی مولوی سے نہ پوچھو کسی مفتی سے نہ پوچھو بلکہ اپنے آپ سے پوچھو یہ گستاخی ہے یا نہیں یہ بدتمیزی ہے یا نہیں اگر کوئی شخص اپنی کتاب اپنی تصنیف میں یہ لکھے کہ نماز میں نبی پاک ﷺ کا خیال آ جائے تو معاذ اللہ نماز نہیں ہوگی اگر گدھے یا بیل کا خیال آ جائے تو نماز

ہو جائے گی ۔ معاذ اللہ بھئی ایسی بے ہودہ باتیں لکھنے والا اور اسے اسلام سمجھنے والا کیا مسلمان ہو سکتا ہے بھئی مفتیوں کے چکر میں نہ پڑھو مولویوں کے دروازے نہ کھٹکھٹاؤ خود اپنے آپ سے پوچھ لو ایسے آدمی کا بروز قیامت کیا حشر ہو گا ۔

یہی بات ہم کہتے ہیں لیکن اسے لوگ کہتے ہیں یہ فرقہ واریت ہے ذرا سوچیں بھئی ہمارا ان سے کیا مطالبہ ہو سکتا ہے ارے وہ تو مر کھپ گئے وہ تو دنیا سے چلے گئے کیا ہم یہ مطالبہ کریں گے کہ ان کو پھانسی پہ چڑھا دو انہیں موت کے گھاٹ اتار دو بھئی وہ تو بچارے خود ہی موت کے گھاٹ اتر گئے کیا ہم یہ مطالبہ کریں گے کہ انہیں جیل بھجوا دو وہ تو اس وقت جس جیل میں ہیں ۔ اس سے سخت کوئی اور جیل ہو ہی نہیں سکتی ۔

نعرہ تکبیر ۔ اللہ اکبر، نعرہ رسالت یا رسول اللہ ﷺ ، نعرہ حیدری یا علیؓ فیضان حضور غزالی زماں "۔۔۔ جاری رہے گا ۔

بھئی جنہوں نے ایسی بے ہودہ عبارت لکھیں وہ تو فنا کے گھاٹ اتر گئے بھئی ہمارا کوئی مطالبہ نہیں ہمارا مطالبہ کیا ہو سکتا ہے البتہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جنہوں نے یہ بے ہودہ حرکتیں کی ہیں ان سے تعلق ناطہ رشتہ توڑ دو ان کو اپنا بڑا ماننا گرو ماننا چھوڑ دو ہمارا اختلاف ابھی اور اسی وقت ختم ہو جائے گا ۔

ہم سے لوگ اعتراض کرتے ہیں بھئی یہ مولویوں کی جنگ ان کے جھگڑے یہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے یہ شریعت نافذ کریں گے ۔ یہ اسلام کا بول بالا کریں گے یہ پاکستان میں نظام مصطفیٰ رائج کریں گے ان مولویوں نے فساد برپا کیا ہوا ہے ارے مولویوں کو چھوڑ اپنے ضمیر سے پوچھو جو سرکار ﷺ کی شان میں آوازیں کسے اس کے بارے تم کیا کہتے ہو ہمارا صرف یہ مطالبہ ہے نبی پاک ﷺ کی خاطر ان شہدوں سے ناطہ تعلق توڑ دو جو ایسی بے ہودہ عبارت لکھتے ہیں ۔

آپ سوچیں کبھی برادری کا جھگڑا ہو جائے ہم سمجھتے ہیں چھوڑو یار دفع کرو معافی مانگ لو بات ختم ہو جائے گی اچھا جی میں معافی مانگتا ہوں بات ختم ہو جاتی ہے حالانکہ سب جانتے ہیں غلطی اس کی ہے مظلوم کی کوئی غلطی نہیں گویا جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے مظلوم معافی مانگ لیتا ہے نبی کریم ﷺ کی

عظمت کی خاطر بنی کریم ﷺ کی محبت کی خاطر اور امت مسلمہ کے اتفاق اتحاد کی خاطر ایسے لوگوں سے ناطہ توڑ دو جو گستاخ ہیں ۔ ان کو بزرگ ماننا چھوڑ دو اختلاف ابھی ختم ہو جائیگا۔نعرہ تکبیر نعرہ رسالت نعرہ حیدری

بھئی جو گستاخیاں کرتے ہیں چند ایسے مولویوں سے تعلق رشتہ ناطہ توڑنے کی بجائے البتہ یہ کہے کہ یہ بڑے عالم ہیں بڑے فن حدیث جاننے والا ہے بھئی جو صاحب حدیث سے محبت نہ کرے وہ حدیث کا احترام کیسے کرسکتا ہے ممکن ہی نہیں اب آپ کو پتہ چل گیا ہوگا کہ ہمارا ان سے اصل جھگڑا کیا ہے۔

ارے ہم کو الزام دیتے ہیں کہ سنی حضرات قبر کو سجدہ کرتے ہیں مزارات کو چومتے ہیں۔

میں عرض کروں گا ہم میں ایسا کوئی نہیں کرتا چند ان پڑھ وہ ایسا فعل کرتے ہیں ہم انہیں منع کرتے ہیں روکتے ہیں اگر نہ رکیں تو نہ منع ہوں تو ہم کہتے ہس کہ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

لیکن ہم پر اعتراض ہے ہمارے جاہلوں کی وجہ سے لیکن تم پر اعتراض ہے تمھارے عالموں کی وجہ سے کیا یہ چھوٹا فرق ہے بہت بڑا فرق ہے یہ بنیادی فرق ہے۔ارے ہم پر اعتراض ہے ہمارے جاہلوں کی وجہ سے کہ انہوں نے جہالت میں یہ کام کیا ہم نے کہہ دیا ہمارا ایسے لوگوں سے کوئی تعلق نہیں۔تم پر اعتراض ہے تمہارے عالموں کی وجہ سے بھئی تم بھی تو کہہ دو کہ جنہوں نے ایسی عبارتیں لکھیں ہیں وہ ہمارے بزرگ نہیں وہ ہمارے گرو نہیں آج کہہ دو ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں جو بے ادب گستاخ ہیں ان سے ہمارا کوئی رشتہ ناطہ نہیں اختلاف ابھی اور اسی وقت ختم ہو جایئے گا۔

نعرہ تکبیر۔اللہ اکبر، نعرہ رسالت یا رسول اللہ ﷺ ،نعرہ حیدری یا علیؓ فیضان حضور غزالی زماںؒ ۔۔۔جاری رہے گا۔

اختیارات اولیاءاللہ

یارو لوگ کہتے ہیں پیروں فقیروں کے پاس مت جاؤ بھئی کیوں نہ جائیں جی وہ کچھ نہیں کرسکتے ہر چیز تو اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔بھئی یہ بات تو درست ہے کہ ہر چیز اللہ کے قبضہ قدرت میں

ہے کسی مسلمان کو اس بات پہ شک نہیں کوئی شبہ نہیں ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہے اچھا تو جب ہر چیز اسی کے قبضہ قدرت میں ہے تو ذرا انہیں کہیں بھئی تھوڑا سا زہر کھا کے دکھائیں کہیں گے جی نہیں کھاتے بھئی کیوں نہیں کھاتے اگر تمہاری موت کا وقت قریب آ گیا ہے تو تم زہر کھاؤ یا نہ کھاؤ موت تو آ ہی جائے گی اور اگر تمہاری موت کا وقت قریب نہیں آیا تو تم زہر کھا بھی لو تو موت نہیں آئے گی کیوں کہ زندگی اور موت تو اس کے ہاتھ میں ہے یہ کاغذ کی پڑیا میں بندھا ہوا تھوڑا سا زہر اس کی کیا اوقات ہے اب ذرا سوچو کاغذ کی پڑیا میں بندھا ہوا ذرا سا زہر تو تمہیں مار سکتا ہے اور اللہ کا ولی اللہ کا محبوب کچھ نہیں کرسکتا۔

یارو اللہ کا ولی سب کچھ کرسکتا ہے اچھا پرویز مشرف کی حکومت ہو جو پرویز مشرف کا دوست ہے وہ کچھ کر سکے گا یا نہیں اگر کسی کو کوئی شک ہے تو اس سے پنگھا لے لے دیکھ لے پھر پتہ چل جائے گا کہ کچھ کرسکتا ہے یا نہیں کرسکتا۔یارو جہاں پرویز مشرف کی حکومت ہو وہاں اس کے دوستوں کا بس چلتا ہے اور پھر جہاں اللہ کی حکومت ہو وہاں اللہ کے دوستوں کا بس بھی چلتا ہے حماقت ہے پرویز مشرف کا دوست تو بہت کچھ کر سکے اور اللہ کا دوست اللہ کا ولی کچھ نہ کر سکے یہ کیسا گندہ عقیدہ ہے ان شہدوں کو یہ نہیں پتہ کہ ولی کہتے کسے ہیں ولی کہتے ہیں محبوب کو ولی کہتے ہیں دوست کو اللہ کے ولی وہ سب کچھ کر سکتے ہیں جس جس کا ان کو اختیار دیا گیا ہے۔اللہ کے دیئے ہوئے اختیار کو ماننا تو ضروری ہے ناں اللہ کی مرضی کے بغیر تو پتا بھی نہیں ہل سکتا مگر تم اپنی مرضی سے درخت کاٹ کر گرا دیتے ہو ابھی تو یہ کہتے تھے پتا نہیں ہل سکتا اپنی مرضی سے درخت کاٹ لیتے ہو تو کیا خدائی کا دعویٰ کرتے ہو خدا تو نہیں ہو جب نہیں ہو تو پھر درخت بلکہ جنگلوں کا صفایا کر دیتے ہو بھائی یہ شرک نہیں وہ اس لیئے کہ جس طاقت کو بروئے کار لا کے تم جنگلوں کا صفایا کرتے ہو اور درختوں کو کاٹتے ہو وہ طاقت بھی تو خدا کی دی ہوئی ہے ناں خدا کی طاقت کے بغیر یہ کام کرو تو تب جانیں۔خدانخواستہ اگر کسی شخص کا بچہ شدید بیمار ہو جائے اب باپ بچے کی زندگی سے بہت مایوس ہو رہا ہے اب اس کا باپ بڑے اضطراب میں ہے بے چینی میں ہے فوراً ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے ہاسپٹل (Hospital) میں پہنچتا

ہے اور ڈاکٹر کے پاؤں پڑتا ہے ڈاکٹر کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے ڈاکٹر صاحب میرے بچے کو بچالیں جو کچھ چاہو طلب کرلو میرے بچے کو بچالو ایسا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ٹھیک ہے ناں ایسا ہوتا ہے یہ جو ہے یہ بہت حقیقت کے قریب ہے

اب جب اس نے کہا میرے بچے کو بچالیجئے تو اس پہ بھی ذرا فتویٰ لگاؤ ناں ڈاکٹر کو کہتا ہے میرے بچے کو بچالو ڈاکٹر کی کیا اوقات ہے کیا ڈاکٹر بچائے گا زندگی اور موت کا مالک تو خدا ہے بچانے والا تو خدا ہے تو کہتا ہے ڈاکٹر سے کہ میرے بچے کو بچالو بھئی اپنے بچے کی زندگی اللہ سے مانگ ڈاکٹر سے کیوں مانگا ہے اب کہتا ہے جی دراصل بات یہ ہے کہ ڈاکٹر کو مؤمن ہونے کی رعایت دے رہے ہیں کیوں کہ وہ ایمان والا ہے مؤمن ہے

اب کہتا ہے کہ میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ ڈاکٹر صاحب خدا میرے بچے کو مار رہا ہے آپ اسے بچالیجئے یہ مطلب نہیں ہے دراصل مطلب صرف اتنا ہے ڈاکٹر صاحب اللہ تعالی نے آپ کو جو علم دیا ہے جو صلاحیت دی ہے جو ہنر دیا ہے۔ جو مہارت دی ہے آپ کے ہاتھ میں اللہ تعالی نے شفاء رکھی ہے اس کو بروئے کار لایئے اور میرے بچے کی زندگی بچانے کا سامان فراہم کیجیے

میرا سوال یہ ہے کہ اگر ڈاکٹر کے پاس کوئی شخص جائے اور کہے کہ ڈاکٹر صاحب میرے بچے کو بچا لیجئے تو اس کو مومن ہونے کی رعایت دیتے ہو اور یہ سوچتے ہو کہ اس کے ذہن میں یہ بات نہیں ہوسکتی کہ خدا مار رہا ہے ڈاکٹر بچالے گا جب ڈاکٹر کو مومن ہونے کی حیثیت سے رعایت دیتے ہو تو پھر جب غوث صمدانی قطب ربانی الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی بارگاہ میں مائی صاحبہ عرض کرتی ہے کہ ہماری ساری بارات دولہا سمیت ڈوب گئی ہے غوث اعظمؒ میرے بچے کی زندگی بچالیں۔ اب غوث اعظمؒ کو بھی تو مومن ہونے کی رعایت دے دو مائی صاحبہ کے کہنے کا یہ مطلب نہیں غوث اعظمؒ خدا سے مانگ مانگ کے تو تھک گئی ہوں خدا نے تو قسم کھائی ہے کہ وہ نہیں دے گا۔ غوث اعظمؒ خدا کے لیے آپ میرے بچے کی زندگی بچالیں کیا یہ مطلب ہے نہیں نہیں مائی صاحبہ کے کہنے کا یہ مطلب نہیں بلکہ مطلب صرف اتنا ہے کہ غوث اعظمؒ میں تو گنہگار ہوں۔ میں نے تو ان ہاتھوں سے اتنے گناہ کیئے

ہیں اب یہ ہاتھ اٹھا کے تو اس سے مجھے مانگتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ میں نے اپنی زبان سے اللہ کی اتنی نافرمانی کی ہے کہ اب اس زبان کو کھول کر مجھے اس کے انعام و کرام کا سوال کرتے ہوئے لاج آتی ہے لیکن غوث اعظمؒ آپ نے تو اللہ سے لو لگائی ہے ناں آپؒ تو اس کی دہلیز پہ جبیں سائی کرتے ہیں۔ ناں آپؒ تو اس کی چوکھٹ پہ ماتھا گڑتے ہیں ناں آپؒ نے تو اس پروردگار کی عبادت و ریاضت میں راتیں جاگ جاگ کر گزاری ہیں ناں جی آپؒ اگر اس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائیں گے ممکن ہے میرے ہاتھوں کو تو وہ خالی لوٹا دے گا۔ مگر آپ کے ہاتھوں کی لاج ضرور رکھے گا۔ مجھے خالی لوٹا دے گا۔ غوث اعظمؒ تمھیں خالی نہیں لوٹائے گا۔

اگر ڈاکٹر سے بچے کی زندگی کا سوال کرنے والے کو مومن ہونے کے ناطے رعایت دے رہے ہو تو غوث اعظمؒ سے سوال کرنے والے کو بھی تو مومن ہونے کے ناطے رعایت دے دو لیکن یہاں رعایت نہیں فوراً شرک کا فتویٰ لگاتے ہو کہ یہ اللہ تعالی سے زندگی مانگنے کی بجائے غوث اعظمؒ سے زندگی مانگ رہا ہے۔ یہ شرک کر رہا ہے جب اللہ کی بجائے ڈاکٹر سے کہتے ہو بچے کی زندگی بچالو تو پھر کوئی فتویٰ نہیں پھر کوئی شرک نہیں ذرا عقل کا علاج کرواؤ جب بندہ ڈاکٹر سے کہتا ہے میرے بچے کی زندگی بچالیں اس کے کہنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ خدا مار رہا ہے ڈاکٹر تو بچالے اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا بلکہ یہ مطلب ہوتا ہے کہ اللہ نے آپ کو ہنر دیا ہے صلاحیت دی ہے اس صلاحیت کو بروئے کار لائے اور بچے کی زندگی بچانے کا سامان فراہم کیجئے جب کو غوث اعظمؒ سے کہتا ہے جب داتا صاحبؒ سے کہتا ہے میرے بچے کو بچالیں اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ خدا سے مانگ مانگ کے تھک گیا ہوں خدا نے تو قسم کھا رکھی ہے۔ زندگی نہ دینے کی غوث اعظمؒ آپ زندگی دے دیں نہیں یارو یہ مطلب نہیں ہوتا بلکہ یہ ہوتا ہے کہ غوث اعظمؒ آپ اللہ کے پیارے ہیں آپ اللہ کے محبوب ہیں آپ اللہ کے ولی ہیں۔ میں ایک گنہگار ہوں سیاہ کار ہوں خطا کار ہوں نافرمان ہوں ممکن ہے کہ میرے ہاتھ خالی لوٹا دے گا۔ مگر آپؒ کے ہاتھ خالی نہیں لوٹائے گا آپ تو اللہ کے پیارے ہیں۔ محبوب ہیں دوست ہیں ولی ہیں آپؒ کے ہاتھوں کی لاج رکھ لے گا آپؒ اللہ سے دلوا دیں جب یہ

سچویشن ذہن میں ہوتو پھر شرک نہیں ہوتا۔

ایک سوال کا جواب

حضرات مکرم آپ کے ذوق اور ایمان کو تازہ کرنے کے لیے ابا جی قبلہؒ کی ایک بات عرض کرتا چلو ابا جی قبلہؒ لاہور کی سرزمین پر خطاب فرمارہے تھے ٹائٹل (Tittle) یہ تھا کہ اللہ تعالی اپنے نبی ﷺ کی دعا کو کبھی رد نہیں فرماتا مجمع میں سے ایک صاحب نے سوال کیا کاظمیؒ صاحب آپ کہتے ہیں اللہ تعالی اپنے پیغمبر اپنے نبی ﷺ کی دعا رد نہیں کرتا تو حضرت سلیمانؑ کی دعا قرآن میں موجود ہے کوئی حکایت نہیں کوئی قصہ کہانی نہیں قرآن ہے قرآن میں حضرت سلیمانؑ کی دعا موجود ہے

رب غفرلی وھب لی ملك الا یمبغی لا حد من بعدی اے مولا مجھے بخش دے اور مجھے ایسی مملکت ایسی سلطنت عطا فرما ایسا اقتدار عطا فرما کہ میرے بعد ایسی حکومت کسی کو نہ ملے اب بتائیں کہ حضرت سلیمانؑ کی یہ دعا قبول ہوئی یا نہیں ہوئی مولا مجھے ایسی سلطنت عطا فرما کہ میرے بعد ایسی حکومت کسی کو نہ ملے تو پھر ماننا پڑے گا اگر ان کی دعا قبول ہوگئی ہے تو حضور اکرم ﷺ کی حکومت وہ نہیں ہے۔ جو حضرت سلیمانؑ کی ہے سرکار ﷺ کا وہ اختیار نہیں وہ اقتدار نہیں سرکار ﷺ کا سکہ اتنی جگہوں پر نہیں چلتا جتنی جگہ پہ حضرت سلیمانؑ کا سکہ چلتا ہے۔ اور اگر آپ کہتے ہیں۔ کہ نہیں جی ہمارے نبی پاک ﷺ کا اختیار اقتدار زیادہ ہے رسول پاک ﷺ کی مملکت بڑی ہے تو یہ مانو کہ حضرت سلیمانؑ کی دعا قبول نہیں ہوئی یا یہ مانو کہ سلیمانؑ کی طاقت اختیار اقتدار زیارہ ہے رسول پاک ﷺ سے دونوں چیزیں بیک وقت نہیں چلیں گی۔

کوئی ایک چیز مانو ابا جی قبلہؒ کی عادت مبارکہ تھی آپ بخوبی جانتے ہیں کہ جب کوئی ایسا سوال کرتا تھا جس کا مظاہر جواب ممکن نہیں ہوتا تھا تو جواب دینے سے پہلے آپ مسکراتے تھے ابا جی قبلہؒ مسکرا دیتے اور فرمایا تمہارے سوال کا جواب اسی آیت میں موجود ہے۔

کہنے لگا کاظمیؒ صاحب میں کوئی جاہل آدمی نہیں ہوں میں تو پنجاب یونیورسٹی میں عربی زبان کا

پروفیسر ہوں یہاں ایم اے لڑکوں کو ماسٹر ڈگری ہولڈرز کو عربی پڑھاتا ہوں میں عربی زبان کی لطافتوں اور نزاکتوں سے باریکیوں سے بخوبی واقف ہوں کاظمیؒ صاحب آپ کہتے ہیں میرے سوال کا جواب اسی آیت میں موجود ہے اسی آیت میں تو کوئی لفظ کوئی حرف ایسا نہیں جو میرے سوال کا میرے اعتراض کا جواب بن سکے آپ کیسے کہتے ہیں اس میں جواب موجود ہے۔

کاظمیؒ صاحب میں نے تو بڑا چرچہ سنا تھا آپ کے علم و فضل کا ابا جی قبلہؒ پھر مسکرا دیئے فرمایا قرآن کی سمجھ زبان سے نہیں آتی بلکہ صاحب قرآن سے نسبت کی وجہ سے آتی ہے تمہارے سوال کا جواب اسی آیت میں موجود ہے اس پروفیسر نے کہا اچا جی اگر اسی آیت میں موجود ہے تو ذرا نکال کے دکھائیں میں بھی دیکھوں کہاں ہے

ابا جی قبلہؒ فرماتے ہیں دیکھو قرآن کی آیت ہے **رب غفرلی وھب لی ملك الا ینمبغی لا حد من بعدی** اے مولا مجھے بخش دے اور مجھے وہ سلطنت و مملکت وہ اقتدار وہ حکومت عطا فرما میرے بعد کوئی اس کے لائق نہ ہو کسی اور کو ایسی حکومت نہ ملے بے وقوف حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو دعا مانگی ہے وہ تو اپنے بعد میں آنے والوں کیلئے مانگی ہے اور حضور اکرم ﷺ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد نہیں ہیں وہ تو حضرت سلیمان سے پہلے ہیں **اول ما خلق اللہ نوری** اللہ نے سب سے پہلے سرکار دو عالم ﷺ کے نور کو تخلیق فرمایا حضور اکرم ﷺ خلقت کے لحاظ سے سب سے پہلے ہیں اور بعثت کے لحاظ سب سے آخر میں ہیں **کنت نبیاو آدم بین الماء والتین** ارے جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کی کشمکش میں تھے سرکار دو عالم ﷺ اس وقت بھی نبی ﷺ تھے جب پوچھا گیا سرکار دو عالم ﷺ آپ پر نبوت کب واجب ہوئی تو فرمایا **قال آدم بین الروح والجسد** ارے میں اس وقت بھی نبی ﷺ تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

پتہ یہ چلا کہ تمام کائنات بعد میں ہے اور سرکار دو عالم ﷺ پہلے ہیں تو معلوم ہوا حضور نبی کریم ﷺ کو یہ حکومت یہ سلطنت تو پہلے ہی مل چکی ہے بلکہ سلیمان علیہ السلام کو جو طاقت ملی ہے وہ بھی سرکار دو

عالم ﷺ کے طفیل ملی ہے نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر۔ نعرہ رسالت یا رسول اللہ ﷺ نعرہ حیدری یا علیؑ فیضان حضور غزالی زماں۔۔۔۔۔۔ جاری رہے گا۔

حضرت محترم یہاں تک یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اللہ کو پکارو وہ سنتا ہے کسی غیر کو پکارنے کی ضرورت کیا ہے تو بھائی یہ بھی بڑی سیدھی سی بات ہے پتہ نہیں لوگوں نے کیوں پیچیدگی بنالی ہے پھر اللہ کو ہر وقت پکارو وہ ہر وقت سنتا ہے یا اس کے کوئی ٹائمنگز (Timings) ہیں کوئی بھی تو نہیں جب چاہو جہاں چاہو پکارو جس وقت چاہو پکارو اور جو چاہے پکارے ٹھیک ہے ناں لیکن یہ بتاؤ کہ یہاں مسجد میں بیٹھے ہو یہاں سے پکارو یہاں بھی سنتا ہے گھر چلے جاؤ گھر سے پکارو تب بھی سنتا ہے بازار میں پکارو تب بھی سنتا ہے بھئی سنتا تو وہ ہر جگہ ہے لیکن یہ بتاؤ بازار میں دعا مانگو اور مسجد میں دعا مانگو کوئی فرق ہوگا یا نہیں ہوگا وہاں کم سنتا ہے یہاں زیادہ سنتا ہے وہ تو ہر جگہ سنتا ہے

پھر فرق کیوں ہے اس مسجد میں بیٹھ کے پکارو اور پھر مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھ کے پکارو کوئی فرق ہوگا یا نہیں ہوگا مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھ کے دعا مانگو اور پھر مسجد حرام میں بیٹھ کے دعا مانگو اور پھر سرکار دو عالم ﷺ کی جالیاں پکڑ کے دعا مانگو کوئی فرق ہوگا یا نہیں ہوگا یہ فرق کیوں ہے کیا ایسی بات ہے وہ کسی جگہ کم سنتا ہے کسی جگہ زیادہ سنتا ہے اگر دن کے وقت دعا مانگو پھر رات کے پچھلے پہر دعا مانگو کوئی فرق ہوگا یا نہیں ہوگا بھئی سرکار دو عالم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ رات کے پچھلے پہر آخری پہر دعا کی قبولیت کا وقت ہے رات کے پچھلے پہر خاموشی ہوتی ہے آواز دور تک جاتی ہے اللہ آسانی سے سن لیتا ہے کیا یہ وجہ ہوتی ہے نہیں تو وہ تو ہر وقت یکتا سنتا ہے جب وہ ہر وقت یکتا سنتا ہے تو دن میں دعا کم کیوں قبول ہوتی ہے اور رات کے پچھلے پہر دعا زیادہ کیوں قبول ہوتی ہے باقی سال میں دعا مانگو اور پھر ماہ رمضان میں دعا مانگو فرق ہوگا یا نہیں ہوگا۔ رمضان المبارک پورے مہینہ میں دعا مانگو اور پھر لیلۃ القدر کی رات دعا مانگو فرق ہوگا یا نہیں ہوگا تو یہ فرق کیوں ہے اللہ کو تو جب بھی پکارو جہاں پکارو وہ سنتا ضرور ہے۔ پھر کوئی نیکوکار دعا مانگے اور پھر گنہگار دعا مانگے اور پھر اللہ کا ولی دعا مانگے اور پھر اللہ کا نبی علیہ السلام دعا مانگے اور پھر اللہ کا رسول علیہ السلام دعا مانگے اور پھر امام الانبیا ﷺ امام

الرسل ﷺ سرور کائنات ﷺ فخر موجودات ﷺ باعث تخلیق کائنات ﷺ جان کائنات ﷺ جان جہان کائنات ﷺ احمد مجتبیٰ ﷺ محمد مصطفی ﷺ دعا مانگیں کوئی فرق ہوگا یا نہیں ہوگا تو کیا گنہگار کی زبان کم سمجھتا ہے پرہیزگار کی زبان زیادہ سمجھتا ہے آخر یہ فرق کیوں ہے کبھی جگہ کو بدلنے سے دعا کا اثر بدل جاتا ہے کبھی زبان کے بدلنے سے دعا کا اثر بدل جاتا ہے کبھی وقت کے بدلنے سے دعا کا اثر بدل جاتا ہے بات بڑی سیدھی سادھی ہے اگر اللہ تعالیٰ کسی جگہ کو فضیلت دینا چاہے تو اس جگہ پر مانگی جانے والی دعا کو زیادہ مقبولیت عطا فرماتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کسی وقت کو فضیلت دینا چاہتا ہے تو اس وقت میں مانگی ہوئی دعا کو زیادہ قبولیت عطا فرماتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کسی اپنے محبوب بندے کو ولی کو مقام عطا فرمانا چاہتا ہے تو وہ اپنے محبوب اپنے ولی کی دعا کو زیادہ قبولیت عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیاروں کی عقیدت و محبت اور صحبت میسر فرمائے آمین۔

﴿وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین﴾

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتو كل عليه و نعوذ با الله من شر ور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادى له ونشهدان لااله الاالله وحده لاشريك لـه و نشهد ان سيدنا ونبينا وحبيبنا و كريمنا و رؤفنا ورحيمنا و مولنا وملجنا وما وٰنا محمدًا عبده ورسوله امابعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم يا ايها الذين آمنو اتقو الله وكونو مع الصادقين صدق الله مولانا العلى العظيم وصدق رسوله النبى الكريم الامين ونحن على ذالك لمن الشاهد ين والشا كرين والحمدلله رب العلمين۔

میر محفل شیخ طریقت استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا پیر منظور احمد شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور جان محفل فاضل جلیل عالم نبیل وارث علوم روحانیہ حضرت قبلہ پیر سید فیض رسول شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ ذوقار وذی احتشام علماء کرام اور مہمانان گرامی اور حاضرین محفل لڈن کی سرزمین پر حاضری تو اس سے پہلے ایک دو بار ہوئی ہے لیکن اس نورانی اور روحانی محفل میں پہلی بار حاضری کی سعادت میسر آ رہی ہے اور میں حضرت قبلہ پیر سید فیض رسول شاہ صاحب کا دل کی اتھاہ گہرائی سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس خوبصورت موقعہ پر مجھے یاد فرمایا اور میری عزت افزائی فرمائی رب کائنات اس آستانے کو آباد و شاد رکھے (آمین) اور فیوض و برکات کو جاری و ساری رکھے

حضرات محترم ابھی آپ بہت شاندار خطابات سن رہے تھے اور علماء کرام آپ سے آپ کی زبان میں محو خطاب تھے میں آپ کے صبر اور ضبط کا زیادہ دیر امتحان نہیں لوں گا مختصر سے وقت میں چند باتیں شاید کوئی بات پلے پڑ جائے اور ہمارے لیئے علم و یقین کے دروازے کھولنے کا سبب بن جائے۔

مسجد اوورفلو (Over Flow)

حضرات مکرم ابھی ماہ رمضان گزر رہا ہے رب کی رحمتوں کی برسات تھی اور وہ لوگ جو عام دنوں میں مسجدوں میں نہیں آتے ماہ رمضان میں ماشاءاللہ مسجدیں اوورفلو (Over Flow) کر رہی ہوتی ہیں۔ اسی طرح نیکی کے کاموں کی رغبت ماہ رمضان میں زیادہ ہوتی ہے۔ وجہ کیا ہے جیسے باہر کے ممالک میں یورپ میں، امریکہ میں بعض تجارتی ادارے اپنی مصنوعات کو فروغ دینے کیلئے لوگوں کو ارسینٹو (Irsentive) دیتے ہیں۔ رغبت دلاتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ بائی ون اینڈ گیٹ ون فری (Buy One & Get One Free) کہ ایک چیز خریدو اور دوسری اس کے ساتھ مفت لے لو تو لوگ پیچھے بھاگ پڑتے ہیں کہ ایک چیز کے دام میں دو چیزیں مل رہی ہیں تو موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیے وہ ایک کے دام میں دو چیزیں مل رہی ہوتی ہیں۔

اور یہاں ایک کے بدلے میں 70 کا ثواب مل رہا ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ لوگ اس کے پیچھے جاتے ہیں لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ لالچ اچھی چیز ہے یا بری چیز ہے، لالچ بری بلا ہے، بری چیز ہے، ہمیشہ اس کی مذمت ہوتی ہے۔ لیکن وہ لوگ جو کہ ماہ رمضان میں مسجدیں آباد کرتے ہیں اور سارا سال دور رہتے ہیں وہ جو باقی سال میں نیکی کی طرف راغب نہیں ہوتے ماہ رمضان میں نیکی کی طرف آمادہ ہوتے ہیں کیا ان کو کوئی برا کہتا ہے، کیا ان کی کوئی مذمت کرتا ہے کہتا ہے یہ لالچی ہے، دیکھو جب ایک کے ستر مل رہے ہیں تو چلے آئے ہیں ویسے تو توفیق نہیں ہوتی پتہ یہ چلا کہ لالچ بری چیز ہے اگر پیسے کا لالچ ہو اگر مال کا لالچ ہو دنیا کا لالچ ہو، عہدے اور منصب کا لالچ ہو تو بری چیز ہے لیکن اگر ثواب کا لالچ ہو اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کا لالچ ہو تو بری چیز نہیں ہے۔

مانگنے کا انداز

حضرات مکرم جب رمضان سے بات شروع ہوئی تو وہیں سے ایک مثال دے کے گفتگو کو ذرا آگے بڑھاؤں ماہ رمضان میں ماشاءاللہ جو ہماری پہچان ہے گداگر اور بھکاری ان کی بھی بہار ہوتی ہے

آدمی گھر سے نکلے تو ان کے نرغے میں پھنس جاتا ہے آپ نے یہ تجربہ کیا ہوگا کہ بعض اوقات کوئی مانگنے والا کوئی ایسا بے تکا جملہ بول دیتا ہے ایسے بے ڈھنگے طریقے سے سوال کر لیتا ہے کہ آپ طے کر لیتے ہیں کہ اب یہ ایڑی چوٹی کا زور لگالے اب اسے کچھ نہیں دینا اور کچھ لوگ ایسے طریقے سے اور ایسے سلیقے سے مانگتے ہیں کہ نہ دینے والا بھی دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے ایسا ہے ناں یارو یہ ہمارا تجربہ ہے، یہ مشاہدہ ہے یہ روزمرہ کا آبزرویشن (Observation) ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی طریقے اور سلیقے سے مانگیں تو اسے کچھ نہ کچھ ضرور مل جاتا ہے اور کوئی بے تکے اور بے ڈھنگے طریقے سے مانگے تو محروم رہ جاتا ہے

ہم سب بھی تو رب کی بارگاہ میں سوالی ہیں ناں اس کی دہلیز کے بھکاری ہیں منگتے ہیں، فریادی ہیں تو کبھی اس کی بارگاہ میں مانگتے ہوئے یہ سوچا ہے کہ ہم ایسے طریقے سے مانگیں کہ اس کا دریائے رحمت جوش میں آئے اور ہمیں کچھ نہ کچھ مل جائے۔ اور ایسے طریقے سے نہ مانگیں کہ محرومیاں ہمارا مقدر بن جائیں

یہ سوچنا چاہیے ناں ہم نے تو پتہ نہیں سوچا ہے کہ نہیں سوچا لیکن وہ تو ہمارا رب ہے ناں پالن ہار ہے اس نے اس کا لحاظ فرمایا اور اس نے خود ہمیں مانگنے کا طریقہ اور سلیقہ سکھا دیا۔ گویا یہ فرمایا کہ اے میرے بندو صحیح طریقے سے تمہیں مانگنا آتا ہو نہ آتا ہو صحیح لفظ ادا کر سکو نہ کر سکو میری بارگاہ کی عظمت و شان کا لحاظ تمہیں ہو یا نہ ہو لیکن میں تمہیں خود یہ الفاظ سکھا دیتا ہوں تعلیم دے دیتا ہوں کہ میری بارگاہ میں اس طرح سے مانگا کرو۔ سورۃ فاتحہ یہ دعا ہے یہ رب عزوجل کی بارگاہ میں بندہ سوال کر رہا ہے گویا رب کائنات نے یہ فرمایا کہ اے میرے بندو جب تم دوسرے لوگوں کے پاس جاتے ہو مانگنے تو پہلے ذرا ان کی تعریف و توصیف کرتے ہو کہ آپ بڑے سخی ہیں، دیالو ہیں، فیاض ہیں آپ کا بڑا چرچا سنا تھا بڑی شہرت تھی لوگ کہتے تھے کہ وہاں لنگر چل رہا ہے جو جاتا ہے خالی نہیں آتا میں بڑی دور سے سن کے آیا ہوں پہلے اس کی تعریف کرتے ہیں

پھر ذرا اپنی حالت زار کا نقشہ کھینچتے ہیں کہ جی میں بڑا غریب ہوں، نادار ہوں، بچے ہیں جو بے

روزگار ہیں بچیوں کا ڈولہ اٹھانا ہے ہاتھ پیلے کرنے ہیں پلے کچھ ہے نہیں سردی کا موسم بھی آرہا ہے گرم کپڑے بھی میسر نہیں کوئی رضائی کمبل وغیرہ کی سہولت بھی میسر نہیں ہے اب کریں تو کیا کریں بس اللہ کی رحمت کی آس امید ہے یا آپ جیسے سخی حضرات پر بھروسہ ہے اس طرح لوگ کہتے ہیں کچھ نہ کچھ مل جاتا ہے۔

بارگاہ الوہیت سے مانگنے کے آداب

رب کائنات نے بھی ہمیں سلیقہ سکھایا ہے کہ اے میرے بندو جب میری بارگاہ میں آؤ تو پہلے میری عظمت، میری شان بیان کرو **الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم مالك يوم الدين** تمام تعریفیں مولا تیرے لیئے ہیں کہ تو تمام جہانوں کا رب ہے ناں۔ پروردگار ہے۔ پالن ہار ہے۔ مولا تو تمام کائنات کا پالنے والا ہے۔ یہ تیرا عاجز و لاچار بندہ بھی تیری رحمتوں کی چھاؤں میں کہیں نہ کہیں کسی کونے میں پل ہی جائے گا **الرحمٰن** میرے مولا تو رحمان ہے تو رحیم ہے اب اس کے دریائے رحمت کو جوش دلانا ہے کہ جب اس کی رحمتوں سے حصہ لینا ہے تو رحمان و رحیم ہونے کا تذکرہ ہو رہا ہے کہ مولا تیری رحمت کا کیا ٹھکانا ہے مولا تو بے حد مہربان ہے بے حد کرم فرمانے والا ہے تیری رحمت تو تیرے باقی اوصاف پر بھی حاوی ہے ناں مولا کریم یہ تیرا بندہ تیری بارگاہ میں سوالی ہے **مالك يوم الدين** بدلے کے دن کا مالک تو ہے جزا تیرے ہاتھ میں ہے سزا تیرے ہاتھ میں ہے۔ جس کو چاہے نواز دے جس کو چاہے محروم کر دے جس کو چاہے جنت دے دے جس کو چاہے جہنم کا ایندھن بنا دے مولا کریم اگر تو اپنے اس عاجز و لاچار بندے کو نوازنے پہ آئے تو تجھے کہیں سے کوئی (سینکشن Senssion) تو نہیں لینی کوئی اپروول (Approval) تو نہیں لینی کسی سے اجازت تو نہیں لینی مولا تو کسی کی بارگاہ میں جواب دہ تو نہیں ہے ناں تو جو چاہے جو کرے تو تو قادر مطلق ہے پھر یہ بندہ تیری بارگاہ میں سوالی ہے جھولی پھیلائے کھڑا ہے پھر ذرا اپنی عاجزی اپنی فرمائیگی، اپنی تہی دامنی اپنی بے حیثیتی کا نقشہ بھی کھینچو ناں، **اياك**

نعبدو ایاك نستعین مولا تیری دہلیز پہ جبیں سائی کرتے ہیں تیری چوکھٹ پہ ماتھا رگڑتے ہیں تیری بارگاہ میں جھولی پھیلاتے ہیں تیرے سامنے دست سوال دراز کرتے ہیں مولا ہم منگتے ہیں ہم فریادی ہیں، ہم بھکاری ہیں، ہم گداگر ہیں ہم سائل ہیں جبکہ بھیک مانگنے کے آداب پورے کر چکو پھر سوال کرو

پہلے مجھ سے ہدایت مانگو

اھدنا الصراط المستقیم مولا ہدایت عطا فرما حضرات مکرم رب کائنات نے جو ہمیں سکھایا ہے ذرا اس کی طرف توجہ رہے تو بہت سی الجھنیں سلجھ جاتی ہیں جناب مکرم رب کائنات نے گویا یہ فرمایا کہ اے میرے بندو تم سب کچھ مجھ سے مانگتے ہو۔ اور مجھ سے نہیں مانگو گے تو پھر کس سے مانگو گے۔ تم مجھ سے روزی مانگتے ہو۔ رزق کی فراوانی مانگتے ہو۔ کاروبار میں برکت مانگتے ہو۔ فصلوں میں وسعت مانگتے ہو۔ لیکن اگر تمہیں رزق تو بے شمار مل جائے ہدایت نہ ملے صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے ہو۔ پھر کیا ہوگا وہ مال جو حقیقتاً میری طرف سے نعمت تھا لیکن یہ اسی مال کو تم کہاں خرچ کرو گے۔ برے کاموں میں، بری راہوں پہ شراب نوشی کرو گے۔ بدکاری کرو گے۔ حرام خوری کرو گے۔ وہ کام کرو گے جس سے میرے قہر وغضب کو دعوت ملے ارے یہ روزی یہ رزق یہ میری رحمت ہے لیکن اگر اس طرح سے خرچ کرو گے تو میرے قہر وغضب کے مستحق ہو جاؤ گے۔

اس لیئے روزی بعد میں مانگنا پہلے ہدایت مانگو تم بیماریوں سے نجات مانگتے ہو، سکھی صحت مانگتے ہو، شباب و جوانی مانگتے ہو۔ قوت و ہمت مانگتے ہو۔ یہ بے شک یہ میری طرف سے نعمت ہے میں اگر تمہیں صحت عطا فرما دوں تمہیں قوی ہیکل، قد آور، قابل رشک جوان بنا دوں لیکن تم ہدایت پر نہ ہو بھٹکے ہوئے ہو۔ راندہ درگاہ ہو۔ گم گشتہ منزل ہو۔ تو نتیجہ کیا نکلے گا تمہارے پاس صحت ہے۔ یہ جوانی ہے۔ یہ شباب ہے۔ یہ قوت ہے۔ یہ طاقت ہے۔ لیکن یہ سب کہاں سرف ہوگی۔ یہ میری نافرمانی میں، سرکشی میں، بغاوت میں، ارے یہ صحت، یہ سب طاقت یہ میری نعمت تھی لیکن اس کے

ذریعے سے تم میرے عذاب کے مستحق ہو جاؤ گے اس لیئے صحت بعد میں مانگنا پہلے ہدایت مانگو۔

راہ ہدایت۔

ہدایت دینے والا میں ہوں۔ ہدایت میں عطا فرماؤں گا، ہدایت مجھ سے مانگو لیکن جب تمہیں ہدایت ملے، تو تمہیں کیسے پتہ چلے گا کہ ہدایت کا راستہ یہ ہے تمہارے پاس وحی تو نہیں آتی ناں جبرئیل امین تو نہیں آتے اور ورغلانے والے، بہکانے والے بہت ہیں وہ جو دلوں میں وسوسے پیدا کرتے ہیں وہ صرف شیطان اور جن تو نہیں ہیں **من الجنة والناس** انسان بھی تو ہیں جو دلوں میں وسوسے پیدا کرتے ہیں بہکاتے ہیں ورغلاتے ہیں اور تمہیں صراط مستقیم سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں تو تم پریشان ہو گے کہ مولا کریم سیدھا راستہ کون سا ہے ہدایت کا راستہ کون سا ہے۔

ہمیں کیسے پتہ چلے تو میں جو ہوں تمہاری رہنمائی کرنے والا تمہیں ایسے طریقے سے بتاتا ہوں کہ تمہیں بھٹکنے کی گنجائش نہ رہیف مجھے نہیں پتا کہ لنڈن شہر کتنا بڑا ہے اور اس میں راستوں کی کیا کیفیت ہے اور کون سی جگہ ہے جہاں پر جانا ذرا مشکل ہے مثلاً کوئی مین چوک، کوئی مین بازار تو ہوگا ناں آپ یہاں سے بیٹھیں اور رکشے والے سے کہیں کہ میں نے مین بازار جانا ہے وہ کہے اچھا بیٹھئے جی لے چلتا ہوں آپ بیٹھ گئے اور آپ نے اسے راستہ بتانا شروع کر دیا کہ ہاں جی استاد یہاں سے سیدھے ہاتھ پہ جانا ہے، اب الٹے ہاتھ مڑنا ہے یہاں سے سٹریٹ (Straight) جانا ہے سیدھا جانا ہے ہوسکتا ہے کہ رکشے والا آپ کو ایک آدھ بار تو برداشت کرلے لیکن اگر آپ نے یہ ڈائریکشن (Direction) جاری کرنے کا سلسلہ اسی طرح دراز رکھا، تو وہ چڑ جائے گا آپ کو ٹوک دے گا بلکہ اگر زیادہ کڑھک مزاج کا ہوگا تو جھڑک دے گا اور کہے گا کہ جناب آپ میرے ساتھ بیٹھے ہیں، مجھے راستہ بتانے، میں انہیں راستوں پہ رکشہ چلا کے روزی کماتا ہوں، آپ آرام سے بیٹھے میں آپ کو پہنچا دوں گا ٹھیک ہے ناں، اگر ڈرائیور کو راستہ معلوم ہو اور آپ اسے بتانے کی کوشش کریں وہ چڑ جاتا ہے اسے ناگوار گزرتا ہے تو کیا خیال ہے، رب کائنات کو معلوم ہوگا کہ نہیں سیدھا راستہ

کون سا ہے، وہ تو سیدھا راستہ پیدا کرنے والا ہے، تو کیا رب کی بارگاہ میں یہ کہنے کی ضرورت ہے
کہ مولا یہ جو راستہ ہے ناں یہ سیدھا ہے اس پہ چلا دے یہ ٹیڑھا ہے یہ سیدھا نہیں ہے اس سے بچا
لے، اگر تمہیں پتہ ہے تو تم خود چل پڑو اس سے کیوں کہتے ہو کہنے کی کیا ضرورت ہے۔

ظاہر ہے کہ ہم رب کائنات کو کچھ نہیں بتا رہے بلکہ وہ ہمیں خود کچھ سمجھا رہا ہے وہ بتا رہا ہے کہ اے
میرے بندو تمہیں کیا پتہ کہ صراط مستقیم کون سی ہیں سیدھا راستہ کون سا ہے جو لوگ ادھر بلاتے ہیں وہ
بھی عبادت گزار اور پارسا نظر آتے ہیں اور جو لوگ ادھر بلاتے ہیں وہ بھی پرہیزگار اور متقی دکھائی
دیتے ہیں، جو ادھر ہیں وہ بھی علم وفضل کے شناور دکھائی دیتے ہیں اور جو ادھر ہیں وہ بھی علم وفضل کے
شناور دکھائی دیتے ہیں۔

اب تمہیں کیسے پتہ چلے کہ صراط مستقیم کیا ہے اس لیے کوئی دوسرا نہ کہے، کسی مفتی سے فتویٰ نہ لو کہیں
مدرسوں کی خاک نہ چھانو، خود کہو، اپنی زبان سے **صراط الذین انعمت علیهم** مولا جن
پر تیرا انعام ہوا ناں ان کے پیچھے چلا دے ہمیں بھی ہدایت مل جائے گی اور اگر آپ غور فرمائیں تو اس
سے زیادہ آسان راستہ ہو نہیں سکتا بتانے کا۔

مثال کے طور پر آپ لاہور پہنچے سواری آپ کی اپنی ہے آپ کے مہمان آ رہے ہیں کہیں باہر سے
ائیر پورٹ سے انہیں رسیو (Receive) کرنا ہے اپنی سواری لے کے گئے ہیں لیکن یہ نہیں پتہ
کہ یہ ائیر پورٹ کہاں ہے اب لاہور آپ پہنچے آپ پریشان ہیں کہ سواری تو ہے لیکن راستہ نہیں
معلوم کیا کریں وہاں پر کسی جگہ پر رکے لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے آپ کو سمجھایا ہاں بھئی اس
چوک سے سیدھے ہاتھ جائیں پھر فلاں روڈ آئے گی، پھر فلاں چوک آئے گا پھر یو (U) ٹرن لینا
ہے پھر یہ والا چوک آئے گا پھر یہ راستہ ہو گا اور پھر اگر کہیں بھٹکنے لگو پھر کسی سے پوچھ لیجئے گا کہ ائیر
پورٹ مشہور جگہ ہے کسی نہ کسی طرح پہنچ ہی جائیں گے لیکن اس کے مقابلے میں کتنا آسان ہے کہ
جب آپ نے کسی سے پوچھا کہ بھائی راستہ بتاؤ ائیر پورٹ کا تو اس نے کہا کہ بھائی میں ائیر پورٹ
جا رہا ہوں اپنی گاڑی میری گاڑی کے پیچھے لگا لو ائیر پورٹ سیدھے پہنچ جائیں گے نہ چوک کا نام

پوچھنے کی ضرورت، نہ روڈ کا نام پوچھنے کی حاجت نہ لوگوں سے کوئی راستہ دریافت کرنے کی گنجائش
بس اپنی گاڑی میری گاڑی کے پیچھے لگا لو وہیں پہنچ جائیں گے اس سے زیادہ آسان طریقہ کوئی ہو
سکتا ہے تو رب کائنات بھی فرماتا ہے کہ اے میرے بندو تمہیں کیا پتہ کہ ہدایت کا راستہ کون سا ہے
اور اگر تمہیں اس کی نشانی دی جائے اگر راستہ سمجھایا جائے بتایا جائے تم اٹک سکتے ہو تم گم گشتہ
منزل ہو سکتے ہو بس ایسا کرو کہ جو میرے انعام یافتہ بندے ہیں ناں ان کے پیچھے چل پڑو تمہیں بھی
ہدایت مل جائے گی۔

انعام یافتہ بندے

اچھا انعام یافتہ بندے کون ہیں یہ بھی ایک ڈسپیوٹڈ میٹر (Disputed Mater) ہو سکتا تھا، ایک
متنازعہ مسئلہ ہو سکتا تھا ماشاءاللہ ہر ایک (باون) 52 گز کا ہے ہر ایک دعویٰ کر سکتا تھا کہ میں ہوں
ہدایت یافتہ میں ہوں انعام یافتہ زمیندار یہ کہتا ہے کہ اگر مجھ پر انعام نہ ہوتا میری اتنی اچھی فصل کیسے
ہوتی

دوکاندار کہتا ہے کہ اگر مجھ پر انعام نہ ہوتا تو میری اتنی سیل اتنی بکری کیسے ہوتی

صنعت کار کہتا ہے کہ مجھ پر اگر انعام نہ ہوتا تو ایک فیکٹری کی 10 فیکٹریاں کیسے لگتیں، بلکہ چشم بددور
سیاست دان بھی کہتے ہیں کہ اگر ہم پر اللہ کا انعام نہ ہوتا تو اقتدار کیسے ملتا کامیاب کیسے ہوتے۔

تو رب کائنات نے ہمیں بتا دیا کہ اے میرے بندو میرے انعام کو سونے چاندی کے ترازو میں مت
تولنا یہ مت دیکھنا کہ اس کے پاس مال بہت ہے تو اس کے اوپر اللہ کا انعام ہے اس کے پاس اقتدار
ہے تو اس پر انعام بہت ہے۔

ارے نہیں میرے انعام کا پیمانہ کچھ اور ہے انعام یافتہ کون ہیں یہ رب کائنات خود اپنے کلام کی
قرآن مجید کی تفسیر میں بیان فرما رہا ہے اس سے بہتر تو تفسیر ہو نہیں سکتی کہ رب کائنات خود تفسیر بیان
کرے اپنے قرآن کی قرآن پاک کے اندر بیان کرے کہ انعام یافتہ کون ہیں **ومن یطیع**

الـلـه والرسول فاؤلٰئك مع الـذيـن انعم الله عليهم من نبيين والـصديقين والشهداء والصٰلحين وحسن اولٰئك رفيقا میرے انعام یافتہ لوگ کون ہیں، اے میرے بندو یہ سونے چاندی کو دیکھ کر۔ زرو جواہر کو دیکھ کر۔ کروفر کو دیکھ کر۔ شان وشوکت کو دیکھ کر۔ طمطراق کو دیکھ کر۔ آن بان دیکھ کر۔ طاقت وااقتدار دیکھ کر۔ عہدے اور منصب کو دیکھ کر۔ یہ فیصلہ مت کرنا کہ اس پر اللہ کا بڑا انعام ہے

ارے نہیں یہ تمام چیزیں تو میں کافروں کو بھی دے دیتا ہوں لیکن میرے انعام کا پیمانہ کیا ہے انعام یافتہ کون ہیں یہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے میرے انعام یافتہ بندے ہیں وہ نبیؑ ہیں، وہ صدیق ہیں، وہ شہید ہیں، وہ صالحین ہیں یا مختصر لفظوں میں یوں کہیے۔

اللہ فرماتا ہے کہ یہ جو ولی ہیں یہ میرے انعام یافتہ بندے ہیں ان کے پیچھے چلو گے تو ہدایت ملے گی اب یہ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے، کچھ لوگ وہ ہیں جو ان کے پیچھے چلنے کی بجائے ان کے پیچھے پڑ جاتے ہیں قرآن پڑھ کے، قرآن کی آیتیں کوٹ کر کے ثابت کرنا چاہتے ہیں مجمع کو ورغلانا چاہتے ہیں لوگوں کو بہکانا چاہتے ہیں۔

ارے بڑے مفسر قرآن کہلاتے ہیں بڑے محقق کہلاتے ہیں اور قرآن پڑھ پڑھ کے ثابت کرتے ہیں کہ معاذ اللہ انبیاءؑ بھی گناہ گار ہو سکتے ہیں اور رسولﷺ بھی خطا کار ہو سکتے ہیں، دیکھو حضرت آدمؑ سے گناہ ہوا حضرت موسیٰؑ سے غلطی ہوئی ارے تم اگر انبیاء علیہم السلام کو اگر ان محبوبوں کو اللہ کے ولیوں کو اگر خطا کار، گناہ گار ثابت کرتے ہو ارے تجھے ہدایت ملنی تھی ان کے پیچھے چلنے سے اگر ان کو گناہگار کہتا ہے ان کو گمراہ کہتا ہے ان کو نہیں بلکہ اپنے آپ کو گمراہ کہتا ہے۔

سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

حضرات مکرم یہ جو قرآن مجید کا انداز استدلال ہے انداز بیان ہے، اگر ہدایت چاہیے تو کیا کرو انعام یافتہ بندوں کے پیچھے چلو یہ انداز بیان اس آیت کریمہ میں اپنے شباب پہ نظر آتا ہے جو میں نے

خطبے میں آپ کے سامنے تلاوت کی **یا ایھاالذین آمنو اتقو اللہ** اے ایمان والو اللہ سے ڈرو (**وکونو مع الصادقین**) اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ اگر ہم اپنے بچوں کو نصیحت کریں تو ہم کہتے ہیں کہ بیٹے سچ بولو سچے بنو جھوٹ مت بولنا جھوٹ کے پاس مت جانا سچ کا ساتھ دینا سچے بنو سچ بولو ہم اپنے بچوں کو نصیحت کرتے ہیں سچ بولو سچے بنو اللہ یہ نہیں فرماتا کہ سچ بولو سچے بنو وہ فرماتا ہے سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

یہ قرآن کے انداز بیان میں کوئی حکمت ہو گی ناں، ہمارے سمجھنے کیلئے کوئی درس ہو گا ناں ذرا اس کو کھنگالنے کی ضرورت ہے جناب مکرم آج کے دور میں ہم بڑے پریشان ہیں سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنا بڑا مشکل ہو گیا ہے سچ اور جھوٹ کو اس طرح سے رلا ملا دیا گیا ہے اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ پتہ نہیں چلتا کیا خیال ہے کہ ٹی وی پر جو کچھ کہا جاتا ہے کیا سب سچ ہوتا ہے اخبارات کی ہیڈ لائنز میں سرخیوں جو کچھ چھپتا ہے کیا سب سچ ہوتا ہے ہزاروں لاکھوں کے اجتماع میں جو ہمارے لیڈر صاحبان بیانات جاری فرماتے ہیں کیا سب سچ ہوتا ہے بلکہ ممبر ومحراب کی زینت بننے والے کیا ہمیشہ سچ بولتے ہیں ہمیں سچ کا پتہ کیسے چلے گا عدالت میں اگر کوئی کیس ہو اور کسی ایونٹ (Event) کے بارے میں تین گواہ پیش ہوں۔

ایک گواہ کہے کہ یہ میری ججمنٹ (Judgement) ہے، یہ اندازہ ہے، یہ قیاس ہے، یہ گمان ہے میرا خیال ہے کہ واقعہ اس طرح سے ہوا ہو گا۔

دوسرا کہتا ہے کہ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ واقعہ یوں ہوا تھا۔

اور تیسرا کہے کہ میں چشم دید گواہ ہوں موقع پر موجود تھا میں نے خود دیکھا ہے کہ واقع یوں ہوا تھا عدالت کس کا اعتبار کرے گی۔

چشم دید گواہ کا۔ گویا عدالت کا فیصلہ یہ ہے کہ سچ کا پتہ آنکھ سے چلتا ہے میں سوچنے لگا کہ کیا واقعی آنکھ اس قابل ہے کہ اس پر اعتبار کیا جا سکے کیا آنکھ غلط نہیں دیکھتی رات کا وقت ہو چودھویں کی رات ہو چاند آب وتاب کے ساتھ چمک رہا ہو آپ اپنے بچے کو سیر کروانے کیلئے موٹر سائیکل پر

نکلیں سہانا سماں ہو اور بچہ خوشی سے یہ کہے ابو دیکھئے آج تو چاند بھی ہمارے ساتھ ساتھ سیر کر رہا ہے
چاند بھی ہمارے ساتھ ساتھ چل رہا ہے جب بچے نے یہ کہا سڑک کے کنارے حضرت قبلہ شاہ
صاحب کھڑے تھے بچے کی بات سن کے ہنس پڑے کہنے لگے کہ دیکھو بچے بھی کتنے سیدھے سادھے
بھولے بھالے ہوتے ہیں کہتا ہے چاند ہمارے ساتھ چل رہا ہے دیکھو چاند تو ہمارے ساتھ کھڑا ہوا
ہے۔ایک گواہی دیتا ہے کہ چاند چل رہا ہے، دوسرا گواہی دیتا ہے کہ چاند کھڑا ہوا ہے دونوں چشم دید
گواہ ہیں عینی گواہ ہیں دیکھ کر گواہی دے رہے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف گواہی دے رہے
ہیں اب بتاؤ کہ کون سچا ہے، اور کون جھوٹا ہے کس کا اعتبار کریں گے آنکھ ہمیشہ سچ نہیں دیکھتی۔

عقل بھی غلطی کرتی ہے

شاید آپ کو یہ تجربہ ہوا ہو گا کہ آپ ٹرین پہ سفر کر رہے ہیں کوئی دوست، کوئی ساتھی ساتھ ہے کسی
اسٹیشن پہ ٹرین رکی ساتھی گیا اسٹیشن پر کوئی چیز لینے اتنے میں ساتھ والی لائن پہ ایک اور ٹرین آ کے رکی
آپ نے اسٹیشن سے نظریں ہٹا کے ٹرین کا جائزہ لینا شروع کر دیا اتنے میں آپ کو لگا کہ ٹرین چل
پڑی آپ گھبرائے کہ وہ ساتھی نیچے گیا تھا کہیں نیچے نہ رہ جائے اب جب گھبرا کے پلیٹ فارم کی
طرف دیکھا تو پتہ چلا کہ اپنی ٹرین ابھی کھڑی ہے وہ دوسری ٹرین چلی تھی ایسا ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا
آنکھ ہمیشہ سچ نہیں دیکھتی آنکھ اتنی قابل اعتبار نہیں ہے مولا ہمیں کیسے پتہ چلے سچ اور جھوٹ میں تمیز
کیسے کریں ہماری تو آنکھ بھی قابل اعتبار نہیں ہے یار دوست کہنے لگے کاظمی صاحب اگر آپ سچ
جاننے کیلئے اتنے ہی کریزی (Crazy) ہیں اتنے ہی انشس (Anshes) ہیں اگر سچ جاننے
کیلئے اتنے ہی مضطرب اور بے چین ہیں تو پریشان کیوں ہیں آپ تو ماشاءاللہ عقل مند آدمی ہیں
آپ تو صاحب فہم وفراست ہیں تو آپ کی عقل آپ کی راہنمائی کر دے گی وہ بتا دے گی آنکھ نے
یہاں پر غلطی کی ہے آپ آنکھ کی غلطی پکڑ لیں گے اور اس سچ کو پا لیں گے میں سوچنے لگا کہ کیا واقع
عقل اس قابل ہے کہ اس پر بھروسہ کر لیا جائے کیا عقل غلطی نہیں کرتی جب میں نے اس پر غور کیا تو

میں سوچنے لگا کہ اگر عقل غلطی نہ کرتی تو کم از کم عقل مندوں میں تو کبھی اختلاف نہ ہوتا عقل مند تو
سب سیدھے سچے راستے پہ ہوتے ہیں صراط مستقیم پر ہوتے ہیں ان میں کوئی جھگڑا کوئی اختلاف نہ
ہوتا، لیکن ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اصل جھگڑا تو ہے ہی عقلمندوں میں ہم بے وقوف تو ویسے ہی پیچھے لگے
رہتے ہیں زندہ باد مردہ باد خواہ مخواہ پیچھے لگے رہتے ہیں اصل جھگڑا تو ہوتا ہے عقلمندوں میں، عقلمندوں
کا اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ عقل بھی غلطی کرتی ہے مولا ہمیں سچ کا پتہ کیسے چلے۔

عقل سیکھنے سے آتی ہے

اچھا یہاں پر ایک بات عرض کرتا چلوں کہ علم حاصل کرنے کے دو ذریعے ہیں شاہ صاحب مجھے نہیں
پتہ کہ میں کیسے مجمع میں کیسا موضوع لے بیٹھا میں بھینس کے آگے بین تو نہیں بجا رہا، علم حاصل
کرنے کے دو ذریعے ہیں پہلا ذریعہ اردو اور فارسی میں کہتے ہیں حواس خمسہ ہمارے پانچ حسیں
ہیں انگلش میں کہتے ہیں Five Senses اپنی پنجابی میں کہتے ہیں پنجابی یا سرائیکی میں کیا
کہتے ہیں میں اس میں ٹانگ نہیں اڑاتا یہ میں آپ پہ چھوڑتا ہوں مجھ سے بہتر آپ جانتے ہیں لیکن
سمجھ تو گئے ناں کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں ہماری پانچ حسیں ہیں دیکھنے کی حسیں، سونگھنے کی، چکھنے کی،
سننے کی اور قوت لامسہ Sense of Touch محسوس کرنے کی جناب محترم ان کے
ذریعے سے ہم علم حاصل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے ہمیں آنکھیں عطا فرمائیں ہیں کہ
ان آنکھوں کے ذریعے میں دیکھ رہا ہوں آپ نے کس رنگ کے لباس پہنے ہوئے ہیں اور کس فیشن
کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں آپ کا رنگ و روپ کیسا ہے چہرہ مہرہ کیسا ہے خدوخال کیسے ہیں نقش و
نگار کیسے ہیں یہ اس محفل کی سجاوٹ کیسی ہے یہ بینرز کیسے لگے ہیں اور ان پر کیا کیا اقوال زریں لکھے
ہوئے ہیں یہ تمام چیزیں میں دیکھ رہا ہوں ان آنکھوں کے ذریعے میں علم حاصل کر رہا ہوں اسی
طرح جن چیزوں کا تعلق سننے سے ہے اب میں تقریر کر رہا ہوں آپ کو اللہ نے سماعت عطا فرمائی ہے
آپ سن کے کچھ نہ کچھ حاصل کر رہے ہیں۔

اگر چائے کی پیالی آپ کے سامنے رکھی ہو اور آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ یہ میٹھی ہے یا نہیں ہے تو کیا اسے گھورتے رہیں گے یا آنکھ اور کان میں ڈالنے کی کوشش کریں گے نہیں، بھئی سیدھی سی بات ہے بھئی آپ اس چائے کو اٹھا کے چکھ لیجئے زبان بتا دے گی کہ چائے میٹھی ہے یا نہیں ہے تو ہم ان حواس کے ذریعے علم حاصل کرتے ہیں ٹھیک ہے بھائی علم حاصل کرنے کا دوسرا ذریعہ ہماری عقل ہے یاد رکھیے کہ جو علم ہم حواس کے ذریعے Sences کے ذریعے حاصل کرتے ہیں وہ سیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی ایک دو دن کا بچہ ہے نومولود بچہ دو دن کا ابھی سکول و کالج بھی نہیں جاتا ابھی اس کی جان چھوٹی ہوئی ہے وہ دو دن کا بچہ ہے لیکن اسے بھی پتہ ہے کہ کڑواہٹ کسے کہتے ہیں اور مٹھاس کسے کہتے ہیں زبان پہ کڑوی چیز رکھیں تو منہ بنا کے تھوک دیتا ہے اور میٹھی چیز رکھیں تو کھا لیتا ہے۔

اور دو دن کا بچہ بھی جانتا ہے کہ شور کیا ہے اور خاموشی کیا ہے شور مچے تو گھبرا کے خود بھی شور مچانے شروع ہو جاتا ہے اور خاموشی ہو تو پرسکون ہو جاتا ہے۔

اور دو دن کا بچہ بھی جانتا ہے کہ اندھیرا کیا ہے اور اجالا کیا ہے اندھیرا ہو تو گھبرا جاتا ہے چیختا چلاتا ہے اور اگر اجالا ہو تو اسے اطمینان ہو جاتا ہے۔

اور دو دن کا بچہ بھی یہ جانتا ہے کہ سردی کیا ہے اور گرمی کیا ہے سردی لگے ٹھٹھرنے لگتا ہے کانپنے لگتا ہے اور جب ماں اپنی حرارت اسے پہنچاتی ہے تو کیسے مزے سے سو جاتا ہے وہ دو دن کا بچہ بھی یہ تمام چیزیں جانتا ہے پتہ چلا کہ حواس کے ذریعے جو علم حاصل کرتے ہیں وہ سیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی لیکن یارو عقل سیکھنے سے آتی ہے کوئی سکھاتا ہے کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں کوئی سکھاتا ہے کہ حروف کو ملا کے الفاظ کیسے بنائے جا سکتے ہیں جملے ترتیب کس طرح دیئے جاتے ہیں کوئی بتاتا ہے کہ نیلا اور پیلا رنگ ملا دیا جائے تو ہرا رنگ بن جاتا ہے یہ عقل سیکھنے سے آتی ہے عقل ہم۔ ؟ کس سے سیکھی بڑا آسان جواب ہے اپنے بزرگوں سے اپنے بڑوں سے ہمارے بزرگوں ہمارے استادوں ہمارے بڑوں نے عقل کس سے سیکھی، جی انہوں اپنے بزرگ استادوں سے اپنے بڑوں سے یہ بات بھی

ٹھیک ہے، تو جوان کے بڑے اور استاد تھے انہوں نے کس سے سیکھی جی انہوں نے اپنے بزرگوں سے اپنے استادوں سے سیکھی بھائی اپنے بزرگوں اور استادوں کی رٹ لگائے رکھو گے تو یہ سلسلہ کہیں ختم ہوگا کہ نہیں ہوگا، کہاں ختم ہوگا۔

صداقت کا معیار عقل نبوت ہے۔

اس دنیا میں جو آنے والا پہلا انسان ہے اس نے کسی دوسرے سے عقل نہیں سیکھی وہ اللہ کا نبیؑ ہے اس نے براہ راست اللہ سے سیکھی ہے۔ آپ کی اور میری عقل غلطی کر سکتی ہے کیونکہ ہم اپنے جیسے انسانوں سے سیکھتے ہیں اور نبیؑ غلطی نہیں کرتا کہ وہ براہ راست اللہ سے سیکھتا ہے حضرات مکرم اب ہمیں پتہ چلا کہ صداقت کا معیار کیا ہے صداقت کا معیار عقل نبوت ہے ہے اب دیکھیے آپ نے آنکھ سے دیکھا کہ چاند چل رہا ہے لیکن آپ کو پتہ تھا کہ آپ کی جو عقل ہے وہ آنکھ سے بہتر ہے آنکھ سے افضل ہے تو کیونکہ آپ عقل کی بالادستی کو تسلیم کرتے تھے اس لیئے کہ آنکھ دیکھتی تھی کہ چاند چل رہا ہے لیکن عقل نے بتایا کہ چاند نہیں چل رہا سواری چل رہی ہے آپ نے آنکھوں دیکھی بات کو جھٹلا دیا حضرات مکرم میں یہ عرض کر رہا تھا کہ چونکہ ہم جانتے تھے کہ ہماری عقل جو کہ آنکھ سیفض ہے آنکھ سے بہتر ہے اس لیئے ہم نے آنکھ کی بات کا انکار کر دیا آنکھ دیکھ رہی تھی کہ چاند چل رہا ہے ہم نے آنکھ کو جھٹلا دیا عقل کی بات مان لی کہ چاند نہیں چل رہا سواری چل رہی ہے اگر ہم عقل نبوت کو اپنی عقل سے افضل مانتے ہوں تو پھر ہماری عقل کچھ بھی کہتی رہے جو کچھ نبیؑ کہے گا مان لیں گے اور اپنی عقل کا انکار کریں گے حضرات مکرم اگر ہم یہ مانتے ہیں یہ تسلیم کر لیں کہ عقل نبوت ہماری عقل سے افضل ہے وہ بہتر ہے اور ہماری عقل ناقص ہے اور نبیؑ کی عقل کامل ہے تو پھر نبیؑ جو کچھ بھی فرمائے گا اس کے راستے میں ہم اپنی ٹانگ نہیں اڑائیں گے جو کچھ نبیؑ فرمائے گا اس کو ہم مان لیں گے تو رب کائنات بھی تو یہی فرما رہا ہے کہ اے میرے بندو تمہیں کیا پتہ کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے تمہاری آنکھ غلط دیکھتی ہے تمہاری عقل غلطی کرتی ہے اس لیئے تم سچ جھوٹ کے چکر میں مت پڑو

تم ایسا کرو وقولو مع صادقین تم سچوں کے ساتھ ہو جاؤ تمہیں سچ مل جائے گا۔

ہدایت کا سرچشمہ انبیاءؑ، اولیاءؒ

رب کائنات نے ہمیں جو تلقین فرمائی ہے اس کا صرف ایک نقطہ، ایک بات میں عرض کر کے اپنی گفتگو کی بساط کو لپیٹ رہا ہوں اب دونوں آیتیں جو میں نے سورۃ فاتحہ سے استدلال کیا وہ بھی ذہن میں رہے اور یہ اس آیت مبارکہ کے حوالے سے جو گفتگو کہی وہ بھی پیش نظر رہے بہت سے لوگ ہیں جو ہمیں کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں عقل دی ہے قرآن ہمارے سامنے ہے احادیث ہمارے سامنے ہیں ہم اس پر غور وفکر کریں گے اور اپنے لیئے صراط مستقیم تلاش کرلیں گے اللہ نے فرمایا کہ نہیں عقل میں نے دی ہے قرآن بھی میں نے عطا فرمایا ہے میرے محبوب ﷺ کی احادیث بھی تمہارے سامنے ہیں لیکن جب تک میرے انعام یافتہ بندوں کے محبوبوں کے پیچھے نہیں چلو گے ہدایت نہیں ملے گی اگر تم نے محض اپنی عقل وخرد پر بھروسہ کر کے نقطہ سنجی کی کوشش کی اور قرآن واحادیث سے اپنی مرضی کا مطلب نکالنے کی جسارت کی تو تم گم گشتہ منزل ہو جاؤ گے بھٹک جاؤ گے گمراہ ہو جاؤ گے راندۂ درگاہ ہو جاؤ گے اور تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا کہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے اس لیئے صراط مستقیم پر رہنا ہے تو تم قرآن بھی پڑھو حدیث کو بھی پیش نظر رکھو اپنی عقل کو بروئے کار لاؤ لیکن میرے نبیوںؑ اور ولیوںؒ کا راستہ اختیار کرو اور ان کا دامن پکڑے رہو ان کی تقلید کرو پھر تمہیں ہدایت ملے گی تو ہمیں رب کائنات نے اتنی سہولت سے اور اتنی آسانی سے ہدایت کا راستہ دکھا دیا کہ ہمارے بھٹکنے کی گنجائش نہیں رہی پھر بھی اگر ہم بھٹکتے رہیں تو یہ ہماری اپنی محرومی ہے محروم القسمتی ہے میرے مولا اپنے فضل وکرم سے اس مبارک اور مقدس محفل میں حاضری کو مقبول ومنظور فرما اور یہ آستانہ یہ ادارہ یہ مدرسہ یہ آباد رہے اور یہ اسی طرح روشنیاں بانٹتا رہے (آمین۔ثم آمین)۔

﴿وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین﴾

دوسری جلد کا انتظار فرمائیں۔